عقیدت سے نہیں بلکہ ضرورت سے صلح کلی
پکانے اپنی روٹی کو رضا کا نام لیتا ہے



مصنف علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی رضوی نوری

مرکز اہل السنۃ برکات رضا
امام احمد رضا روڈ،
پور بندر، گجرات

عقیدت سے نہیں بلکہ ضرورت سے صلح کلی

پکانے اپنی روٹی کو رضا کا نام لیتا ہے

از:۔ مصروفؔ

مادرِ صلح کلّیت، سراپا مکر وفریب، پاکستانی تنظیم دعوتِ اسلامی کے امیر الیاس عطار اور اس کے عطّاری چیلوں کی رِیاکاری، جھوٹے خواب اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کی حقیقت

یعنی

دعوتِ اسلامی ایک المیہ

مصنف:۔

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنّت، ماہر رضویات، صاحب تصانیفِ کثیرہ

حضرت علامہ عبدالستّار ہمدانی مصروفؔ (برکاتی۔نوری)

حسب فرمائش: قاضیٔ گجرات، خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ سیّد سلیم باپونانی والا جام نگر (بیڈی) گجرات

ناشر

مرکز اہلِ سنّت برکاتِ رضا، پور بندر، گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بفیض حضور مفتی اعظم ہند

نام کتاب:- دعوتِ اسلامی ایک المیہ (Tragedy)

مصنف:- خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنّت، ماہر رضویات،

علامہ عبدالستار ہمدانی مصروفؔ (برکاتی۔نوری)

تقریظ: قاضیٔ گجرات، علامہ سیّد سلیم باپو، جام نگر، گجرات

مقدمہ: حضرت مولانا غلام احمد رضا شریفی، چیمبور (بمبئی)

کمپوزنگ:- (۱) علامہ ذکی رضا غوثی، جامع مسجد، راناواؤ

(۲) جناب شاہد خان یوسف خان سلطانی، پوربندر

(۳) جناب محمد زبیر قادری، بمبئی

تصحیح:- (۱) جناب محمد زبیر قادری، بمبئی

(۲) حضرت علامہ مصطفیٰ رضا یمنی۔ پوربندر

(۳) حضرت علامہ واصف رضا غوثی۔ پوربندر

اشاعت و مؤرخہ:- بار اوّل۔ مؤرخہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ/ ۱۰ر جولائی ۲۰۲۳ء

بروز عید دوشنبہ و یومِ ولادت حضور مفتی اعظم ہند

صفحات:- 346

تعداد:- تین ہزار (3000)

ناشر:- مرکز اہلسنّت برکاتِ رضا، امام احمد رضا روڈ، میمن واڑ،

پوربندر (گجرات) پن:360575 موبائل:879303557

شرفِ انتساب

خلیفۂ تاج العلماء حضرت علّامہ
سیّد محمد میاں صاحب برکاتی۔ مارہرہ مقدسہ
اور
خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علّامہ مفتی
مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری۔ بریلی شریف
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حضرت علامہ محمد ابراہیم ترکیؒ صاحب ویراولی ثم راج کوٹی

(علیہ الرحمۃ والرضوان)

جنھوں نے سب سے پہلے دعوتِ اسلامی کی مخالفت فرمائی اور جن خطراتِ صلح کلیت کا اندیشہ ظاہر فرمایا تھا، وہ رونما ہو رہے ہیں۔ اپنی اس کاوش کو اُن کی ذاتِ حق کو سے منسوب کر کے ان کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گدائے بارگاہِ ترکیہ:

عبدالستار ھمدانی

تقریظ جلیل

قاضیٔ گجرات، خلیفۂ تاج الشریعۃ، فخر سادات، مجاہد سنّیت،

حضرت علامہ الشاہ سیّد سلیم احمد قادری (سلیم باپو)، جام نگر، گجرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

محترم المقام مناظر اہلِ سنّت، ماہر رضویات، علامہ عبدالستار قادری برکاتی رضوی ہمدانی صاحب، نام نہاد دعوتِ اسلامی کے غیر شرعی اور خود ساختہ طور وطریق کے خلاف ایک دستاویزی کتاب ترتیب دے رہے ہیں۔ ناچیز آپ کے اس مبارک قدم کی تعریف کے ساتھ دُعا بھی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جرأت مندانہ وصادقانہ اقدام کو سرخ روئی سے ہمکنار فرمائے اور نام نہاد دعوتِ اسلامی کے دجل وفریب سے اہلِ سنت وجماعت کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائے۔

نام نہاد دعوتِ اسلامی کی بہت ساری من مانی حرکتیں ہیں، منِ جملہ بدعقیدہ، باطل فرقوں کے رَد سے پہلو تہی کی گئی ہے، جس کے منشور میں یہ ہے کہ:

"بیان میں باطل فرقوں کا رَد ہو نہ تذکرہ، صرف ضرورتاً مثبت انداز میں اپنے مسلکِ حقہ کا اظہار ہو۔" طریقۂ کار نمبر ۴

(فوٹو اسٹیٹ، ص: ۲۳)

باطل فرقوں کا رَد یا تذکرہ بہر حال ضروری ہے ورنہ مسلکِ حق کے اظہار میں نہ

کشش رہے گی اور نہ ہی مکمل طور پر اس کا اظہار ہوگا۔ اور بہت سارے اجلاس میں عطاریوں کا بدعقیدہ مولویوں کے ساتھ نرم رویہ اور ملاقات، یہ نہایت درجے کی خلافِ قرآن وسنّت پالیسی ہے، جس کو اہلِ سنّت و جماعت کے مذہب میں کبھی بھی روا نہ رکھا گیا۔

حضور اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت، مجددِ اعظم دین وملّت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ شریف مترجم کی جلد ۲۳، صفحہ ۶۹۲ پر یک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے۔ یہ تابعین کے زمانے میں محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہوگیا۔

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس فتویٰ کے تناظر میں دعوتِ اسلامی کی دورُخی پالیسی کس قدر خطرناک ہے، اس کا آسانی سے اندازہ ہوتا ہے۔ مولوی الیاس عطار صاحب نے دعوتِ اسلامی کے دستور میں بدمذہبوں کے رَد نہ کرنے کی بات تحریر کی تھی اور انڈیا میں حضور علامہ مفتی اختر رضا صاحب قبلہ المعروف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہو کر وعدہ کیا تھا کہ جلد میں دعوتِ اسلامی کا نیا دستور ترتیب دے کر شائع کردوں گا۔ مگر آج تک وہ دستور نہ ترتیب دیا، نہ عمل میں آیا۔ باطل فرقوں کا رَد جیسا اہم کام جس کے تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۲۱، صفحہ ۲۵۶ میں اپنے فتویٰ میں ارشاد فرمایا کہ ''جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین (اللہ تعالیٰ ان کو بے یار و مددگار چھوڑے) مسلمانوں کو بہکائے، فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفاع اور قلوب مسلمین سے شبہاتِ شیطان کا رفع فرضِ اعظم ہے۔'' اس قدر واضح

فوتگی پر مولوی الیاس عطار نے نہ صرف یہ کہ عمل سے پہلو تہی کی بلکہ اپنی تحریک کے دستور میں ترمیم کرنے کو شامل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری قبلہ معروف بہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری شہزادہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ معروف بہ حضور محدث کبیر وغیرہ مفتیانِ کرام و مشائخ عظام کی ایک بڑی جماعت نے حکم دیا کہ نام نہاد دعوتِ اسلامی، مسلکِ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مبلغ و ترجمان نہیں ہے۔

بھارت کے صوبہ گجرات کے ضلع کچھ کے ایک مفتی نے پورے کچھ میں منہاج القرآن تحریک کی حمایت کی اور بھوج کچھ کے ڈاکٹر طاہر منہاجی کے پروگرام میں شرکت کی اور ڈاکٹر طاہر منہاجی کی تحریک سے جڑ جانے کی اپنے بیان میں دعوت دی، نیز اس مفتی نے وہابیہ دیابنہ کے مولویوں کے پروگرام میں شرکت کی، لوگوں کو اپیل کی۔ خود بھی گمراہ ہوا اور ہزاروں کو گمراہ کیا مگر اس مفتی کی موت پر سربراہِ نام نہاد دعوتِ اسلامی مولوی الیاس عطار نے مفتی کے بیٹوں کے نام آڈیو کلپ کے ذریعے تعزیتی بیان دیا اور اس کو بڑے القاب سے یاد کیا اور اس کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔

یہی وجہ ہے کہ جب ناچیز نے مذکورہ مفتی کے پہلے سالانہ پروگرام کے خلاف بیان دیا، جس میں خصوصی مقرر کی حیثیت سے نام نہاد سُنّی دعوتِ اسلامی کے مبلغ مولوی امین مالیگانوی مدعو تھا، اس کے خلاف بھی ناچیز نے بیان دیا مگر بھوج کچھ کے نام نہاد دعوتِ اسلامی کے مبلغ ہاشم نے آڈیو کلپ وائرل کر کے دعوتِ اسلامی کے مبلغوں اور عام سُنّی مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی اور گمراہیت و صلح کلّیت کے فروغ کی بھرپور کوشش کر کے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہیت میں دھکیلا۔

لہٰذا احقر آپ کے اس اقدام کی کامیابی کی دل کی گہرائی کے ساتھ دعا کرتا ہے کہ آپ کی زیر ترتیب کتاب سے اللہ تعالیٰ سنّیت و مسلکِ حضور اعلیٰ حضرت کو فروغ عطا کرے اور دورُخی پالیسی والوں سے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت فرمائے اور جو جو تنظیم و تحریک صلح کلیت کی راہ پر گامزن ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سربراہوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا کرے اور جملہ اہلِ سنّت و جماعت کو سنّیت و مسلکِ حضور اعلیٰ حضرت پر تصلّب کے ساتھ سلامت رکھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

جان دے دو وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
اے رضاؔ ہر کام کا اِک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

احقر سیّد محمد سلیم احمد قادری

(خادم سنّی بریلوی دار القضاء، ادارۂ شرعیہ، صوبہ گجرات، انڈیا)

۱۸؍ربیع النور شریف ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۵؍اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز سنیچر

مقدمہ

خلیفۂ مشائخ کثیرہ، تلمیذ حضور محدثِ کبیر

حضرت مولانا غلام احمد رضا شریفی صاحب قبلہ زید شرفہٗ ومجدہٗ

(بانی: تنظیم شبستانِ حضور شارح بخاری، بمبئی)

نحمدہٗ ونصلّی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اسلام اور مسلمان تقریباً پندرہ سو سال سے یہود ونصاریٰ، ہنود اور تمام طاغوتی طاقتوں کے نشانے پر ہے، اور زد پر ہے۔ اس لیے مفکّرین ودانشوران فرماتے ہیں، کہ اس پُر آشوب و پُر فتن دور میں بڑی جماعت بنا کر کام نہیں کرنا چاہیے، کہ اگر امیر جماعت کو خرید لیا جائے یا اس کی کمزوریوں کی بنا پر یرغمال بنا لیا جائے تو پوری جماعت ہی طاغوت کے شکنجے میں چلی جائے گی اور طاغوت کے اشارے پر کام کرنے لگے گی۔

اسلام کو مٹانے کی مسلسل اور اَن تھک کوششیں جاری ہیں۔ جب باہر سے اسلام کو کمزور نہ کر سکے تو مسلمانوں کے اندر سے ہی ایمان فروشوں کو خرید کر مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب جب کوئی طاقت ور بادشاہ یا سیاستداں مضبوطی سے قدم جما کر مسلمانوں کے حق میں کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کے قریب کے افراد کو خرید کر اسے کمزور بلکہ نیست ونابود کر دیا جاتا ہے۔ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے، ہمیں غیروں کے ہاتھوں پر بکنے والے اپنوں نے ہی برباد کیا۔

چودہ سو سالوں میں بے شمار، ہزارہا تنظیمیں، اِدارے وجود میں آئے جنھوں نے

دین اسلام کی ترویج و اشاعت کی بظاہر خوب کوششیں کیں، مگر آج وہ سب کہاں ہیں؟ ان کا نام و نشان تک کہیں نظر نہیں آتا۔

پھر اس کے بعد فرقوں کی تاریخ پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائے اسلام سے آج دن تک ہزارہا فرقے وجود میں آ کر اسلام کو بیخ و بُن سے اکھاڑنے کی کوششوں میں تن من دھن سے لگے ہیں۔ ان سب کے پیچھے طاغوتی طاقتوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسلام میں سب سے اوّل اور قدیم فرقہ ''شیعہ'' ہے، جس کا بانی ایک یہودی تھا، جو بظاہر مسلمان بن کر عام مسلمانوں کے اذہان خراب کر کے گمراہیت کے راستے پر لے گیا اور اسلام کی سچی تعلیمات پر دھیرے دھیرے شک و شبہے کی دھول ڈال کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا۔ آج شیعہ فرقہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے اندر گھس کر ہمارے عقائد و نظریات سے منحرف کر رہا ہے اور لوگ تیزی سے متاثر ہوتے جا رہے ہیں۔

شیعوں میں بے شمار فرقے بن گئے۔ اسی طرح وہابی، غیر مقلد، قادیانی، نیچری وغیرہ بے شمار فرقے وجود میں آ کر مسلمانوں کی گمراہیت کا سامان کر رہے ہیں۔ اور ان تمام ہی فرقوں میں کئی گروپ یا فرقہ کے اندر سے فرقے نکل کر گمراہیت پھیلا رہے ہیں۔

کسی بھی فرقے کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اس فرقے کا بظاہر بانی بہت دین دار، متقی، پرہیزگار، شریعت کا پابند اور مسلمانوں کا خیر خواہ تھا۔ اس نے فلاح و بہبود کے اچھے کام کر کے مسلمانوں کے دل جیتے۔ لوگ متاثر ہو کر اس کے قریب آئے، اس کے معتقد و مرید ہو گئے۔ تب آہستہ آہستہ اس نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا، اسلام سے یکسر ہٹ کر عقائد و نظریات پیش کیے۔ بظاہر دین میں آسانیاں پیدا کیں، اور لوگوں کو اصل دین سے، اسلام کی اصل تعلیمات سے دور لے جا کر اپنے خودساختہ افکار و

نظریات وعقائد پلانا شروع کردیا۔ جو لوگ کسی شخصیت سے متاثر ہوجاتے ہیں، وہ اس کے عقائد ونظریات سے بھی متاثر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اس کے معتقدین و مریدین ومحبین محنت کر کے دیگر مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے اس شخصیت کے قریب لانے کی بھر پور کوششیں کرتے ہیں۔ دھیرے دھیرے یہ گروہ طاقت پکڑ کر ایک باقاعدہ فرقے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس فرقے کی مساجد، دینی مراکز، ٹوپی یا عمامہ یہاں تک کہ ان کی بول چال، لباس اور حلیہ بھی عام مسلمانوں سے ہٹ کر الگ ہوجاتا ہے۔

اور ہاں! سب سے اہم بات اس فرقے کو طاغوتی طاقتوں کا سپورٹ، تعاون اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ بے شمار دولت ملتی ہے۔ باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کے لیے ہر طرح کے جدید وسائل مہیا کیے جاتے ہیں۔ راستوں کی رکاوٹیں دور کی جاتی ہیں۔ تبھی یہ فرقہ طاقتور بن کر چھا جاتا ہے اور عام مسلمان اس کے خلاف کچھ نہیں کر پاتے۔

اس پس منظر میں دیکھا جائے تو اہلِ سنّت وجماعت میں دینی تبلیغی کام کرنے والی نمایاں تنظیم "دعوتِ اسلامی" کے خدوخال نمایاں نظر آتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کا گہرائی سے مطالعہ کرنے پر اس میں بھی ایک فرقے کے تمام آثار نظر آتے ہیں، اور اس کے بانی مولوی الیاس قادری صاحب عطار بھی سابقہ فرقوں کے بانیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ سنّت وجماعت کی بے شمار تنظیمیں وجود پذیر ہوئیں اور دین وسنیت کا کام کیا۔ ابتدا میں بہت جوش سے اچھا کام ہوا، مگر آگے جا کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر، وسائل کی کمی اور آپسی نااتفاقی کی بنیاد پر تنظیمیں پارہ پارہ ہوگئیں اور کام ختم ہوگیا۔

لیکن دعوتِ اسلامی کو پورے چالیس سال ہوگئے۔ یہ تنظیم روز افزوں ترقی پر نظر آتی ہے۔ پاکستان جیسے مسلم ملک میں جہاں دیگر سنی تنظیموں کو ہر طرح کی پریشانیاں

ہیں، ان کے سربراہان کو بغیر کسی جرم کے مہینوں جیل کی ہوا کھانی پڑی، قید و بند کی سختیاں جھیلنا پڑیں۔۔۔ایسے میں دعوتِ اسلامی کو وہاں کی حکومت کے تمام ہی شعبوں سے عمدہ کارکردگی کا سرٹیفکٹ دیا جانا تعجب کی بات ہے۔ان کے کسی بھی کام میں روک ٹوک کے بجائے ہر طرح کی آسانیاں، سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔دیگر سنّی تنظیموں کے ساتھ حکومت کا رویہ ایسا کیوں نہیں؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

پھر اس تنظیم کا کام دنیا بھر میں تیزی سے پھیل رہا ہے، یہاں تک کہ یورپ، امریکہ میں دعوتِ اسلامی چرچ خرید کر مسجدیں بنا کر اپنا کام کر رہی ہیں۔طاغوتی طاقتوں کے ملکوں میں بھی دعوتِ اسلامی کا کام بلا روک ٹوک، بنا رکاوٹوں کے، بغیر کسی پریشانی کے خوب ترقی پا رہا ہے۔۔۔تو۔۔۔سوچیے یہود و نصاریٰ کیا بے وقوف اور پاگل ہیں، جو اپنے ہی ملکوں میں ایک مسلمان تنظیم کو پھلنے پھولنے اور دین کا کام کرنے دیں گے؟

دعوتِ اسلامی اپنی پیدائش کے ابتدائی دن سے ہی اختلافات کا شکار ہے، تو اس کے وہ کرتوت ہیں، جو دین کے نام پر بے وقوف بنانے کے لیے کرتے رہتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی والے کبھی اہلِ سنّت و جماعت نہیں کہتے، بس دعوتِ اسلامی، دعوتِ اسلامی رٹتے رہتے ہیں۔۔۔بلکہ ان کا تو ایک ہی نعرہ ہے ''مجھے دعوتِ اسلامی سے پیار ہے''، یعنی یہ لوگ اپنے متبعین کے دماغ میں صرف دعوتِ اسلامی کی محبت ہی پلاتے ہیں، اہلِ سنّت و جماعت کی نہیں۔

امیر دعوتِ اسلامی کا عوام کو پھانسنے اور خود سے جوڑنے کا طریقۂ کار یہ ہے کہ سب سے پہلے نئے افراد کو مرید بنانے پر زور دیتے ہیں، اگر وہ کسی بزرگ کا مرید ہوتا

ہے تو پھر طالب ہونے پر زور دیتے ہیں۔ مولوی الیاس قادری کے اتنے بے شمار فضائل اور کرامات بتائی جاتی ہیں اور باور کرایا جاتا ہے کہ روئے زمین پر ان جیسا ولی کوئی نہیں، آپ کی خوش قسمتی ہے اگر آپ مرید بن جائیں۔

ایک مرتبہ بندہ مرید بن جائے تو سمجھو جال میں پھنس گیا۔ مرید بناتے ہی اس سے وعدے قسمیں لیے جاتے ہیں۔ خاص مریدین اس کو اِدھر اُدھر جانے نہیں دیتے، ہر دم اپنے ساتھ الجھائے رکھتے ہیں۔ پھر یہی بندہ زکوٰۃ، فطرہ۔۔۔ ہر طرح کا چندہ یعنی ان کا دھندہ لا کر دینے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

یہ اتنے شاطر ہیں کہ دعوتِ اسلامی کے لیے کام کرنے کے لیے باقاعدہ اچھی تنخواہیں دیتے ہیں، تاکہ مبلغ کو لگے کہ دین کا کام بھی کر رہا ہوں اور میرے گھر کی کفالت بھی ہو رہی ہے۔ پھر کوئی ان کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے جب ان کی وجہ سے گھر چل رہے ہیں تو؟ غرض کہ یہ تنظیم کسی ملٹی نیشنل کمپنی کی طرح چلائی جا رہی ہے۔ چندہ لے کر پیسے جمع کیے جاتے ہیں، پھر ان پیسوں سے بھاری تنخواہوں پر عطاری مبلغین کام کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا کام چلتا رہتا ہے۔

زیادہ نہ لکھتے ہوئے، اتنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ دعوتِ اسلامی یعنی جھوٹ، فریب، مکاری، جھوٹے خوابوں کی بارات اور مستقبل کا بڑا خطرہ ہے۔

اللہ کریم خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مناظر اہلِ سنّت، ماہر رضویات، صاحب تصانیف کثیرہ قبلہ حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب مصروفؔ نوری برکاتی کو سلامت باکرامت رکھے۔ ان کی جرأت و بے باکی کو ہم سلام پیش کرتے ہیں، جنھوں نے موجودہ دور کے ایک بہت خطرناک فتنے یعنی "دعوتِ اسلامی" کو بے نقاب کرنے کے لیے بہت

زبردست کتاب لکھی، تاکہ علما و مشائخ اور عوام اہلِ سنّت اس فتنے سے بچ سکیں اور سنّی صحیح العقیدہ مسلمان ان کے پھیلائے جال سے محفوظ رہیں۔ یہ کتاب وقت کی ضرورت ہے۔

اللہ کریم حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ کی صحت و تندرستی، علم و عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور تادم حیات خوب دین وسنیت کا کام لے۔ اور اس کتاب کو نافع و مقبولِ انام بنائے۔

فقیر بارگاہِ بیکس پناہ قادریت غفرلہ القوی

غلام احمد رضا شریفی

بانی تنظیم شبستانِ حضور شارح بخاری، ممبئی

فہرست عناوین

دعوتِ اسلامی ایک المیہ

دعوت اسلامی ایک ایسی تحریک کہ جو سُنّی مسلمانوں کو نماز، روزہ اور دیگر فرائض، نیز سنتوں کا پابند بنانے والی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیم و تحریک کے طور پر وجود میں آئی۔ سنّیت کا درد رکھنے والے اور وہابی تبلیغی جماعت سے قلبی نفرت رکھنے والے حضرات بہت خوش تھے کہ چلو! تبلیغی جماعت کی نام نہاد تحریکِ صوم وصلوٰۃ کا دندان شکن جواب مل گیا۔ جو لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ سنّی بریلوی جماعت کے علماء اور عوام صرف عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی بات کرتے ہیں مگر نماز اور دیگر اعمالِ صالحہ کی طرف عوام کو رغبت دلانے میں بالکل کوشاں نہیں۔ عوام المسلمین کا جاہل طبقہ افعالِ قبیحہ اور شریعت کے خلاف ارتکابات میں مبتلا ہے، انہیں سُدھارنے کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ صرف عشقِ نبی کی بات کرتے اور گستاخانِ نبی کی تردید و تکفیر کی طرف ہی ملتفت ہیں۔ یہ اعتراض کا ہمیں عملی جواب مل گیا کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے تعلق رکھنے والی سُنّی بریلوی تحریک ''دعوت اسلامی'' کا وجود معترضین کے منہ پر علی گڑھی تالا لگانے کے لیے میدانِ عمل میں شدّ و مدّ کے ساتھ نمایاں طور پر وجود میں آ گیا اور متحرک ہے۔ لیکن جواب اور خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کے بجائے خائب و خاسر ہو کر رہ گیا۔

مناظر اعظم اہلِ سنت، رئیس القلم، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان عوام المسلمین کو پابندِ صوم وصلوٰۃ اور متبع سنت بنانے کی تحریک کو وجود میں لائے اور وہ تحریک دعوتِ اسلامی کے نام سے موسوم ہوئی۔ علامہ ارشد القادری علیہ

الرحمۃ والرضوان نے عقائد کی پختگی اور تصلّب کے ساتھ، مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی راہ پر عوام اہلِ سنت کو گامزن کرنے کی نیت سے دعوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے مقاصدِ صالح سے مولوی الیاس عطار کو دعوت اسلامی کا امیر بنایا، لیکن ہائے افسوس! علامہ ارشد کے ارمانوں کا شیش محل چکنا چور ہو کر رہ گیا۔ وہ مناظر اعظم اہلِ سنت جنھوں نے تاحیات فرقۂ باطلہ، وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ کے صفِ اوّل کے مناظرین کو میدانِ مناظرہ میں خاک وخون میں ملادیا، وہ رئیس القلم جنھوں نے ردِ وہابیہ میں اپنے قلم شعلہ بار سے کلکِ رضا کے جلوے دکھا کر بدمذہب قلمکاروں اور مصنفین کی رزم گاہ دلائل میں دھول اڑا کر رکھ دی، اور زندگی کا ہر لمحہ بارگاہِ رسالت کے گستاخوں کی تردید وتبطیل میں بسر کیا، جن کے نوکِ قلم سے مذہب اہلِ سنت کے درد کا خونِ جگر بشکل روشنائی صفحۂ قرطاس پر آشکار ہوتا رہا بلکہ بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ، ضالہ اور مکروفریب کے مہلک جال میں پھنسنے سے سنّی مسلمانوں کو آگاہ اور خبردار کرکے ان کے ایمان کا تحفظ کرنا ہی ان کا مقصدِ حیات رہا۔ وہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ دعوت اسلامی کے نام نہاد امیر مُلّا الیاس عطار جن کے لیے ''مکار'' کا لقب موزوں ومناسب ہے۔ اُس مولوی الیاس نے جس رذیل مکروفریب سے کام لیا، اس کی تفصیل وارد وضاحت معلوم کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے۔ طول تحریر اور ضخامت مضمون کے خوف کے باعث اختصاراً کچھ اہم نکات کی طرف قارئین کرام کی توجہ ملتفت کرنے کی سعی کرتا ہوں۔

مولوی الیاس قادری کے ہاتھ میں دعوتِ اسلامی تنظیم کی باگ ڈور آتے ہی ان کی دماغی حالت ''بندر کو ملی ہلدی کی گرہ۔ پنساری بن بیٹھا'' جیسی ہوگئی۔ دعوتِ اسلامی

کے امیر اور سربراہ ہونے کے ناطے انہوں نے جو اُودھم مچایا ہے وہ ان کی جہالت، نادانی، حماقت اور بے وقوفی کا مظاہرہ کرنے کا بیّن ثبوت ہے۔

''دعوتِ اسلامی کے آئین (Constituition) میں ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی''

کچھ لوگ ایسی فاسد ذہنیت رکھتے ہیں کہ انہیں کسی کا رَد یعنی بطلان اور کاٹ (Refutation) بالکل پسند نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ''کسی کو بھی بُرا مت کہو'' ایسی خلاف شریعت کے بات حامل ہیں۔ اس دورِ فاسد میں اکثریت ایسے افراد کی پائی جاتی ہے جو کسی کا بھی ''رَد کرنا'' پسند نہیں کرتے۔

حالانکہ ''رَد'' ایسا ضروری فریضہ ہے کہ جس پر ایمان کی عمارت قائم ہے۔ کیونکہ اگر کسی غیر مسلم کو مسلمان بنانا ہو، تو سب سے پہلے اسے کلمۂ طیّبہ یعنی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" پڑھانا اور اس پر اعتماد و یقین کا اقرار کرانا پڑتا ہے۔ یہ کلمہ جو ایک مؤمن کے ایمان کی بنیاد ہے، وہ ''رَد'' ہی تو ہے اور اس ''رَد'' کے بغیر اسلام میں داخل ہونا ہی ناممکن ہے۔ ذرا کلمہ شریف کے الفاظ اور معنی کی طرف توجہ فرمائیں: "لَآ اِلٰهَ" یعنی ''نہیں ہے کوئی معبود'' ان ابتدائی الفاظ میں تمام معبودانِ باطل کا رَد اور بُطلان موجود ہے۔ یعنی کفار، مشرکین، مجوسی وغیرہ مذاہب باطل کے متبعین آگ، پتھر کے بت، درخت، اپنے مذہب کی بانی، سورج، چاند، ستارے وغیرہ کی پُوجا، پرستش، بندگی، عبادت اور تپسیا کرتے ہیں، انہیں اپنا معبود یعنی عبادت کے لائق سمجھتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، انہیں اپنا خالق، رازق اور حاجت روا جانتے اور مانتے ہیں۔ ایسے عقائد

فاسدہ کا کلمۂ طیبہ میں مطلقاً ردِ بلیغ اور عام تردید (Refutation) ہے۔ جب انسان کلمہ شریف پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے یا نَسلاً بعد نَسلٍ یعنی پشت در پشت سے مسلمان جب بھی کلمہ شریف پڑھتا ہے، اپنے ایمان کا اقرار و اعتقاد ظاہر کرتا ہے، تو سب سے پہلے اپنی زبان سے "لَآ اِلٰہ" کہہ کر تمام عالم کے معبودانِ باطل کا رَد کرتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ "نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق" یعنی سب سے پہلے وہ تمام معبودانِ باطل اور اختراعی اِلٰہ کا رَد کرتا ہے کہ پوری کائنات کے کفار، مشرکین، یہود، نصاریٰ، مجوسی وغیرہ جن کو پرستش کے لائق سمجھتے ہیں، ان کی پوجا کرتے ہیں، یہ سب غلط ہیں، یہ تمام اختراعی معبودانِ باطل ہرگز عبادت و پرستش کے لائق نہیں۔ ان معبودانِ باطل کی پوجا اور پرستش کرنے والے گمراہ اور سچّی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

جب ایک کلمہ گو بیشمار معبودانِ باطل کی تردید و تکذیب و بطلان کا اعلان و اعتراف کر لیتا ہے، تب بعد میں "اِلَّا اللہ" کا اقرار کرتا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور معبودیت کا اقرار کرنے سے پہلے وہ غیر اللہ کی اُلوہیت کا رَد کرتا ہے۔ تب جا کر اس کا ایمان معتبر، معتمد، مستند اور قابلِ قبول ہوتا ہے۔ یعنی پورا کلمہ شریف "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" (جز اوّل) کے معنی یہ ہوئے جتنے بھی معبودانِ باطل ہیں وہ عبادت و پرستش کے لائق نہیں۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ لامحالہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اُلوہیت اور وحدانیت کے اقرار سے پہلے معبودانِ باطل کا رَد نہایت اور اشد ضروری اور لازمی ہے۔

اگر کوئی شخص لاکھ مرتبہ نہیں بلکہ کروڑوں مرتبہ صرف اتنا ہی کہے کہ "اَللہُ اِلٰہٌ" یعنی اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مسلسل اس جملے کی رٹ لگائے اور اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت اور

معبودیت کا اقرار کرے مگر اپنے اس اقرار سے پہلے معبودانِ باطل کا رَد نہ کرے، تو اس کا اقرارِ الوہیتِ ربّ تعالیٰ بے معنی اور بے سود ہے۔ ثابت ہوا کہ اقرار سے پہلے رَد ضروری ہے۔

اب ہم ہمارے اصل عنوان کی طرف پلٹتے ہیں۔ مولوی الیاس عطار کُتیانوی (Kutiyanvi)- مولوی الیاس کے آباء واجداد راقم الحروف کے وطن مالوف شہر پور بندر سے چالیس (۴۰) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع کُتیانہ شہر کے باشندے تھے۔ اس نسبت سے مولوی الیاس کو کُتیانوی لکھا ہے۔ مولوی الیاس عطار نے دعوتِ اسلامی کے بانی، سربراہ اور امیر کی حیثیت سے دعوت اسلامی کا دستور العمل اور آئین (منشور) مرتب کیا۔ یہ آئین انہوں نے دینی نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھنے کے بجائے سیاسی اور صلح کلیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب کیا یا کروایا۔ لفظ کروایا اس لیے لکھا کہ مولوی الیاس میں اتنی علمی صلاحیت ہی نہیں کہ وہ کسی تنظیم کا آئین اور دستور العمل مرتب کر سکے۔ کیونکہ وہ ایک اَن پڑھ اور جاہل قسم کا نیم مُلّا ہے۔ ان کے تحریر کردہ خطوط کے اُردو رسم الخط اور جملوں کی ناموزونیت اس بات کے شاہد و عادل ہیں کہ ملّا جی جاہل ہیں۔ مولوی الیاس کی جہالت کے تعلق سے بعد میں گفتگو کریں گے۔

مولوی الیاس عطار نے دعوتِ اسلامی کا جو دستور العمل مرتب کیا یا کروایا، وہ سراسر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی پر دال ہے۔ عارضی بانئ اوّل حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اس دستور العمل کو دیکھ بھڑک اُٹھے اور انہوں نے دعوت اسلامی سے بیزاری کا مظاہرہ بھی فرمایا۔ مگر مولوی الیاس عطار کو اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ اُن کو اپنی تنظیم (پارٹی) کو چلانا تھا اور ان کی تنظیم چل پڑی تھی بلکہ تیز رفتاری سے دوڑ پڑی تھی۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ دعوتِ اسلامی کے منشور کی تشہیر

نہیں کی گئی بلکہ منشور اور دستور العمل کو اپنے مخصوص چمچوں تک ہی محدود کر دیا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی فاسد غرض سے یہ پروپیگنڈا (Propaganda) اور تشہیر کی گئی کہ سُنّی مسلمانوں کے اعمال کی اصلاح، اتباعِ سنت، نماز اور روزہ کی پابندی، عشقِ رسول کا ولولہ انگیز جذبہ پیدا کرنے والی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان تحریک و تنظیم بنام ''دعوتِ اسلامی'' وجود میں آئی ہے۔ ایک مزید ڈھنڈورا یہ بھی پیٹا گیا کہ نماز، روزہ، اتباعِ سنت، اصلاحِ اعمال کے شائقین وہابیوں کی تحریک تبلیغی جماعت میں شمولیت اختیار کر کے گمراہ اور بدمذہب ہو جاتے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لیے دعوتِ اسلامی کے بانی و امیر نیز تمام مبلغین مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں بڑے ہی شدّ و مدّ کے ساتھ جدوجہد کر کے سنیوں کے ایمان کا تحفظ اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب کے لیے مخلصانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ دعوتِ اسلامی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان ہے۔ اس تنظیم کے ساتھ منسلک ہو جاؤ اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لو۔

پھر کیا تھا؟ لوگ ذوق و شوق کے ساتھ بھاری تعداد میں دعوتِ اسلامی میں شامل ہونے لگے۔ خود مولوی الیاس کو بھی یقین و گمان نہ تھا کہ اتنی کثرت سے لوگ دعوتِ اسلامی میں شامل ہوں گے۔ ابتدا ہی میں عروج و کامیابی کے حصول نے مولوی الیاس کا حوصلہ بلند کر دیا اور وہ نہایت ہی خطرناک اور بھیانک راہ پر گامزن ہو گیا۔ دعوتِ اسلامی کا آئین و منشور جو صرف اور صرف مولوی الیاس کے حلقے تک ہی محدود تھا، اُسے شائع کر کے عام کر دیا۔ اس آئین کو مولوی الیاس کے متبعین نے تحریک کا نصب العین بنا کر دعوتِ اسلامی کو پھیلانے، بڑھانے اور مشہور (Spreed) کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ایسے منہمک اور سرگرم ہوئے کہ یہ تحریک صرف پاکستان تک ہی محدود نہ

رہتے ہوئے عالمی پیمانے پر چل پڑی بلکہ دوڑ پڑی۔ دعوتِ عطاری کی مقبولیت کی اہم دفعہ (قانون) کیا تھی؟ وہ ملاحظہ فرمائیں:۔

''بیان میں باطل فرقوں کا رد ہونہ تذکرہ۔ صرف ضرورتاً مثبت انداز میں اپنے مسلک حقّہ کا اظہار ہو۔''

یہ دستور سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اس دستور کے ذریعے کھلم کھلا مسلکِ سرکار اعلیٰ حضرت کی مخالفت اور خلاف ورزی ہے۔ کیونکہ بدمذہب کا رد کرنا فرضِ اعظم ہے۔ قرآن وحدیث اور کتب ائمۂ ملتِ اسلامیہ کی روشنی میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدّدِ دین وملّت، امام اہلِ سنت، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے صاف حکم ارقام فرمایا ہے کہ:۔

''ردِ وہابیہ فرضِ اعظم ہے۔'' حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔

''جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرھم خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین (اللہ تعالیٰ ان کو بے یار ومددگار چھوڑے) مسلمانوں کو بہکائے، فتنہ وفساد پیدا کرے، تو اس کا دفع اور قلوبِ مسلمین سے شبہاتِ شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے۔''
حوالہ:۔ فتاویٰ رضویہ شریف (مترجم) از:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی، ناشر:۔ مرکز اہلِ سنت برکاتِ رضا، پوربندر (انڈیا) جلد:۲۱، صفحہ:۲۵۶

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنے اس فتوے کی تائید وتوثیق میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے، جو پیش خدمت ہے:۔

"لَمَّا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ۔ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفاً وَّلَا عَدْلاً۔"

ترجمہ:۔"جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں، تو عالم پر اپنا علم ظاہر کرنا ضروری ہے اور اگر عالم اپنا علم اُس وقت ظاہر نہ کرے، تو اُس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول نہ کرے، نہ نفل۔"

حوالہ:۔ (۱) "صحیح البخاری"، جلد:۲، صفحہ:۱۰۸۴

(۲)"الفردوس بماثور الخطاب"، ناشر: دارالکتب العلمیہ، بیروت (لبنان)

جلد:۱، حدیث نمبر:۱۲۷۱، صفحہ:۳۲۱

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ:۔

"جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں، تو جو خبیث ان کو دفع کرنے سے روکے اُس پر کس قدر اشد غضب اور لعنتِ اکبر ہوگی۔"

حوالہ:۔ ایضاً۔ جلد:۲۱، صفحہ:۲۵۷

مولوی الیاس عطّار کے ڈھکوسلا آئین کے رَد و ابطال پر! اگر تفصیل سے تنقید و تبصرہ کیا جائے، تو صرف اسی ایک دفعہ پر ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ لیکن طولِ تحریر کے خوف سے اختصاراً چند اہم نکات پیشِ خدمت ہیں:۔

(۱) دعوتِ الیاسی کے آئین کی اس دفعہ میں لکھا ہے کہ"باطل فرقوں کا رَد ہو نہ تذکرہ" باطل فرقوں کا رَد نہ ہو، مطلقاً کہا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ"کسی مخصوص باطل

فرقے'' کا رَد کرنے کی ممانعت نہیں کی گئی بلکہ تمام باطل فرقوں کا رَد کرنے سے روکا گیا ہے۔ مطلق باطل فرقوں میں شیعہ، خارجی، چکڑالوی، وہابی، نجدی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد (اہلِ حدیث) وغیرہ ہیں۔ان تمام کا یعنی تمام باطل فرقوں کا رَد کرنے سے روکا جارہا ہے اور فتاویٰ رضویہ شریف میں سرکار اعلیٰ حضرت کے ارشادِ گرامی کے مطابق ''بدمذہبوں کا رَد فرضِ اعظم ہے'' بدمذہب کا رَد نہ کرنے والا فرضِ اعظم کا تارک ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔ دعوتِ الیاسی کے مبلغین یعنی عطاریوں نے ''رَد نہ کرنا'' اپنا نصب العین بنالیا ہے اور فرضِ اعظم کے تارک ہیں۔لیکن ان عطاریوں کا سرغنہ ''رَد کرنے سے روکتا ہے۔''

قارئین کرام توجہ فرمائیں کہ ''رَد نہ کرنا'' اور ''رَد کرنے سے روکنا'' ان دونوں میں آسمان اور زمین جتنا فرق ہے۔فتاویٰ رضویہ شریف کی روشنی میں ان دونوں ارتکاب کا موازنہ کیا جائے، تو ماحصل یہ ہوگا کہ:۔

☆ **بدمذہب کا رَد نہ کرنے والا تارک فرضِ اعظم ہے**

☆ **بدمذہب کا رَد کرنے سے روکنے والا خبیث ہے۔**

جتنے بھی صلح کلی تھے، وہ دعوتِ اسلامی پر دل وجان سے فدا تھے بلکہ خود وہابی دیوبندی فرقہ خوش تھا کہ ہمارے خلاف بریلوی خطباء اور واعظین کے تردیدی بیانات اور تشدد آمیز تقاریر پر روک لگانے والی جماعت خود بریلوی جماعت میں پیدا ہوگئی ہے۔

(۲) ''جشنِ معراج، جشنِ ولادتِ پاک، بزرگانِ دین کے اعراس اور جلسے وجلوس کی ممانعت''

شریعت کی پابندی کے ساتھ منائے جانے والے بزرگانِ دین کے اعراس،

معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلسے اور جلوس اور بالخصوص حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ اقدس کا جشن اور جلوس معیارِ اہلِ ایمان اور معیارِ اہلِ سنت سے ہیں۔ ان تمام تقاریب و اجلاس کو اہلِ ایمان جوشِ عشق اور جذبۂ عقیدت سے مناتے ہیں، لیکن وہابی دیوبندی فرقہ کے اکابر مُلّا نے اور ان کے متبعین کٹ ملّے ان تمام تقاریب اور اجلاس سے چڑتے ہیں اور بدعت، ناجائز، حرام اور شرک کے فتوے بے دھڑک تھوپتے ہیں بلکہ ان کی روک تھام کے لیے نہایت ہی کوشاں اور متحرک رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حکومت سے جلوس (Procession) کی منظوری کی درخواست اہلِ سنت کے افراد کی جانب سے کی جاتی ہے، تو ہر سال وہابی، دیوبندی، منافقین رخنہ اندازی کرتے ہیں اور جلوس روکنے کی عرضی دیتے ہیں اور رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور کورٹ سے اِسٹے آرڈر (Stay Order) لے کر پروانگی رَد کرانے کی مذموم حرکت کرتے ہیں۔ ایسے منافقین کے لیے تو مولوی الیاس عطار کی دعوتِ اسلامی سہانے سپنے سجا کر خوابوں کی بارات ثابت ہوئی۔ کیونکہ جن تقاریب، اجلاس اور اعراس کو بند کرانے کی ہم ایک صدی سے بھی زیادہ عرصے سے جدوجہد کرتے تھے مگر ہمیشہ ناکام، خائب وخاسر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے لیے اُمید کی کرن کے طور پر بریلوی جماعت میں ہی دعوتِ اسلامی نامی تنظیم وجود میں آئی ہے۔ جس کے آئین میں لکھا ہے کہ:۔

> ”دعوتِ اسلامی کے اجتماعات صرف اور صرف تبلیغی نوعیت کے ہوں۔ معراج و میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اعراسِ بزرگان دین وغیرہ کے جلسے وجلوس کا انعقاد دعوتِ اسلامی کے نام سے نہ کیا جائے۔“

رضا والے سُنّی جنتی حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ وہابیوں، دیوبندیوں میں خوشیوں

کی سوغات کی مانند دعوتِ اسلامی کے منشور کے اس اُصول کی وجہ سے مسرت اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ بریلوی جماعت میں بھی ہماری ہم آواز، ہم رنگ اور ہم زبان تنظیم وجود میں آئی ہے۔ جس پر لیبل (Label) تو بریلوی جماعت کا لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت وہ ہماری ہی ترجمان ہے۔ جن بدعات اور شرکیہ کاموں کو بند کرانے کی سالہا سالوں سے ہم سعیٔ ناکام کرتے رہے اور کامیابی سے نامراد اور ناکام رہے، وہ ہمارا ادھورا مشن بریلویوں ہی کی تحریک کررہی ہے۔ ''سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا'' جیسا معاملہ ہوگیا ہے۔ لہٰذا وہابیوں اور دیوبندیوں نے ایک منظم سازش کے تحت اپنے کچھ نمائندوں کو مخبری اور تخریب لیے دعوتِ اسلامی میں داخل کردیا۔

اب کیا تھا؟ دعوتِ اسلامی کو صلح کلی طبقہ اور نام نہاد سُنّی کہ جو وہابیوں، دیوبندیوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، جیسے افراد کی بھرپور تائید حاصل ہوگئی۔ علاوہ ازیں بدمذہبوں کی جانب سے کوئی مخالفت کی ساز باز نہ کی گئی۔ بلکہ دل ہی دل میں وہ خوش تھے کہ انھیں کام کرنے دو۔ درپردہ وہ ہماری منشا و مراد کو انجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا اُمنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح لوگ اس میں شامل ہونے لگے۔

(۳) ''عطار اور عطاریوں کی عیّاری اور چھل''

دعوتِ اسلامی روز بروز کامیابی کی منزل کی طرف تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ لوگ اسے تقدس اور وقار کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اسلامی لباس، کامل طور پر شرعی وضع قطع، سر پر ہرا (Green) عمامہ، شانہ پر چادر، ہاتھ میں تسبیح اور ہر وقت زبان سے ذکر و اذکار اور بالخصوص درود شریف کی مدھر جھنک، نعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے

وقت کیف و سرور میں جھومنا، رونا، تڑپنا، بلکنا، مچلنا، آہ و بکا کی صدائیں بلند کرنا، آنکھوں سے اشک کی لڑیاں بہانا، مسجد میں فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سر بسجود ہو کر گڑگڑانا اور گریہ کناں ہو کر توبہ و استغفار کرنا، عوام الناس کے ساتھ نہایت نرم اور میٹھے لہجے میں گفتگو کرنا، ملائم بلکہ ریشمی انداز میں وعظ و نصیحت کرنا، تواضع و انکساری میں حد سے زیادہ غلو کرنا، وغیرہ ظاہری اخلاقی محاسن سے لوگوں کو متاثر بلکہ مسحور کر کے ایسا جادو چلایا کہ بہت جلد یہ گروہ لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ لوگوں کو اپنا دیوانہ بنالیا۔ اور سب سے اہم اور اپنی طرف ملتفت اور راغب کرنے کے لیے یہ کام کیا کہ تمام سنیوں کے ایمان کے محافظ اور محسن، امام عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا اسم شریف بات بات میں رٹتے تھے۔ بڑے ہی والہانہ انداز میں میرے رضاؔ۔ ہم سب کے رضاؔ۔ پیارے رضاؔ۔ میٹھے رضاؔ۔ کی صدا بلند کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں اخلاص اور خلوصِ قلب کا بالکل فقدان تھا۔ مولوی الیاس عطار اور اس کی سکھائی ہوئی فریب کاری کی اتباع کرتے ہوئے عطاریوں نے ایک نٹ اور اداکار کا رول ادا کرتے ہوئے ایسی ایکٹینگ (Acting) کرتے تھے کہ بے چارے بھولے بھالے اور سیدھے سادے عوام الناس ان کی عیاری، اداکاری، ریاکاری، چھل، دھوکہ دہی اور مکر و فریب کو صداقت پر مبنی گردان کر اِن سے ایسے متاثر ہوئے کہ دیوانگی کی صورت میں ان پر فریفتہ اور دلدادہ ہو گئے۔

مولوی الیاس عطار (مکّار) نے جن لوگوں کو متاثر اور راغب کیا، ان کو حسب ذیل تین اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے:۔

قسم اوّل صلح کلی:۔ یہ طبقہ بنیادی طور پر سُنّی تھا۔ سُنّی گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے سُنّی آباء و اَجداد سے عقائدِ اہلسنت وراثت میں ملنے کی وجہ سُنّی تو تھا لیکن بدمذہبوں

کی سوغات کی مانند دعوتِ اسلامی کے منشور کے اس اُصول کی وجہ سے مسرت اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ بریلوی جماعت میں بھی ہماری ہم آواز، ہم رنگ اور ہم زبان تنظیم وجود میں آئی ہے۔ جس پر لیبل (Label) تو بریلوی جماعت کا لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت وہ ہماری ہی ترجمان ہے۔ جن بدعات اور شرکیہ کاموں کو بند کرانے کی سالہا سالوں سے ہم سعیٔ ناکام کرتے رہے اور کامیابی سے نامراد اور ناکام رہے، وہ ہمارا ادھورا مشن بریلویوں ہی کی تحریک کر رہی ہے۔ ''سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا'' جیسا معاملہ ہوگیا ہے۔ لہٰذا وہابیوں اور دیوبندیوں نے ایک منظم سازش کے تحت اپنے کچھ نمائندوں کو مخبری اور تخریب لیے دعوتِ اسلامی میں داخل کر دیا۔

اب کیا تھا؟ دعوتِ اسلامی کو صلح کلی طبقہ اور نام نہاد سُنّی کہ جو وہابیوں، دیوبندیوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، جیسے افراد کی بھرپور تائید حاصل ہوگئی۔ علاوہ ازیں بدمذہبوں کی جانب سے کوئی مخالفت کی ساز باز نہ کی گئی۔ بلکہ دل ہی دل میں وہ خوش تھے کہ انھیں کام کرنے دو۔ درپردہ وہ ہماری منشا و مراد کو انجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا اُمنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح لوگ اس میں شامل ہونے لگے۔

(۳) ''عطار اور عطاریوں کی عیّاری اور چھل''

دعوتِ اسلامی روز بروز کامیابی کی منزل کی طرف تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ لوگ اسے تقدس اور وقار کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اسلامی لباس، کامل طور پر شرعی وضع قطع، سر پر ہرا (Green) عمامہ، شانہ پر چادر، ہاتھ میں تسبیح اور ہر وقت زبان سے ذکر و اذکار اور بالخصوص درود شریف کی مدھر جھنک، نعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے

وقت کیف وسرور میں جھومنا، رونا، تڑپنا، بلکنا، مچلنا، آہ وبکا کی صدائیں بلند کرنا، آنکھوں سے اشک کی لڑیاں بہانا، مسجد میں فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سر بسجود ہوکر گڑگڑانا اور گریہ کناں ہوکر توبہ واستغفار کرنا، عوام الناس کے ساتھ نہایت نرم اور میٹھے لہجے میں گفتگو کرنا، ملائم بلکہ ریشمی انداز میں وعظ ونصیحت کرنا، تواضع وانکساری میں حد سے زیادہ غلو کرنا، وغیرہ ظاہری اخلاقی محاسن سے لوگوں کو متاثر بلکہ مسحور کر کے ایسا جادو چلایا کہ بہت جلد یہ گروہ لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ لوگوں کو اپنا دیوانہ بنالیا۔ اور سب سے اہم اور اپنی طرف ملتفت اور راغب کرنے کے لیے یہ کام کیا کہ تمام سنیوں کے ایمان کے محافظ اور محسن، امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق البریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا اسم شریف بات بات میں رٹتے تھے۔ بڑے ہی والہانہ انداز میں میرے رضاؔ۔ ہم سب کے رضاؔ۔ پیارے رضاؔ۔ میٹھے رضاؔ۔ کی صدا بلند کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں اخلاص اور خلوصِ قلب کا بالکل فقدان تھا۔ مولوی الیاس عطار اور اس کی سکھائی ہوئی فریب کاری کی اتباع کرتے ہوئے عطاریوں نے ایک نٹ اور اداکار کا رول ادا کرتے ہوئے ایسی ایکٹینگ (Acting) کرتے تھے کہ بے چارے بھولے بھالے اور سیدھے سادے عوام الناس ان کی عیاری، اداکاری، ریاکاری، چھل، دھوکہ دہی اور مکر وفریب کو صداقت پر مبنی گردان کر اِن سے ایسے متاثر ہوئے کہ دیوانگی کی صورت میں ان پر فریفتہ اور دلدادہ ہو گئے۔

مولوی الیاس عطار (مکّار) نے جن لوگوں کو متاثر اور راغب کیا، ان کو حسب ذیل تین اقسام میں منقسم کیا جاسکتا ہے:۔

قسم اوّل صلح کلی:۔ یہ طبقہ بنیادی طور پر سُنّی تھا۔ سُنّی گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے سُنّی آباء واَجداد سے عقائدِ اہلسنت وراثت میں ملنے کی وجہ سُنّی تو تھا لیکن بدمذہبوں

کے ساتھ اقتصادی، سماجی، معاشی، رشتے داری، سوداگری، میل ملاپ، سنگت، لین دین، دوستی وغیرہ وجوہات کی بنا پر اس کا تصلّب فی الدین یعنی عقائد اہلسنت پر پختگی اور مضبوطی ختم ہوجانے کی وجہ سے وہ برائے نام سُنّی تھا بلکہ پکا صلح کلی تھا۔ بدمذہبوں کا رَد اسے اچھا نہیں لگتا تھا کیونکہ بدمذہبوں کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات و مراسم تھے۔ رَد کرنے والے علماء و واعظین کو وہ فتنہ خور، فتین، فتنتی، جھگڑالو، فسادی وغیرہ کہا کرتا تھا۔ وہ حد درجہ متاثر ہوا۔ یار! کتنی اچھی تنظیم ہے کہ کسی کا رَد نہیں کرتے، کسی کو برا نہیں کہتے۔ صرف نماز، روزہ اور دینی مسائل ہی کی بات کرتے ہیں اور میں بھی وراثتی سُنّی ہوں لیکن فتنہ فساد سے دور بھاگتا ہوں۔ لیکن اب میری خواہش ومنشا کے مطابق یہ تنظیم دعوتِ اسلامی عمل میں آئی ہے لہٰذا اس میں شامل ہونا چاہیے۔

قسم دوم رضا والے:- یہ طبقہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا دل وجان سے عاشق تھا۔ مولوی الیاس عطار اور عطاریوں کی زبان سے ہر وقت ''ذکر رضا'' اور محفلوں میں ''کلام رضا'' کو کثرت سے پڑھتا دیکھ کر یہ طبقہ بھی بہت متاثر ہوا۔ چلو؟ اب ہمارے پاس بھی تبلیغی جماعت کا دندان شکن جواب بشکل دعوتِ اسلامی آ گیا۔ ماشاء اللہ عاشقِ رضا مولوی الیاس نے تو کمال کر دیا کہ عشقِ رضا کا جام پلا پلا کر نماز اور روزہ کی تعلیم وترغیب، اتباعِ سنت اور اعمالِ صالحہ پر گامزن اور گناہوں سے اجتناب کا شوق وجذبہ پیدا کرنے والی دعوتِ اسلامی نہایت عمدہ اور اچھوتی تنظیم ہے۔ کتنے اچھے لوگ ہیں یہ۔ کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے۔ جھگڑے فساد اور لڑائی ہو، ایسی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ نہایت پیار بھرے انداز میں میٹھی میٹھی زبان سے میٹھے میٹھے الفاظ پر مشتمل ان کا بیان ہوتا ہے اور بیان بھی دوسرے مقررین کی طرح چیخ چیخ کر اور گلا پھاڑ کر نہیں ہوا۔ بیچارے سیدھی،

سہل آسان اردو بولتے ہیں۔ جسے عوام اچھی طرح سمجھ لیتی ہے۔ علاوہ ازیں ان کا لہجہ بھی اتنی نرمی اور میٹھی زبان کا ہوتا ہے کہ ان کی ہر بات دل کو لگتی ہے اور سننے والا اسے بلا جھجھک اور بلا تامل قبول کر لیتا ہے۔ ایسی ہی کسی تنظیم کی سخت ضرورت تھی۔ خدا بھلا کرے مولانا الیاس عطار کا کہ انھوں نے اس کمی اور ضرورت کو پورا کر دیا۔ اعلیٰ حضرت کا عشق تو ان کے جسم کے ہر رونگٹے سے پھوٹا پڑتا ہے۔ ان کے اخلاق بھی کتنے عمدہ ہیں۔ تواضع وانکساری کا گویا کہ پیکر جمیل ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ دعوتِ اسلامی کی بھرپور تائید کی جائے اور اس کی تشہیر و توسیع و اشاعت میں حتی الامکان اور حسب استطاعت جدو جہد کرنا صحیح معنوں میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی سچی خدمت ہے۔ یہی سوچ کر مسلکِ اعلیٰ حضرت کے حامیان بھی کثرت سے دعوتِ الیاسی میں داخل ہو گئے اور انھوں نے دعوتِ اسلامی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان کی حیثیت سے عوام اہلسنت کے درمیان مشہور کیا۔

قسم سوم۔ وہابی اور دیگر بدمذہب والے:-

وہابی اور دیگر بدمذہب والے تو اس لیے خوش تھے کہ سُنّی علمائے کرام کی تقریروں میں ہمارا ردّ ہوتا تھا اور ہوتا ہے، وہ اب بند اور موقوف ہو جائے گا۔ سُنّی بریلوی واعظین اپنی تقریروں اور وعظ میں ہماری کتابیں دکھا دکھا کر یا ہماری کتابوں کی عبارات مع حوالہء کتب وصفحہ نمبر لفظ بلفظ بیان کر کے لوگوں کو ہمارے خلاف اُکساتے، بھڑکاتے، اُبھارتے، چونکاتے، دحشت دلاتے اور مشتعل کرتے ہیں۔ وہ سلسلہ اب ختم ہو جائے گا۔ ہماری مخالفت، تردید، تذلیل، رُسوائی، توبیخ، تبغیض اور بطلان کی سُنّی بریلوی واعظین کی تحریک اب ماند اور سرد ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا دعوتِ اسلامی جو بظاہر تو

بریلوی فرقہ کی ہے، لیکن درپردہ وہ ہماری حامی، معین، مددگار اور اعانت کرنے والی تحریک ہے۔ بریلوی جماعت کے ذریعے رائج بدعات مثلاً اعراسِ اولیاء کرام، جشنِ معراج، عید میلادالنبی کے جلسے اور جلوس سالہاسال کی محنت و مشقت کے باوجود ہم ملتِ اسلامیہ سے موقوف نہیں کراسکے۔ ہم اِن خرافات اور اختراعی ارتکابات کو شرک، بدعت اور حرام کہہ کر بند کرانے کی کوشش کرتے تھے، تو لوگ ہمیں گستاخِ رسول، دشمنِ اولیاء وغیرہ کے القابات سے نواز کر اُلٹے ہم پر ہی برس پڑتے تھے۔ ہمارے کہنے اور سمجھانے کا لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا بلکہ لوگ ہماری مخالفت اور عداوت میں اَڑ جاتے تھے اور پہلے سے زیادہ جوش اور ولولہ کے ساتھ اِن بدعات پر عمل کرتے تھے۔ لیکن مژدہ ہو! مبارک ہو! ہماری محنت بشکل دعوتِ اسلامی رنگ لا رہی ہے۔ لٰہذا اِس تحریک کی مخالفت مت کرو۔ چاہے بریلوی ہونے کے ناطے پرائے ہیں لیکن کام تو اپنا ہی کر رہے ہیں۔

لٰہذا وہابی دیوبندی اور دیگر باطل فرقے والوں نے بھی مولوی الیاس عطار کی تنظیم دعوتِ اسلامی کی مخالفت سے ''کف لسان'' کرلیا اور ''ٹک ٹک دیدم۔ دَم نہ کشیدم'' والی مثل پر عمل پیرا ہو گئے اور اپنے خاص چنندہ افراد کو بطور جاسوس مخبری کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی میں گھسیڑ دیا۔

مندرجہ بالا تین قسم کے افراد کی حمایت اور فریفتگی کی وجہ سے دعوتِ اسلامی اتنی تیزی سے پروان چڑھی کہ عطاری گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے اور قلیل عرصے میں دعوتِ اسلامی عالمی پیمانے پر پھیل کر چھا گئی۔

مولوی الیاس عطار کی دعوتِ اسلامی کو

"علمائے اہلسنت کی تائید پھر مخالفت"

دعوتِ اسلامی کے دستور العمل کی اہم دو ۲/ پالیسی کہ جن کے تعلق سے ابھی ہم نے کچھ گفتگو کی ہے یعنی:۔

(۱) بدمذہبوں کا رَدنہ کرنا

(۲) عید میلاد النبی، معراج وغیرہ کے جشن، جلوس اور اعراسِ بزرگان دین کی ممانعت

یہ دونوں پالیسی خفیہ راز کے طور پر مخفی رکھی گئیں۔ جس کی مطلق تشہیر نہ کی گئی، یہاں تک کہ دستور العمل کی اشاعت بھی نہ کی گئی، اِن دونوں پالیسیوں کو صرف مولوی الیاس جانتا تھا اور اس کے خاص الخاص ہرے طوطے (Green Parrot) ہی جانتے تھے۔ علمائے کرام، عوام الناس بلکہ دعوتِ اسلامی کے عام سطح کے مبلغین کو بھی اِن دونوں پالیسیوں سے اندھیرے میں رکھا گیا۔ کیونکہ یہ دعوتِ اسلامی کا ابتدائی دور تھا۔ اگر ان دونوں پالیسی کو شروع ہی سے ظاہر کر دیتے، تو ممکن نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ علمائے اہلسنت اور عوام اہلسنت کی مخالفت آتش فشاں پہاڑ سے شدّت سے نکلنے والے لاوا (سیّال مادہ) کی طرح پھٹ نکلتی۔ لہٰذا عطار اور خاص الخاص عطاریوں کو اپنی تحریک کی صغر سنی میں ہی موت نظر آتی تھی۔ لہٰذا انھوں نے ایک منظم سازش کے تحت اپنی اس نازیبا پالیسی کو نہایت پوشیدہ اور غیر منکشف بھید کی حیثیت سے پنہاں رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علمائے اہلسنت اور عوام اہلسنت سب کے سب صرف اور صرف سرکار اعلیٰ حضرت

کے نام اور سچی عقیدت کی وجہ سے دعوتِ اسلامی میں اندھا دُھند، بے حساب تعداد میں شامل ہو گئے۔

دعوتِ اسلامی کا قافلہ برائے تبلیغ کسی شہر یا گاؤں میں جاتا تو سب سے پہلے وہاں کے بڑے اور مشہور عالم کی خدمت میں پہنچ جاتا اور اُس عالم صاحب کے ساتھ نہایت ہی عقیدت کا مظاہرہ کرتا۔ ''حضرت صاحب'' اور ''حضور والا'' کے القابات سے مخاطب کرتا۔ دست بوسی اور قدم بوسی کے ذریعے اُن کی تعظیم و احترام کا اظہار کرتا۔ حسب مقدور نذرانے اور تحائف پیش کرتا۔ اپنا تعارف سنیت، بالخصوص مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خدام کی حیثیت سے کراتے۔ دورانِ گفتگو ہر تھوڑی سی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار کا نام نہایت والہانہ انداز و عقیدت سے لینا، وغیرہ مکر و فریب پر مشتمل ادا کاری (Acting) سے عالم صاحب کو ایسا متاثر اور حساس کر دیتے تھے کہ امام صاحب ان کی تائید، توثیق، تصدیق اور حمایت کرنے پر کمر بستہ اور مستعد ہو جاتے۔ پھر جس مسجد میں وہ عالم صاحب امامت فرماتے ہوتے، اُس میں دعوتِ اسلامی کے قافلے کو ٹھہرنے کی اجازت دے دیتے۔ نماز کی جماعت پوری ہونے کے بعد عطاری مبلغ مقتدیوں کو نہایت عاجزانہ، مؤدبانہ انداز میں چند منٹ ٹھہرنے کی منت سماجت کرتے ہیں۔ ابتدا میں وہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' سے کوئی نعت پڑھتے ہیں اور نعت پڑھنے سے پہلے مجمع سے مخاطب ہوتے ہیں، کہ میں آپ کی خدمت میں اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت، کنز الکرامات، مجددِ دین و ملت، امام عشق و محبت، ہم سنیوں کے پیشوا، آقا، ہادی، محافظ، رہبر، اچھے رضاؔ، پیارے رضاؔ، میٹھے رضاؔ، امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا کلام پیش کرتا ہوں۔ بعدہٗ وہ

والہانہ انداز میں میٹھی، سریلی، دل کش اور دل لبھانے والی آواز میں جھوم جھوم کر نعت پڑھنا شروع کرتا ہے۔ خود بھی جھومتا ہے اور تمام سامعین کو بھی کیف و مستی میں سرشار کر دیتا ہے۔ پھر ''فیضانِ سنت'' کتاب کا درس دیتا ہے، پھر آخر میں صلوٰۃ وسلام اور دعا ہو تی ہے۔ دعا میں عطاری مبلغ اپنی عیاری اور ریا کاری کی اداکاری میں اپنے فنِ مکرو فریب کے جوہر دکھاتا ہے۔ نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ رونا اور گڑگڑانا اور سسکیاں لے لے کر استغفار و توبہ کرنے کا رول وہ اسے ایسے نفیس انداز میں ادا کرتا ہے کہ مسجد کے امام سمیت پورا مجمع دعوتِ اسلامی کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

عطاریوں کی اس کارگزاری پر مسجد کے امام جو شہر کے بڑے عالم صاحب ہیں، وہ شہر کی دیگر مساجد کے ائمہ سے دعوتِ اسلامی کے محاسن و مناقب بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کے علمائے اہلِ سنت کی حمایت حاصل ہوگئی۔ علمائے اہلِ سنت نے صرف اور صرف ''مسلکِ اعلیٰ حضرت'' کی تائید و توثیق اور ''اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت'' کی ہی وجہ سے دعوتِ اسلامی کی حمایت کی تھی۔ اس طرح دھیرے دھیرے تائید کرنے والے علماء کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اصاغر علمائے اہلِ سنت کے ساتھ ساتھ اکابر علمائے اہلِ سنت کے اسمائے گرامی بھی تائید کنندہ کی فہرست میں شامل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شیخ المشائخ، مقتدائے اہلسنت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ، مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں المعروف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بھی تائید حاصل ہوگئی۔

پھر کیا تھا؟ تانگے کا ٹٹو لمبی ریس (Race) کے گھوڑے کی رفتار سے دوڑنے لگ

گیا۔ دعوتِ اسلامی قلیل عرصے میں عالمی پیمانے پر چھا گئی، اور اس کی کامیابی کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ اعلیٰ حضرت کا نام تھا۔ کیونکہ عالم اسلام کا ہر سُنّی سرکار اعلیٰ حضرت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔ دعوتِ اسلامی والوں نے نام رضاؔ کا اتنی کثرت سے استعمال کیا اور مولوی الیاس عطار کو عاشقِ رضاؔ، فنافی الرضاؔ، جاں نثارِ رضاؔ اور سچے محبّ رضاؔ کے طور پر پیش کر کے ہرے طوطوں نے تمام دنیائے سنیت کے دل جیت لیے تھے۔ ہر سُنّی اِن کو سچا اور مخلص مسلک اعلیٰ حضرت کا خدمت گار سمجھ کر قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ پھر لوگوں نے اِن کا یہ جذبہ دیکھ کر اِن کا بھرپور تعاون کیا۔ اہلِ ثروت، سخی اور فیاض حضرات نے اپنی تجوریاں کھول دیں، موسلا دھار بارش کی طرح مال وزر بشکل دراہم، ڈالر، پاؤنڈ اور روپیوں کی شکل میں اتنی کثرت سے برسا جیسے موسمِ باراں میں مینہ کی بہتات سے جل تھل بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح مولوی الیاس کی تنظیم کی الماریاں بھر گئیں۔ لوگوں نے تو صرف اعلیٰ حضرت کے نام کی نسبت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کرنے کی نیت سے تعاون کیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ نام رضا، عشق رضا، مسلک رضا کی رٹ لگانا یہ ایک دکھاوا تھا۔ دھوکہ تھا۔ فریب تھا۔ چھل تھا۔ عیاری تھی۔ مکّاری تھی۔ رِیاکاری تھی۔ اپنی دُکان چلانی تھی، اپنی روٹیاں پکانی تھیں۔ اور سرکار اعلیٰ حضرت کا نام ہی اس کے لیے کافی تھا۔ کیونکہ:۔

عقیدت سے نہیں بلکہ ضرورت سے صلح کلّی
پکانے اپنی روٹی کو، رضاؔ کا نام لیتا ہے

(از:۔ مصروف ہمدانی)

لیکن تھوڑے ہی عرصے میں الیاس عطار کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ دعوتِ اسلامی کا

''طریقۂ کار'' اور ''اور دستور العمل'' کا بھید کھل گیا۔ (Leak -Out) ہوگیا۔ دنیائے سنیت میں ہلچل اور کھلبلی مچ گئی۔ علمائے اہلسنت اور عوام اہلسنت میں تہلکہ مچ گیا۔ یہ کیا؟ جس کو ہم مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان سمجھ کر دل وجان سے وارفتہ اور فریفتہ تھے، وہی تحریک کھلم کھلا مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کر رہی ہے کہ:۔

☆ بدمذہبوں کا رَد نہ کیا جائے۔

☆ جشن معراج اور جشن عید میلاد النبی کے جلسے اور جلوس نہ نکالے جائیں۔

☆ بزرگانِ دین کے اعراس نہ منائے جائیں۔

تعجب کی بات ہے کہ تحریک بنام اعلیٰ حضرت چلائی جا رہی ہے لیکن کام تو وہابیوں جیسا کیا جا رہا ہے۔ جب علمائے اہلسنت اور بالخصوص (۱) رئیس القلم، مناظر اعظم اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری اور جانشین حضور مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاؔ صاحب اور دیگر اکابر علمائے اہلسنت نے دعوتِ اسلامی سے اپنی تائید واپس لے لی اور بیزاری کا مظاہرہ کیا، تو عطارؔ کے گروہِ مکّار کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی۔ ایک زلزلہ سا آ گیا۔

جب اکابر اہلسنت نے دعوتِ اسلامی سے اپنی تائید واپس لے کر اپنی بیزاری ظاہر فرمائی، تب تک بہت دیر ہو چکی تھی، پانی سر سے اونچا ہو گیا تھا۔ کیونکہ دعوتِ اسلامی دنیا کے اکثر ممالک کی سرحدیں پھاند کر اُن ممالک میں گھس گئی تھی بلکہ سرایت کر چکی تھی۔ یہ ایسی تیزی سے پھیلی کہ جڑ پاتال تک پہنچ چکی تھی۔ لاکھوں کی تعداد میں مختلف ممالک کے افراد نے دعوتِ اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیوں کا فنڈ جمع ہو گیا اور آمدِ فنڈ کا غیر منقطع سلسلہ سمندر کی طغیانی کی مانند جاری

ہو گیا۔ کچھ غیر سماجی افراد، غنڈے اور لوفر قسم کے لوگوں کو مولوی الیاس کا مرید بنا کر انھیں لمبا کرتا اور ہرا عمامہ پہنا کر عطاری غنڈوں کی فوج کھڑی کر لی گئی تھی۔ اب مولوی الیاس کے پاس دُنیوی اعتبار سے دو ۲ بڑی طاقتیں Money Power اور Muscle Power بہتات سے موجود تھیں۔ جن کے بل بوتے پر مولوی الیاس نے سیاسی نقطۂ نظر سے جو بھیانک کھیل ملتِ اسلامیہ کے ساتھ کھیلا ہے، وہ اتنا گھنونا ہے کہ اس کے مضر اثرات سے صدیوں تک مذہبِ اہلسنت و جماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پیروکاروں کے دلوں پر چھریاں چلتی رہیں گی اور دل دونیم ہوتے رہیں گے۔

''امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نقش قدم پر عطار کی رَوش''

تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے اور تاریخ بھی اس بات پر شاہد عادل ہے کہ جب کبھی کوئی باطل فرقہ جنم لیتا ہے یا کوئی گمراہ تحریک وجود میں آتی ہے تو اس کی ابتدا جاہلوں میں کی جاتی ہے کیونکہ جہلاء میں اتنی علمی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ حق و باطل میں امتیاز و فرق کر سکیں۔ فرقہ اور تحریک کے بنیادی اُصول و دستور سے بے خبر بانی اور بانی کے ہم نوا متبعین کے ظاہری دکھاوے، تقویٰ، پرہیز گاری اور عشقِ رسول کے چھل، کپٹ، دھوکہ، دغا اور رِیا کاری کے دام فریب کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ فرقہ اور تحریک کی تشہیر کے ضمن میں کیے جانے والے شور اور پروپیگنڈا (Propaganda) اور نت نئے ڈھنڈوروں سے جاہل طبقہ بہت جلد اثر پذیر (Efficacious) اور متاثر (Impressive) ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر باطل فرقہ یا باطل تحریک کے کھیت کی کھاد (Manure) جہلا ہیں۔ لہٰذا ہر باطل فرقہ و باطل تحریک کا بانی اپنے پیروکار اور متبعین کو

علم اور علماء سے دور رکھنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے تاکہ ''اندھوں میں کانا راجا'' کی طرح ''جاہلوں میں اَن پڑھ مقتدا'' جیسا معاملہ بنا رہے۔ کیونکہ اگر میرے متبعین نے علم و ادب سیکھ لیا یا علمائے دین حق سے ان کے روابط و تعلقات قائم ہو گئے تو میرے مکر و فریب کا بھانڈا پھوٹ جائے گا، میرا راز افشا ہو جائے گا، میرے ڈھول کا پول کھل جائے گا۔ لہٰذا میرے متبعین کو علم و علماء سے دور رکھنے میں ہی خیر و عافیت اور سلامتی ہے۔ ''دور کے ڈھول سہانے'' والا ہی معاملہ بنا رہنے دو۔

لہٰذا۔۔۔۔

امام الوھابیہ فی الھند، مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی رُسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' جو درحقیقت ''تفویۃ الایمان'' یعنی ایمان کو فنا کرنے والی ہے۔ جو وہابی فرقہ کے بانی اور موجد مولوی محمد ابن عبدالوہاب کی عربی زبان میں لکھی گئی کتاب ''التوحید'' کا اردو ترجمہ اور ماحصل ہے۔

اس کتاب میں علم اور علماء کی اہمیت گھٹاتے ہوئے اور دینی مسائل اور بالخصوص قرآن اور حدیث کی تفہیم میں جاہلوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اور جاہلوں کو گمراہ کرنے اور قرآنِ وحدیث کو سمجھنے کے لیے علم اور علماء کی ضرورت نہیں، یہ یقین دلایا گیا۔ ان کے ذہنوں میں یہ بٹھایا گیا کہ ہر شخص بغیر علم اور علماء کی رہبری، ہدایت اور افہام کے بغیر بھی قرآن وحدیث کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

لہٰذا۔۔۔۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی گمراہ کن کتاب ''تقویت الایمان'' کے مختلف ابواب سے پہلے کتاب کی ابتدا میں بطور مقدمہ لکھا ہے کہ:۔

"اور یہ جو عوام الناس میں مشہور کہ اللہ اور رسول کے کلام کا سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کے لیے بڑا علم چاہیئے، ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں؟ اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے، ہماری کیا مجال کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔" تو یہ بات غلط ہے۔"

پھر ایک آیت قرآن نقل کر کے اس کا غلط مفہوم اخذ کرنے کے بعد آگے لکھا ہے:۔

"اور اللہ و رسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے بہت علم نہیں چاہیئے کیونکہ پیغمبر تو نا دانوں کو راہ بتلانے اور جاہلوں کو سمجھانے اور بے علموں کو علم سکھانے آئے تھے۔"

پھر مزید ایک آیت نقل کرنے کے بعد اس آیت کے ضمن میں اپنا تبصرہ یوں ارقام کیا ہے:۔

" جو کوئی یہ آیت سُن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور اُن کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی نہیں چل سکتا، اُس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ کی، بلکہ یوں کہا جائے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گمراہ لوگ ان کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔"

حوالہ:۔ "تقویۃ الایمان" (اردو)۔ مصنف:۔ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی، سنِ وفات:۔ ۱۲۴۶ھ، ناشر:۔ دارالسلفیہ، بھنڈی بازار، محمد علی روڈ۔ بمبئی، سن اشاعت ۱۹۹۷ء، ماہِ اپریل۔ صفحہ نمبر: ۱۳ اور ۱۴

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کی مندرجہ بالا عبارات کو

متعدد مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں، تو یہی نتیجہ سامنے آئے گا کہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے نہ تو علم درکار ہے اور نہ ہی علمائے دین سے تفتیش اور پوچھ پاچھ کی حاجت۔ بلک ہم جاہل شخص بھی اپنی فہم اور سمجھ سے قرآن وحدیث کے احکام معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی ڈھٹارا بازی اور فریب کاری ہے جس کے جال، مکر ودغا میں اچھے اچھے عقلمند لوگ علم وعلماء سے بُعد ودوری کی وجہ سے پھنس کر گمراہ ہوگئے ہیں۔ فرقۂ وہابیہ کا یہ اہم وتیرہ اور شیوہ ہے کہ وہ حتی الامکان یہی کوشش کرتا ہے کہ عوام المسلمین کو علم وفہم سے جاہل اور علماء سے دور رکھیں، تا کہ وہ جو اپنے عقائد باطلہ کی تائید، تصدیق وتوثیق کے لیے قرآن مجید کی آیات کے غلط تراجم وتفاسیر ونیز احادیث کے غلط معنی ومفاہیم بیان کرتے ہیں، وہ پکڑے نہ جائیں۔ صرف قرآن اور حدیث کے نام پر ہی عوام ہماری بات مان لیں۔ اگر انھیں علم ہوگا یا علماء سے ان کا رابطہ ہوگا، تو ہماری پول کھل جائے گی۔ اور ہمارا مشن (Mission) آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ لہٰذا عوام المسلمین کا جاہل ہونا اور علماء سے دور رہنا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ اسی میں ہماری بھلائی اور خیر وعافیت ہے۔

مولوی الیاس عطار نے بھی اپنی کامل عیّاری اور مکّاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام الوہابیہ کے ملفوظ جملوں پر اور مبلغین فرقۂ وہابیہ کے طور طریقے اور روش کو اپناتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے "طریقۂ کار" میں عطاری مبلغین کو "خصوصی ہدایت" دیتے ہوئے صاف صاف لکھ دیا کہ:۔

> ("علماء مقدس پتھر ہیں۔ اُن کے ہاتھ چومو اور آگے بڑھ جاؤ۔ علماء نے دین کا کام نہ کیا ہے، نہ کرنے دیں گے۔")

مکّار الیاس عطار کے مندرجہ بالا جملوں پر اگر تنقید اور جرح کی جائے، تو طویل مضمون اِرقام کیا جا سکتا ہے مگر یہاں اختصار کو اپناتے ہوئے عرض ہے کہ :۔

☆ علمائے کرام کو "مقدس پتھر" کہہ کر علماء کی شان میں "مؤدبانہ۔توہین" کی جارہی ہے۔ لغت میں لفظ "پتھر" کے تقریباً پچیس ۲۵ معنی لکھے ہوئے ہیں۔ان میں سے اکثر معنی ایسے ہیں جن میں تعریف و تحسین کے بجائے تذلیل و توبیخ کے معنی نکلتے ہیں۔ مثلاً ⊙ بوجھل ⊙ مشکل ⊙ کٹھن ⊙ بے رحم ⊙ ظالم ⊙ کند ذہن ⊙ ثقیل ⊙ بے وقوف ⊙ نافہم وغیرہ۔

☆ وہ علمائے کرام کہ جن کے گروہ کو حدیث شریف میں "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ" یعنی "علمائے کرام وارث ہیں انبیائے عظام کے" بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک ارشاد ہے کہ "عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل" یعنی "میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں" ان اعلیٰ توصیف، خوبی، عزت، تعظیم، ادب، تعریف و مدح، آفرین و مرحبا سے مُتّصِف علمائے کرام کی مقدس جماعت کو مطلقاً "پتھر" کہہ کر ان کی شان میں جارحانہ گستاخی کی جارہی ہے۔ اور اس گستاخی کی شقاوت و قساوت اور بے ادبی کی شوخ بے باکی کو تہذیب و تعظیم کا حسین جامہ پہناتے ہوئے لفظ "مقدس" کی پتھر کے ساتھ اضافت کر کے انھیں صرف پتھر نہیں کہا بلکہ مقدس پتھر کہہ کر اپنی نازیبا حرکتِ قبیحہ کو مناسب اور موزوں ٹھہرانے کی مضحکہ خیز حرکتِ بے جا اور سعیٔ مذموم کی گئی ہے۔

☆ "اُن کا ہاتھ چومو اور آگے بڑھ جاؤ" اس جملے میں عطاری ہرے طوطوں کو حکم دیا گیا ہے کہ علمائے ملتِ اسلامیہ سے صرف اتنا ہی تعلق رکھو کہ ان کے ہاتھ چومو۔ بس اتنا ہی تعلق رکھو۔ نہ دُعا سلام، نہ کوئی تعارف، نہ کوئی پہچان کرانا، نہ کوئی خیر و عافیت

پوچھنا۔ بلکہ صرف ہاتھ چومو اور بھاگو۔ گویا یہ علماء کوئی پھاڑ کھانے والے درندہ ہوں، ایسا سلوک کرو۔ کیونکہ یہ پتھر ہیں۔ پتھر سے کیا سروکار رکھنا۔ اِن سے کوئی فائدہ نہیں پہنچنے والا۔ گویا کہ عطار مکّار اپنے ہرے طوطوں کے دلوں سے علمائے ملتِ اسلامیہ کی تعظیم وتوقیر، ادب ووقار اور اہمیت وفضیلت کو نیست ونابود کر کے ہرے طوطوں کے سنگ دلوں میں نفرت، بغض، تحقیر اور تذلیل کا جذبہ پیدا کر رہا ہے۔

”علماء کے تعلق سے عطار مکّار کا قول سراسر فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف“

علمائے دین کے تعلق سے مولوی الیاس عطار کا قول سراسر حدیث شریف کے فرمان کے خلاف ہے۔ وہ کون سی حدیث شریف ہے، جس کی کھلم کھلا خلاف ورزی مولوی الیاس عطار نے کی ہے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر وہ حدیث شریف گوش گزار کرتا ہوں:۔

حدیث شریف

”عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اُغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا، أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ۔“

حواله: (۱) المعجم الأوسط، مؤلف: امام سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانی (المتوفى: ۳۶۰ھ)، دار الحرمين۔ قاهرة (مصر)، جزء:۵، الصفحة: ۲۳۱

(۲) "حلية الأولياء و طبقات الأصفياء"، مؤلف: امام أبو نعيم احمد بن عبد الله الأصبهانی (المتوفى: ۴۳۰ھ)، ناشر: السعادة- بجوار محافظة مصر، جزء:۷، صفحة: ۲۳۶۔

(۳) "شعب الإيمان"، مؤلف: أحمد بن الحسين بن على البيهقی (المتوفى: ۴۵۸ھ)، ناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، رياض (سعوديه عربيه)، جزء:۳، صفحة: ۲۲۹۔

(۴) "شرح مشكل الآثار"، مؤلف: امام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة المصرى المعروف بالطحاوى (المتوفى: ۳۲۱ھ)، ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (لبنان)، جزء: ۱۵، صفحة: ۴۰۶۔

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: عالم بنو، یا متعلّم بنو، یا عالم کی بات سننے والا، یا عالم سے محبت کرنے والا بنو۔ پانچویں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

(☆) اس حدیث شریف میں حضورِ اقدس، جانِ ایماں وجانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اُمتیوں کو علمائے کرام کی اہمیت، خصوصیت، تعظیم و توقیر کے تعلق سے کل پانچ (۵) نصائح وہدایات ارشاد فرمائی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:۔

پہلا:۔ تو خود عالم بن جا۔ یا پھر

دوسرا:۔ متعلّم یعنی عالم سے سیکھنے والا طالب علم بن جا۔ یا پھر

تیسرا:۔ عالم کی بات سننے والا بن جا۔ یا پھر

چوتھا:۔ عالم سے محبت کرنے والا بن جا۔ مگر

پانچواں:۔ مت بننا۔ ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

حدیث شریف کے اس فرمانِ عالی کے مقابل مولوی الیاس عطار کے قولِ فاسد کا موازنہ کریں:۔

(۱) ''تو خود عالم بن'' لیکن اس سعادت سے تو مولوی الیاس یک لخت محروم ہے، کیونکہ وہ نرا جاہل اور اَن پڑھ ہے۔ اکثر عطاری بھی نرے جاہل ہیں۔

(۲) ''متعلم بن'' اِس سعادت سے عطار اور عطاریوں کی فوج بھی نا آشنا، نااہل، نابکار، ناپید، ناچار، نادار، نادان، نارسا اور ناستودہ ہے۔ کیونکہ عالم سے دُعا سلام، بات چیت کرنے کی بھی عطار نے عطاریوں کو اجازت نہیں دی، صرف ہاتھ چومنے کی ہی اجازت دی ہے اور وہ بھی عقیدت و محبت سے نہیں بلکہ صرف اور صرف تکلّف، ظاہرداری اور ضابطہ پرستی (Formality) کی بنا پر۔ حدیث شریف میں تو صاف ارشاد ہے کہ ''متعلم'' یعنی عالم سے تعلیم پانے والا، عالم کا شاگرد و طالب علم اور تلمیذ بن جا لیکن عطار تو اپنے چیلے عطاری ہرے طوطوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ دکھاوے کے لیے علماء کے ہاتھ چوم کر آگے بڑھ جاؤ۔ اُن کے پاس کھڑے رہو، نہ بیٹھو، نہ کوئی گفتگو کرو، نہ کوئی دین کی بات پوچھو اور نہ ہی ان سے علم سیکھو۔ کیونکہ یہ تو پتھر ہیں۔ یہ تمہیں کیا سکھائیں گے؟ البتہ ''مقدس پتھر''

ہیں، لہٰذا اِن کی صرف اتنی ہی رعایت کرو کہ سرسری طور پر اور وہ بھی تصنّع اور ڈھونگ (Pretence) رچاتے ہوئے صرف ہاتھ چوم کر آگے بڑھ جاؤ۔

(۳) ''مُستَمِعًا بن'' یعنی ''عالم کی بات سننے والا بن''۔ یہ سعادت بھی عطار اور عطاریوں کی قسمت میں نہیں۔ علماء کے ہاتھ چوم کر بھاگ نکلنے والے اور کچھ دیر کے لیے بھی علماء کے پاس کھڑے رہنے سے محروم علماء سے کیا پند و نصائح پر مشتمل بات سنیں گے؟ ان کو اپنے چرواہے عطار ہی کی بات سماعت کرنی ہے۔ جاہل عطار کی پھوہڑ زبان سے جو کچھ بھی اناپ شناپ اور اوٹ پٹانگ بکواس نکلتی ہے، وہی عطاری بھیڑوں کا علمی گھاس چارہ ہے۔ اِن عطاری ہرے طوطوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ علماء کی باتیں سنیں۔ انھیں تو اپنے گمراہ عطّارُ الکذّاب کے منہ سے نکلی ہوئی انٹ شنٹ اور اوٹ پٹانگ فضول باتیں دل کو ایسی بھاتی ہیں کہ علمائے دین کی علمی باتیں سننے کی فرصت ہی نہیں، کیونکہ علمائے دین کی باتیں سماعت کرنے کے لیے رُکنا اور ٹھہرنا پڑے گا لیکن جاہل عطاریوں کو تو یہ آدیش عطار نے دیا ہے کہ ''ان کے ہاتھ چومو اور آگے بڑھ جاؤ'' لہٰذا حدیث شریف میں مذکور فضیلت و سعادت نمبر ۳؍ سے عطاری محروم، بے نصیب اور نامراد ہیں۔

(۴) ''عالم سے محبت کرنے والا بن'' حالانکہ عالم سے محبت کرنے والا بننے کی ہدایت و نصیحت خود دونوں عالم کے مالک و مختار، باعثِ تخلیق کائنات، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے، کتنی عمدہ اور سہانی بات ہے مگر عطار مکّار اور عطاریوں کے لیے ''بات نشتر ہونا'' والے محاورہ کے مترادف ہے، کیونکہ عطار الیاس اور عطاریوں کو علمائے دین سے قطعاً محبت نہیں بلکہ بُغض و نفرت ہی دل

میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔اسی لیے تو عطار کہتا ہے کہ ہاتھ چومو اور آگے بڑھو۔یعنی ہاتھ چوم کر بھاگ نکلو۔ٹھہرو مت۔کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہارے ٹھہرنے سے عالم کے اوصاف و اخلاقِ جمیلہ نیز علم کے اعلیٰ مقام پر متمکن ہونے کی وجہ سے عالم کی محبت تمہارے دل میں گھر کر جائے۔لہٰذا ہاتھ چومو اور بھاگو۔مت ٹھہرو۔یہ پتھر ہیں۔اِن سے کیا محبت کرنی؟ لہٰذا حدیث شریف میں مذکور فضیلت نمبر ۴ سے دعوتِ اسلامی والے بالکل محروم اور بے نصیب ہیں۔

(۵) ''ہلاک ہونے والا'' مذکورہ بالا حدیث شریف میں کل پانچ ۵ اقسام بتائی گئی ہیں۔جنھیں بآسانی سمجھنے کے لیے خاکہ پیش ہے:

نمبر	نجات پانے والے	ہلاک ہونے والا
۱)	عالم	(۵) پانچواں مت بن یعنی ہلاک ہونے والا مت بن۔صرف چار میں سے کوئی بھی ایک بن، پانچواں ہلاک ہونے والا ہے۔ہلاک ہونے والا مت بن۔
۲)	متعلم یعنی طالب علم	
۳)	مُستَمِعًا۔عالم کی بات سننے والا	
۴)	مُحِبًّا۔عالم سے محبت کرنے والا	

مندرجہ بالا خاکہ کے مطابق نمبر (۱) سے نمبر (۴) تک میں سے کسی ایک میں بھی عطار اور عطاری شامل نہیں۔

نمبر (۱):۔الیاس عطار عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔

نمبر (۲):۔اکثر عطاری عالم بھی نہیں اور علم سیکھنے والے بھی نہیں۔

نمبر (۳):۔کوئی بھی عطاری عالم کی بات سننے والا نہیں کیونکہ عطاریوں کو اِن کے ''عطار بابا'' نے علماء کے ہاتھ چوم کر آگے بڑھ جانے کو کہا ہے۔جب وہ صرف ہاتھ چوم کر ہی آگے بڑھ جائے گا، تو عالم کی بات کیا سنے گا؟

نمبر (۴):۔عطار اور عطاریوں کو علمائے دین حق سے کوئی محبت نہیں۔وہ علماء کو پتھر سمجھتے

ہیں اور ان کے خلاف بکواس کرتے رہتے ہیں۔ جواب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

نمبر:۵:۔ ⊙عالم ⊙مُتَعَلِّم ⊙مُستمع ⊙مُحِبًّا، اِن چار کے علاوہ جو پانچواں ہے، وہ ہلاک ہونے والا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے زمرے میں ہی عطار اور اکثر عطاری آتے ہیں۔

"علمائے کرام کی شان میں عطار کی گھنونی توہین"

دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطار نے اپنے متبعین کو طریقۂ کار میں یہ تعلیم دی ہے کہ علماء کے ہاتھ چوم کر آگے بڑھ جاؤ۔ صرف اتنے پر اکتفا نہیں بلکہ اس سے بھی خطرناک اور توہین آمیز بات لکھتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"علماء نے دین کا کام نہ کیا ہے، نہ کرنے دیں گے۔"

مولوی الیاس عطار کے مندجہ بالا جملے پر کچھ کہنے سے قبل قارئین کرام کی خدمت میں ایک حدیث شریف مع متن، حوالہ اور ترجمہ کے پیش خدمت ہے:۔

حدیث شریف

"قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ۔"
حوالہ:- (۱) "الدر المنتثرة فی الأحادیث المشتهرة"، مؤلف: امام عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی، (المتوفی: ۹۱۱ھ) ناشر: عمادة شؤون المكتبات ـ ریاض، جزء: ۱، صفحة: ۱۴۸

(۲) "أنموذج اللبیب فی خصائص الحبیب"، مؤلف: عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ)، طَبع باذن من: وزارة الإعلام بجدة، جزء: ۱، صفحة: ۷۶

(۳) "سبل الهدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد"، مؤلف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی: ۹۴۲ھ)، ناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت۔لبنان، جزء: ۱۰، صفحة: ۷۳۳

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث شریف کے ضمن میں کچھ عرض کرنے سے پہلے مزید ایک حدیث شریف پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:۔

حدیث شریف

"قَالَ ابو الدرداءِ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔"

حوالہ:-

(۱) "سنن ابن ماجه"، مؤلف: امام ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن يزيد، (المتوفى: ۲۷۳ھ)، ناشر: دار إحياء الكتب العربية۔ بيروت، جزء: ۱، صفحة: ۸۱

(۲) "سنن الترمذی"، مؤلف: امام محمد بن عیسیٰ بن سَوْرة الترمذی، (المتوفى: ۲۷۹ھ) ناشر: شركة مكتبة و مطبعة مصطفى البابى الحلبى (مصر)، جزء: ۵، صفحة: ۴۸

(۳) "سنن ابی داؤد"، مؤلف: امام أبو داؤد سليمان بن الأشعث السجستانی، (المتوفى: ۲۷۵ھ)، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا۔ بيروت (لبنان)، جزء: ۳، صفحه: ۳۱۷

(۴) "شعب الإيمان"، مؤلف: امام أحمد بن الحسين بن على البيهقى (المتوفى: ۴۵۸ھ)، ناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، رياض (سعوديه عربيه)، جزء: ۳، صفحه: ۲۲۱

ترجمہ:۔ حضرت ابوالدردا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سُنا کہ علم کی تلاش میں جس نے کوئی راستہ اختیار کیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمائے گا، ملائکہ طالب علم کی خوشنودی کے لیے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں، اور زمین و آسمان کی ہر شئے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں طالب علم کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی کہ چاند کی ستاروں پر۔ بے شک علما نبیوں کے وارث ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں احادیثِ کریمہ اس عنوان کی ابتدا میں گوشِ گزار کی جا چکی ہیں لیکن اب یہ دونوں احادیث کریمہ ناظرین کرام کی فرحت طبع کی خاطر پورے عربی متن، اردو ترجمہ اور حوالہ جات کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ ناظرین کرام سے التماس ہے کہ دونوں احادیث کریمہ کا بغور مطالعہ کریں۔ بعدہٗ راقم الحروف کے تبصرہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ بر احادیث کریمہ

مندرجہ بالا احادیث کریمہ پر تفصیلی تبصرہ تو یہاں ممکن نہیں لہٰذا دونوں مقدس احادیث کریمہ سے صرف دو ۲ جملے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:-

☆ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

☆ بے شک علماء نبیوں کے وارث ہیں۔

ان دو جملوں سے علمائے دین کی شانِ رفیع آفتاب نیم روز کی طرح عیاں اور آشکار ہو رہی ہے۔ حضرت آدم سے لے کر **سید الانبیاء والمرسلین** تک تمام انبیاء والمرسلین (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے اپنے دور میں **اِعْلَاءِ كَلِمَةُ الْحَقِّ** کا فریضہ انجام دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ کفر و الحاد اور شرک و بے دینی کا ان حضرات نے ڈٹ کر مقابلہ فرما کر آوازِ حق بلند فرمائی اور کفر و شرک کا قلعہ مسمار و منہدم کر کے کفر و شرک کی بیج کنی کا فریضہ اکمل طور پر انجام دینے کی خدمتِ جلیلہ و عظیمہ ادا فرمائی۔ یہی ان کا دینی کام تھا اور اسی کارگزاری (Efficiency) کے لیے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انھیں مبعوث فرما کر نبوت و رسالت کے تاج سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان تمام

انبیائے کرام کی مقدّس جماعت میں بنی اسرائیل کے انبیاء بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔
علاوہ ازیں حضورِ اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''علماء کو انبیاء کے وارث'' فرمایا ہے۔تو علماء کس چیز و معاملے میں انبیاء کرام کے وارث ہیں؟ مال وزر اور زمین جائیداد کے تو وارث علماء ہو ہی نہیں سکتے۔علماء تو درکنار بلکہ انبیائے کرام کے اہلِ خانہ، اہلِ بیت، اولاد، آباء و اجداد، بنات و ازواج بلکہ کوئی بھی نسبی یا قرابتی رشتے دار بھی وارث نہیں ہو سکتے، کیونکہ:۔

حدیث شریف

''قَالَ اَبُوْبَکْرٍ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ''

ترجمہ:۔ حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑیں، وہ صدقہ ہے۔

حوالہ:۔

(۱) ''صحیح البخاری''۔ مطبوعہ مصر۔ جزء:۵، صفحہ:۱۳۹ و صفحہ:۸۹

(۲) ''مسند احمد بن حنبل''، مطبوعہ: بیروت۔ جزء:۱۶، صفحہ:۴۷

(۳) ''صحیح مسلم''۔ مطبوعہ:۔ بیروت۔ جزء:۳، صفحہ: ۱۳۷۹

(۴) ''سنن ابی داؤد''۔ مطبوعہ:۔ بیروت۔ جزء:۳، صفحہ:۱۴۴

(۵) ''مؤطا امام مالک''۔ مطبوعہ:۔ بیروت۔ جزء:۲، صفحہ:۲۹۳

(۶) ''المعجم الاوسط''۔ مطبوعہ:۔ مصر۔ جزء:۵، صفحہ:۲۶

(۷) ''کنز العمال''۔ مطبوعہ:۔ بیروت۔ جزء:۱۲، صفحہ:۴۸۸

ثابت ہوا کہ انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ترکہ میں چھوڑے مال اور جائداد بطور وراثت تقسیم نہیں ہوتے۔ تو سوال یہ اُٹھتا ہے کہ پھر علمائے کرام کس چیز یا معاملے میں انبیائے کرام کے وارث ہیں؟ جواب صاف ہے "علم دین اور خدمت دین میں" معلوام ہوا کہ علمائے دین کو انبیائے کرام کی وراثت کے طور پر علم دین اور خدمتِ دین کا جذبہ صادق ملا ہے۔ علاوہ ازیں دوسری حدیث میں تو صاف ارشاد ہے: "میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔" یعنی رُتبہ میں اور مرتبہ میں نہیں بلکہ ان کے علم کے وارث بن کر علم دین کی نشر واشاعت اور خدمتِ دین کے معاملے میں پیش پیش رہنے میں اُمتِ مسلمہ کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ بے شک سچ فرمایا پیارے غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ کیونکہ تاریخ اس بات پر شاہد وعادل ہے کہ جب بھی کوئی نیا فتنہ اُٹھا، یا کوئی باطل فرقے نے سر اُٹھایا یا کسی ظالم حکومت نے دین میں رخنہ اندازی کی کوشش کی، تب ملتِ اسلامیہ کے علمائے حق نے بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کی صفت کے مظہر اتم بن کر آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اُمتِ مرحومہ کے ایمان، عزت، آبرو، جان، مال، جائداد کی حفاظت کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے اور جو قربانیاں دی ہیں، وہ تاریخ اسلام کے سنہری اوراق میں منقش ومزین ہیں۔

اگر ماضی بعید اور ماضی قریب میں علمائے اہلِ سنت نہ ہوتے، تو آج ملّتِ اسلامیہ کے متبعین بدمذہبیت اور لادینیت کے گہرے دلدل میں غرق ہوتے۔ زیادہ دور مت جائیے، تقریباً ڈیڑھ سو ۱۵۰ - دوسو ۲۰۰ سال پہلے جب وہابیت کا فتنہ ہندوستان میں نمودار ہوا تھا اور بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان پر دن دہاڑے ڈاکا ڈالا جا رہا تھا،

تب اہلِ سنت کے علمائے حق ہی تو مقابلے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی کی طویل فہرست ہے۔ صرف آقائے نعمت، امام اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت، امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جذبۂ ایثار وقربانی اور جہاد بالقلم کا جو فریضہ ادا کیا ہے، وہ ایسا انمول اور بے مثل ومثال ہے کہ رہتی دنیا تک آپ کی علمی اور عملی خدمات کے ذکر خیر سے ملّتِ اسلامیہ ہمیشہ رطب اللسان رہے گی۔ اگر خدانخواستہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اور آپ کے خلفاء ورُفقاء نے وہابیت کے فتنے کا سدّ باب اور اِزالہ فرمانے کے لیے تردیدی تصانیف کا مجاہدانہ کردار ادا نہ فرمایا ہوتا تو آج برصغیر ہندوستان کی اکثریت وہابیت کے فتنے کے دلدل میں غرق ہوتی۔

ارے علماء کی توہین کرنے والا عطار بھی نہ جانے کون سے مرتد گروہ سے ہوتا؟

باطل فرقہ اور منافق گروہ نے ہمیشہ یہی شیوہ اختیار کیا ہے کہ اپنے متبعین کو ہمیشہ علماء سے دور رہنے کی تلقین بلکہ تاکید کی ہے۔ کیونکہ اگر عوام المسلمین علماء سے ملحق اور مربوط رہی، تو انہیں علمائے کرام کی گفتگو سماعت کر کے حق وباطل کا فرق معلوم ہو جائے گا اور وہ باطل فرقوں سے علیحدگی اختیار کرلیں گی لہٰذا عوام المسلمین کا علمائے کرام سے بعید رہنے اور جہالت کے جھانسے میں پھنسے رہنے میں ہی باطل فرقوں نے اپنی خیر وعافیت سمجھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مکّار امیر عطار نے بھی باطل فرقوں کا یہی طرزِ عمل اپنا کر عطاری ہرے طوطوں کو علمائے دین سے دور رہنے کی تعلیم وتربیت اور نصیحت وہدایت کی ہے، تاکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی عملی مخالفت کا اس کا پلندا کھلنے نہ پائے اور لوگوں کو علماء پر بھروسہ نہ رہے بلکہ عوام اسی مغالطہ میں مبتلا رہے کہ یہ تحریک مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک ہے۔ صرف زبانی طور پر اعلیٰ حضرت کا نام لو اور عملی طور پر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی جڑیں

کھوکھلی کردینے میں سرگرم اور کوشاں رہو اور لوگوں کو اپنے دام فریب و مکر میں خوب پھانسو۔

”اہلِ سنت کی خانقاہوں سے دور رہنے کی مولوی الیاس عطار کی تلقین اور خانقاہوں کے مریدین کی مخالفت“

نام نہاد دعوتِ اسلامی بلکہ درحقیقت دعوتِ الیاسی کے منافق امیر مولوی الیاس نے اپنے عطاری چیلے چپاٹوں کو اہلِ سنت کی مقدّس خانقاہوں سے بدظن اور متنفر بنا کر خانقاہوں کی توہین و تذلیل کرتے ہوئے ”طریقۂ کار“ میں لکھا ہے کہ:۔

> ”اپنے مرکز کو خانقاہوں سے دور بناؤ، ورنہ خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے۔ خانقاہوں سے بیعت ہونے والے لوگ دین کے کام میں دل چسپی نہیں رکھتے۔“

دنیا میں اسلام علمائے کرام کی علمی خدمات اور بزرگانِ دین کی خانقاہوں کے روحانی فیض و برکت سے پھیلا ہے۔ سلطان الہند، عطائے رسول، ہند کے راجا، شہِ کیوان، غریبوں کے داتا، حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس خانقاہ شریف کے طفیل آج ہندوستان بھر میں اہلِ ایمان نظر آتے ہیں۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد اجمیر مقدس کی خانقاہ شریف کے مرہونِ منت ہیں کہ انہیں ایمان کی لازوال دولت میسر ہوئی ہے۔ اجمیر مقدس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں بزرگانِ دین سے وابستہ خانقاہیں ہیں، جن کے روحانی فیض سے دین اسلام پروان چڑھا ہے۔ ان خانقاہوں سے منسلک ہوجانے والے اپنے اور اپنے دینی بھائیوں کے ایمان کے تحفظ اور دین اسلام کی سچّی خدمت کرنے میں ہمیشہ سرگرم اور

کوشش کناں رہے ہیں۔ انہیں خانقاہوں کے طفیل دین پھیلا ہے اور دین بچا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے ملتِ اسلامیہ ہمیشہ بزرگانِ دین کی خانقاہوں کے معتقد، راغب، مائل، متوجہ، سوالی اور منگتا رہے ہیں۔ بلکہ ان خانقاہوں کو اشاعتِ اسلام کے مراکز ٹھہرا کر ملتِ اسلامیہ کو اِن خانقاہوں کے ساتھ عقیدت، محبت، وارفتگی، نیازمندی اور لگاؤ رکھنے کی نصیحت، رغبت، ہدایت، وصیت بلکہ پختہ تاکید فرمائی ہے۔ علمائے دین نے اپنی تقاریر وتصانیف میں بزرگانِ دین کی خانقاہوں کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کا ہمیشہ درس دیا ہے۔

لیکن۔۔۔

نام نہاد دعوتِ اسلامی کے مکّار امیر مولوی الیاس عطار اپنے متبعین کو بزرگانِ دین کی خانقاہوں سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ کیوں؟ اس کی دو [2] وجہ ہیں اور یہ دونوں وجوہات بھی مولوی الیاس نے خود ہی بتادی ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

✪ پہلی وجہ:۔ ''ورنہ خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے۔''

اب بات کھل کر سامنے آئی۔ اگر خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوجائیں گے، مرید ہوجائیں گے، تو پھر عطار کے لیے کون بچے گا؟ عطار کا مرید کون بنے گا؟ وہ قوم کو اپنی جاگیر اور اپنا مال سمجھتا ہے۔ اس کو مرید بنانے کی اتنی خواہش، آرزو، تمنا، ارمان، شوق، لالچ، طمع، حرص، اشتیاق بلکہ ہوس اور خبط ہے کہ کچھ نہ پوچھو۔ الیاس عطار کی مرید بنانے کی ہوس اور خبط کے تعلق سے ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی گفتگو کریں گے۔

✪ دوسری وجہ:۔

''خانقاہوں سے بیعت ہونے والے لوگ دین کے کام میں دلچسپی نہیں رکھتے۔''

کتنی بڑی گپ ماری ہے مکّار عطار نے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام خانقاہوں کا اور اُن خانقاہوں سے بیعت ہونے والے مریدین سے جو دین کا کام ہوا ہے، اُس کا تذکرہ کیا جائے۔ لہٰذا ہم صرف ایک خانقاہ شریف اور اُس خانقاہ کے صرف چند نامور مریدین کا اختصاراً ذکر خیر کرتے ہیں۔ صوبہ اُتر پردیش کے ایٹہ ضلع میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، جسے مارہرہ مقدسہ کہا جاتا ہے۔ مارہرہ مقدسہ میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی عظیم الشان اور واجب التعظیم والاحترام خانقاہ شریف ہے۔ اس خانقاہ شریف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ہی چھت کے نیچے چودہ ۱۴ قطب آرام فرما ہیں۔ حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر تاجدارِ برکاتیہ، فخر سادات، مرشد اعظم، احسن العلماء حضرت سید مصطفی حیدر حسن میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک عظیم المرتبت بزرگانِ دین و اولیائے کاملین کے مقدس مزارات اس خانقاہ کی زینت و رونق اور مرجع خلائق ہیں۔ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ (یو۔پی) سلسلۂ قادریہ کی بھارت کی راجدھانی (Capital) ہے۔

مارہرہ مقدسہ کے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بیعت ہونے والے عظیم المرتبت علمائے کرام جنھوں نے ملتِ اسلامیہ کی صحیح معنوں میں خدمات انجام دی ہیں، ان حضرات کے اسمائے گرامی کی فہرست کافی طویل ہے۔ ہم یہاں ان چند مقدس ہستیوں کے نام ذکر کرتے ہیں، جن کی خدماتِ دینیہ کا معترف پورا عالم اسلام ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے لیے مایۂ ناز اور بے مثل و مثال دینی خدمات کی وجہ سے وہ عالمگیر شہرت یافتہ ہیں:۔

* شیر بیشۂ سنت، مناظر اعظم، حضرت مولانا فضلِ رسول بدایونی علیہ الرحمۃ

والرضوان، جنھوں نے ملّا اسماعیل دہلوی کے فتنۂ وہابیہ کا سینہ سپر ہوکر مقابلہ فرمایا اور "تقویۃ الایمان" کے رَد میں تاریخی کتاب "سیف الجبار" تصنیف فرمائی۔

✿ تاج الفحول، افضل العلماء، اکمل الکملاء، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، محبّ رسول، زبدۃ الاتقیاء، عمدۃ الاذکیاء، مشعل راہِ دین وملت، اسدِ سُنیت، شرقِ شانِ وفا، برقِ بر جانِ جفا، حضرت علامہ مفتی عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

✿ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملّت، امام عشق ومحبت، کنزالکرامت، شیخ الاسلام والمسلمین، امام اہلِ سنت، صاحبِ تصانیف کثیرہ، ماہر علوم وفنون قدیمہ وجدیدہ، مُعْجِزۃٌ مِن معجزات النبی، نائب رسول، مقتدائے ملت، ہادیٔ اُمت، قاطع بدعات و وہابیت ونجدیت، قہر وغضب قہار برلامذہبیت، عالم جلیل، فاضل نبیل، مفتی ذی وقار، محدث ذی شان، فصیح اللسان، اولوالعزم ناظم، کانِ فضائل، صبح کرم کی ٹھنڈی نسیم، جوبن بہارخرد کا نکھار، باغ احادیث کا گل تر، آفت جانِ ادیان کاذب، تیغ اللہ کا جوہر غالب، عالم ربانی، منتظم حقانی، واعظ دُرفشاں، علم وعرفان کا دُرِّ خوش آب، میدانِ مناظرہ ودلائل کا شاہ زورشہ سوار، گستاخِ رسول کے لیے شمشیر بکف، شواہد و براہین کا نیّر تاباں، شاتم انبیاء واولیاء کونوکِ کلک کی جولانی سے پل بھر میں خاک وخون میں ملانے والا، محقق بے مثال، حضرت امام احمد رضاؔ محدث بریلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا) کا اسم گرامی مریدانِ وارفتہ میں سرِ فہرست ہے۔ آپ کل دوسو پندرہ (۲۱۵) علوم وفنون کے ماہراورایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔

✿ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیکرحسن وجمال، جمیل الخصال، حجۃ اللہ فی الارض، علم و عرفان کا کوہِ البرز، تحقیق وتدقیق کا بحر ناپیدا کنار، مناظرِ اعظم ہندوستان، حجۃ الاسلام،

حضرت علامہ مفتی حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان۔

✪ شہزادۂ اصغر اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلِ سنت، مقتدائے اہلِ سنت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت وضلالت، قاطع نجدیت ووہابیت، دافع گمرہیت ولامذہبیت، ہادیٔ راہِ طریقت، قافلہ سالارِ طریق سلوک، پیکر تقویٰ، نمونۂ پرہیزگاری، مثالِ اتقیٰ، رہبر اتقیاء، راہنمائے صوفیاء، سرتاج اولیاء زمن، علم وعرفان کے نیّر اعظم، جن کی ایک نگاہِ لطف و عنایت نے راقم الحروف کو وہابیت کے دلدل میں غرق ہونے سے صاف کھینچ کر بچالیا اور ایمان کی لازوال دولت سے سرفراز فرمانے کے ساتھ ساتھ عشق رضا کا وہ ٹھنڈا و شیریں جام پلایا کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ وان شاء حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلکِ اعلیٰ حضرت پر تصلّب کے ساتھ قائم رہتے ہوئے دَم نکلے گا۔ ایسا مرشد کامل، سیدی وسندی، ماوائی وملجائی، ذخری فی الدنیا والآخرۃ، حضور مفتی اعظم ہند وعالم، حضرت مولانا، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں البریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات بھی سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کی عظیم خانقاہ مارہرہ مطہرہ کی دین وعطا ہے۔

ایسے تو کثیر التعداد آسمانِ علم وعرفان کے درخشاں آفتاب وماہتاب وکواکب جو اپنی بے لوث خدمتِ دین میں نادرِ زمن تھے، جن کی دینی، ملّی اور علمی خدمات کی روشنی میں ملتِ اسلامیہ تا قیامت صراطِ مستقیم پر گامزن رہ کر ہمیشہ ہدایت یافتہ رہے گی۔ ایسی عالمگیر اور اولیاء گر خانقاہیں جو دین کی اساس وبنیاد ہیں، اُن سے دور رہنے کی مولوی الیاس عطار اپنے چیلوں کو تعلیم وتلقین کرتا ہے۔ اُسے یہی خوف ہے کہ "خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے" ہائے ہائے! اگر لوگ خانقاہوں سے مرید ہو گئے، تو پھر میرا مرید کون بنے گا؟ کیا لوگوں کو مرید بنانا مولوی الیاس کی جاگیر ہے؟ کیا ملّا عطار ہی کا

ٹھیکا اور اِجارہ ہے؟ ملّا عطار کو مرید بنانے کا اتنا شوق اور ولولہ ہے کہ اس نے اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے کے لیے اور لوگوں کو اپنا مرید بنانے کے لیے پھانسنے اور ڈھکوسلا بازی کا عطاری محکمہ کھڑا کر رکھا ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں اہل سنت کی مقدس خانقاہوں سے عطاری طوطوں کو بدظن اور دل برداشتہ بنانے کی فاسد غرض سے یہاں تک بکواس کردی کہ ''خانقاہوں سے بیعت ہونے والے لوگ دین کے کام میں دلچسپی نہیں رکھتے'' تو میرا عطار مکّار سے یہ سوال ہے کہ ✿ علامہ فضل رسول بدایونی ✿ تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی ☆ امام احمد رضا محقق بریلوی ✿ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا اور ☆ تاجدار اہلِ سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے جیسے ہزاروں، لاکھوں سچے خدّام دین مشاہیر علماء میں سے کوئی ایک بھی کسی خانقاہ سے مرید نہیں تھا؟ پیرانِ پیر، دستگیر، حضور سیدنا غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی خانقاہِ قادریہ سے لیکر مارہرہ مقدسہ کی خانقاہِ برکاتیہ تک کے جلیل القدر بزرگوں کا کوئی ایک بھی مرید ایسا نہیں تھا، جس کو دین کے کام میں دلچسپی ہو؟ جھوٹ، سراسر کذب بیانی بلکہ اہلِ سنت کی مقدس خانقاہوں پر بہتان، افترا، الزام تراشی اور بغض وکینہ کا مظاہرہ کر کے مولوی الیاس مکّار جھوٹ کا پتلا بن کر جھوٹ کے پُل باندھتا ہے۔ ''خانقاہوں کے مریدین دین کے کام میں دلچسپی نہیں لیتے'' اس الزام کا مولوی الیاس عطار کے پاس کیا ثبوت ہے؟ ایک بھی ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ صرف اپنے اندھے بھکتوں کو اہلِ سنت کی مقدس خانقاہوں سے بدظن، بدگمان، بدگو، بدلحاظ اور بداندیش بنانے کے لیے عطار مکّار نے

اپنے سڑے ہوئے دماغ کی اختراع سے ٹھنڈے پہر کی گپ ماردی ہے۔

الختصر! عقائد و مراسم اہلِ سنت و جماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان و شارح مقدس خانقاہوں کے خلاف زہر اُگلنے والا مکّار الیاس عطار اور اس کی تحریک دعوتِ اسلامی ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیم نہیں۔

''دعوتِ اسلامی کی تائید سے علمائے اہلِ سنت کا رجوع''

⊙ دعوتِ اسلامی تحریک کا آغاز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان کی حیثیت سے ہوا۔ اس کے بانی اور امیر مولوی الیاس عطار نے اپنے آپ کو سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا کا سچا عاشق، فدائی، جاں نثار، وارفتہ، شیفتہ، دل دادہ، دل بستہ، دل جو، شائق، مُحبّ اور نام رضا پر مچلنے اور قربان ہونے والے کی حیثیت سے پیش کیا۔ بلکہ ملتِ اسلامیہ میں الیاس عطار کا یہی تعارف رائج اور مشتہر کیا گیا۔ علاوہ نماز اور سنتوں کے قیام واجرا کے تعلق سے مبلغین کی جدوجہد نے عوام اہلِ سنت اور بالخصوص علمائے اہلِ سنت اور مشائخ ملت کو متاثر کیا۔ تمام سنّی خوش تھے کہ تبلیغی وہابی جماعت کے مقابلے میں اور وہابی تبلیغی جماعت کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نمائندگی کرنے والی تنظیم وجود میں آئی ہے۔ لہٰذا علماء اور مشائخ اہلِ سنت نے اس تنظیم کی بھرپور تائید فرمائی۔ تائید وتوثیق میں اپنے رشحاتِ قلم سے مکتوب تحریرات عنایت فرمائیں۔ اہلِ زر اور سُنّی مالدار طبقے نے اپنی تجوریاں کھول دیں اور پانی کی طرح مال و زر خرچ کیا۔ دین ومسلک سے اُنس و اُلفت رکھنے والے متوسط اور غریب طبقہ کے لوگوں نے ذوق وشوق سے شمولیت اختیار کی، اپنے احباب و متعلقین کو شامل ہونے کی

ترغیب دی۔ نتیجتاً دعوتِ اسلامی چل پڑی بلکہ دوڑ پڑی، یہاں تک کہ ہوا میں اُڑنے لگی۔ دعوتِ اسلامی کی کامیابی اور عروج وارتقا وارتفاع کی وجہ سے مولوی الیاس عطار کا دماغ چوتھے آسمان پر پہنچ گیا۔ اب میری تیز رفتار سواری کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ میں اور میری تنظیم دعوتِ اسلامی عالمی پیمانے پر چھا گئی ہے۔ ہر ملک، ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر بستی میں صرف میں ہی ہوں۔ میرا کوئی مدمقابل نہیں۔ میرا کوئی ہمسر نہیں۔ اس وہم وخام خیالی میں مبتلا ہو کر مولوی الیاس عطار حد درجے کا متکبر، مغرور، گھمنڈی، خود پسند، خود پرست، خود بیں بن کر انانیت اور مطلق العنانی کی قئے کے نشے میں مدہوش اور آپے سے باہر ہو گیا۔ اب اسے علماء، مشائخ اور عوام ملت اسلامیہ کی کوئی پرواہ، لاج، شرم، حیا، غیرت، لحاظ اور خطرہ نہ تھا۔ وہ بے لگام اور شریر گھوڑے کی طرح اُچھلنے لگا۔

✪ دعوتِ اسلامی کا منشور (آئین) اور مبلغین کے لیے جو "طریقۂ کار" تھا اور ابتدا میں اسے شائع کرنے کی ممانعت تھی۔ ملاحظہ ہو:۔

> "یہ طریقۂ کار صرف خواص کے لیے ہے۔ اسے شائع کرنے کی اجازت نہیں۔"

لیکن خود ستائی اور خود مختاری کے غرور وگھمنڈ میں مولوی الیاس عطار نے بے خوف اور نڈر ہو کر دعوتِ اسلامی کا طریقۂ کار شائع کر دیا۔ جب طریقۂ کار شائع ہوا تھا تب دعوتِ اسلامی کی گاڑی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ مولوی الیاس کا دماغ آسمان پر تھا۔ کامیابی کا بھوت اس کے سر پر سوار تھا۔ اب اسے علمائے اہلِ سنت وعوام اہلِ سنت کی تائید وحمایت کی قطعاً حاجت وضرورت درکار نہ تھی۔ خود اعتمادی اور خود ستائی کے نشے میں مخمور ہو کر اِس نے دعوتِ اسلامی کا "طریقۂ کار" شائع کر دیا۔ پھر کیا تھا؟ ایک ہنگامہ

برپا ہوگیا۔ ایک کھلبلی اور ہلچل مچ گئی۔ کیونکہ مولوی الیاس کی تحریک دعوتِ اسلامی کو جن حضرات نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک و تنظیم سمجھ کر دل وجان سے تعاون کیا تھا، انھیں اچنبھا اور حیرت کے صدمے کا زوردار جھٹکا لگا۔ جس کو ہم مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک سمجھ کر اعتماد و بھروسہ کرتے تھے، وہ تو سراسر مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالف تحریک نکلی۔ لہٰذا عوام اہلِ سنت نے علمائے اہلِ سنت کی طرف رجوع کیا۔ ان رہبرانِ دین سے استفتاء و استفسار کیا۔ لوگوں کے دریافت کرنے اور پوچھ گچھ سے علمائے اہلِ سنت نے تحقیق و تدقیق اور براہین وشواہد کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ واقعی یہ تحریک مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالف اور صلح کلیت پر مشتمل تحریک ہے۔ تو سب سے پہلے اکابر علمائے اہلِ سنت مثلاً: ⊙ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، شیخ المشائخ، جانشین وخلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت قبلہ مفتی اختر رضا خاں صاحب۔ بریلی شریف ⊙ مناظر اعظم ہندوستان، رئیس القلم، واقف خرافاتِ فرقۂ وہابیہ ودیوبندیہ، حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہما نے بالخصوص اور ان کی متابعت میں بھاری تعداد میں اکابر و اصاغر علمائے اہلِ سنت نے اپنی تائید وحمایت سے رجوع فرمالیا بلکہ اپنی خفگی، ناراضگی اور نفرت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے دعوتِ اسلامی سے بچنے اور علیحدگی اختیار کرنے کی عوام اہلِ سنت وجماعت کو تاکید وتلقین فرمائی۔ ہندوپاک کے اکثر جید ومعتمد اور باوقار اکابر اہلِ سنت نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے تعلق سے دعوت اسلامی کے قول وفعل میں تضاد، جاہلانہ نازیبا حرکات وسکنات وارتکاب اور بدمذہبوں سے اتصال واتفاق نیز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی کھلم کھلا خلاف ورزی دیکھ کر بے انتہا دل برداشتہ، دل پریشان، دل تفتہ وسوختہ ہوکر دعوتِ اسلامی تنظیم کی تائید وتوثیق اور حمایت وطرف داری سے علی الاعلان رجوع فرمایا اور ملّتِ اسلامیہ سے اپیل کی کہ دعوتِ اسلامی سے دور رہیں اور کنارہ کشی اختیار

کریں۔ ان علمائے حق گو، حق پرست وحق شناس کے اسمائے گرامی کی فہرست بہت ہی طویل ہے۔ ان تمام علمائے حق کے مبارک اسماء گرامی کا ارقام کرنا یہاں طول تحریر کے خوف سے ممکن نہیں۔ لہٰذا ہم قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر صرف دو ۲ ایسی ہستیوں کے مبارک نام اور توضیح (Comment) ذیل میں درج کرتے ہیں جو تمام خواص وعوام اہلِ سنت کے معتمد، مقتدا، لائق بھروسہ پیشوا، ہادی ورہبر، مُسلّم ومعتبر اکابر کی حیثیت کے حامل ہیں۔

٭ رئیس القلم، مناظر اعظم ہندوستان، قاطع وہابیت وضلالت
حضرت علامہ ارشد القادری (علیہ الرحمۃ والرضوان)

حضرت علامہ ارشد القادری کی ذات ستودہ صفات محتاجِ تعارف نہیں۔ خواص و عوام اہلِ سنت کا ہر فرد ان کی خدماتِ جلیلہ سے واقف ہے۔ وہابیت اور دیوبندیت کے بڑے بڑے مناظر وعلماء کو آپ نے میدانِ مناظرہ میں چیر پھاڑ کر خاک وخون میں ملا دیا ہے۔ علامہ ارشد القادری سے اہلِ سنت کے جمیع افراد تو واقف ہیں ہی بلکہ شاید ہی کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جو اہلِ سنت کے مناظر اعظم ورئیس القلم کے نام سے واقف اور لرزاں وخوفزدہ نہ ہو۔

دعوتِ اسلامی کے الیاسی مبلغین اور بالخصوص دعوتِ اسلامی کا مکار امیر عطاریہ پروپیگنڈا (Propaganda) اور تشہیر کرتے ہیں کہ دعوتِ اسلامی کا منشور اور دستور العمل علامہ ارشد نے بنایا ہے۔ جھوٹ ـ بالکل جھوٹ۔ دعوتِ اسلامی کا موجودہ منشور ہرگز علامہ ارشد القادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں بنایا بلکہ دعوتِ اسلامی کا موجودہ منشور وآئین اور طریقۂ کار ودستور العمل دعوتِ اسلامی کے صلح کلی، دھوکے باز اور مکار

امیر الیاس عطار کے سڑے ہوئے بھیجے کی تخریبی تخلیق ہے۔ اگر علامہ نے دعوتِ اسلامی کا منشور بنایا ہوتا تو سب سے پہلی دفعہ وہابیوں کا رَدّ کرنے کی ہوتی۔ نہ کہ بدمذہبوں کی تردید سے ممانعت کی۔

بے شک! تحریک دعوتِ اسلامی کا وجود حضرت علامہ ارشد کے مفید مشوروں کا نتیجہ ہے لیکن علامہ ارشد نے تو صرف وصرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت اور بدمذہبوں کی تردید و توبیخ کے لیے ہی نماز اور روزہ کی تحریک چلانے والی تنظیم کا مشورہ دیا تھا لیکن مکّار الیاس عطار نے اپنی اصلیت ظاہر کرتے ہوئے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کرنے والی صلح کلی جماعت بناڈالی۔ دعوتِ اسلامی کا منشور و دستور العمل خود نے بنایا اور علامہ ارشد القادری کی عالم گیر شہرت کا ناجائز فائدہ اُٹھانے کی فاسد غرض سے دعوتِ اسلامی کے منشور کو علامہ ارشد کے نام سے منسوب کردیا۔ ملّت اسلامیہ کے افراد کو گمراہ کرنے کے لیے بھیونڈی (مہاراشٹرا) کے کرائے کے ٹٹو اور ہرے طوطے یوسف رضاؔ کے نام سے ماہنامہ ''کنزالایمان'' میں ایک مضمون شائع کیا گیا کہ:۔

''علامہ ارشد القادری ایک کمرہ میں بند ہوگئے اور کئی روز کی فکری کاوشوں کے بعد علامہ نے دعوت وتبلیغ کی تحریک کا ایک خاکہ اور اُصول وضوابط مرتب فرمائے۔''
حوالہ:۔ (۱) ماہنامہ ''کنزالایمان''۔ دہلی۔ جولائی ۲۰۰۲ء، صفحہ نمبر: ۳۰ (۲) ماہنامہ ''جام نور۔ دہلی'' کا رئیس القلم نمبر (۳) کتاب ''علامہ ارشد القادری اور دعوتِ اسلامی''، مصنف: مفتی شمشاد حسین رضوی۔ ناشر:۔ انجمن تحفظ ایمان م بریلی شریف صفحہ نمبر: ۹ اور ۱۰

علامہ ارشد القادری کے پاکستان کے دورے کے ضمن میں ایک جعلی اور من گھڑت واقعہ اختراع کر کے سراسر جھوٹ و کذب، مکر و فریب اور دھوکہ دہی کی مذموم نیت سے یہ واقعہ من میں اُٹھتے فاسد ترنگ سے لکھ مارا گیا۔

حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ دعوتِ اسلامی کا سرغنہ (Ring Leader) مولوی الیاس عطار میرے نام کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر صلح کلیت کی تحریک دعوتِ اسلامی کو درست بتانے کی نازیبا حرکت کر رہا ہے، تب آپ نے حق گوئی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے ۲۰۰۰ء میں مارہرہ مقدسہ میں ''عرسِ قاسمی'' کے موقع پر مفتی شمشاد حسین صاحب رضوی سے ملاقات کے دوران ارشاد فرمایا کہ:۔

''دعوتِ اسلامی کے تعلق سے ارشاد فرمایا: میں اس تحریک سے بیزار ہوں اور میں علمائے کرام کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اس تحریک سے دوری بنائے رکھیں۔''
حوالہ:۔ کتاب:۔ ''علامہ ارشد القادری اور دعوت اسلامی''، مصنف: مفتی شمشاد حسین رضوی، صفحہ نمبر: ۵

✪ نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب (علیہ الرحمۃ والرضوان) بریلی شریف

تمام سنیوں کے مرکز عقیدت، اہلِ ایمان کے دلوں کی دھڑکن، ملتِ اسلامیہ کی آنکھ کے تارے، فلکِ علم و عرفاں کے درخشاں آفتاب و ماہتاب، میرے آقائے نعمت و

مرشد اجازت، تاج الشریعہ حضور قبلہ مفتی اختر رضا صاحب، بریلی شریف نے دعوتِ اسلامی کے مکار امیر الیاس عطار اور دعوتِ اسلامی کے ذمے داران کے جھوٹے وعدوں اور اعلیٰ حضرت کے عشق کے جھوٹے اور مکر وفریب وچھل پر مشتمل دعووں اور وعدوں پر عتماد و بھروسہ کرتے ہوئے شروع میں بہت پہلے دعوتِ اسلامی کی تائید وحمایت فرمادی تھی مگر دعوتِ اسلامی کے امیر اور عطاریوں کے خلافِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کرتوت اور ان کے قول وفعل میں تضاد پایا اور ان کی صلح کلیت پر مشتمل روش کو دیکھا، تو آپ نے سخت نفرت و بیزاری کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنی تائید واپس لے لی، اپنی سخت ناراضگی ظاہر فرمائی اور اہلِ سنت وجماعت کے عوام وخواص کو تاکید فرمائی کہ:۔

> ۱۹۹۵ء میں ہی حضور تاج الشریعہ نے یہ حکم نافذ فرمادیا کہ:۔
>
> **"دعوتِ اسلامی کی اعانت اور اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں۔"**
>
> نیز ۱۴؍اکتوبر ۲۰۰۱ء کو بمبئی کے ایک جلسے میں صاف وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔
>
> **"دعوتِ اسلامی اور سنی دعوتِ اسلامی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں۔ ان سے بچو۔"**
>
> حوالہ: "دعوتِ اسلامی علماء ومشائخ اہلِ سنت کی نظر میں"، مرتب: حضرت مولانا غلام رسول قادری- کراچی (پاکستان)، ناشر: مکتبہ سنی آواز- پاکستان، صفحہ نمبر: ۲۱۸

جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، حضور قبلہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے مندرجہ بالا دونوں اقوال زبانی طور پر ارشاد

فرمائے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی عطاری یا دعوتِ اسلامی کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے والے کو یہ تاویل یا بہانہ بنانے کا موقع میسّر آجائے کہ یہ تو صرف سُنی سنائی بات ہے، حضرت تاج الشریعہ نے ایسا کہا ہے، اس کا کیا ثبوت ہے؟ دعوتِ اسلامی سے بُغض و عناد رکھنے والے افراد نے حضور تاج الشریعہ کے نام سے دعوتِ اسلامی کے خلاف جھوٹی افواہ پھیلا رکھی ہے۔ ایسے حامیانِ دعوتِ اسلامی کے منہ پر علی گڑھی قفل لگانے کی غرض اور بیّن ثبوت کے طور پر ہم ذیل میں حضور قبلہ تاج الشریعہ محمد اختر رضا صاحب ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی اصل تحریر، مع دستخط مہر کا عکس ذیل میں پیش کرتے ہیں:۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری کی اپنے مریدوں کو ضروری ہدایات

ٹی، وی اور ویڈیو کا استعمال حرام، بدکام و بدانجام ہے۔ اس سے احتراز واجب ہے۔ "دعوت اسلامی" اور "سنی دعوت اسلامی" دونوں مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ہیں اس لئے ان سے دور و نفور رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے۔

میں اپنے تمام مریدین و معتقدین کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے ٹی وی ہٹا دیں اور توبہ کریں۔ اسی طرح جو لوگ "دعوت اسلامی" یا "سنی دعوت اسلامی" میں کسی بھی طرح شریک ہیں وہ بھی ان تنظیموں سے دور ہو جائیں اور مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہیں جو میرے ان احکام کی تعمیل کریگا وہی میرا مرید ہے اور جو ان سے روگردانی کریگا وہ میری مریدی سے خارج ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ ہمیں شریعت پر قائم رکھے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر چلائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

حوالہ:-(۱) ''دعوتِ اسلامی علماء ومشائخ اہلِ سنت کی نظر میں''، مرتب: حضرت مولانا غلام رسول قادری، زیر عنوان:-''علامہ ارشد القادری اور دعوتِ اسلامی ایک تحقیقاتی تجزیہ''، مضمون نگار:-حضرت مفتی شمشاد حسین بدایونی (یوپی)، ناشر: مکتبہ سنّی آواز-پاکستان، صفحہ نمبر:۲۱۸
(۲) ''گمراہ کن احکام اور جعلی اشتہارات کا آپریشن''، ناشر:-انجمن تحفظ ایمان، اعجاز نگر، پرانا شہر، بریلی شریف، صفحہ نمبر ۱۷

ناظرین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضاؔ خان صاحب کی مندرجہ بالا تحریر بغور پڑھیں اور نافذ فرمودہ حکم کو گہری وعمیق نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں، تو اس میں حسب ذیل اکید وبلیغ وشدید تاکیدات سامنے آئیں گی:۔

(۱) ٹی-وی اور ویڈیو کا استعمال حرام، بدکام وبدانجام ہے، اس سے بچنا واجب ہے۔
(۲) ''دعوتِ اسلامی'' اور ''سُنّی دعوت اسلامی'' دونوں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ہیں۔اس لیے ان سے دور ونفور (الگ رہنا اور نفرت کرنا) رہنے میں ہی دین کی سلامتی ہے۔
(۳) میں اپنے تمام مریدین ومعتقدین کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے ٹی-وی ہٹادیں اور توبہ کریں۔
(۴) جو لوگ ''دعوت اسلامی'' یا ''سنّی دعوت اسلامی'' میں کسی بھی طرح شریک ہیں، وہ بھی ان تنظیموں سے دور ہو جائیں۔
(۵) میرا یہ حکم ہے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر گامزن رہیں۔

مندرجہ بالا پانچ ۵ تاکیدات ارقام فرمانے کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ

الرحمہ سخت تنبیہ (Warning) دے رہے ہیں کہ:۔

✪ جو گھر سے ٹی-وی نہ نکالے ☆ دعوتِ اسلامی اور سُنّی دعوتِ اسلامی سے جدا اور الگ نہ ہوجائے اور توبہ نہ کرے ⊙ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم نہ رہے:۔

"وہ میری مریدی سے خارج ہے۔"

✪ الیاس عطار کی تنظیم دعوتِ اسلامی کے ساتھ ساتھ کٹھ مُلّا شاکر جونا گڑھی کی تنظیم "سُنّی دعوتِ اسلامی" (S.D.I) بھی لپیٹے اور زد میں آگئی۔ اب تک تو ہم صرف دعوتِ اسلامی کے تعلق سے گفتگو کر رہے تھے لیکن درمیان میں سُنّی دعوتِ اسلامی کہاں سے ٹپک پڑی؟

"دعوتِ اسلامی کی ناخواست و ناہنجار اولاد کے طور پر سنّی دعوتِ اسلامی نے جنم لیا!!!"

رئیس القلم، مناظرِ اعظم ہندوستان، حضرت علامہ ارشد القادری اور قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان (رحمۃ اللہ علیہما) نے دعوتِ اسلامی سے اپنی تائید سے رجوع فرما کر نفرت، مخالفت اور بیزاری کا مظاہرہ فرمایا۔ اس کا ایک بھاری اثر عوام اہلِ سنت اور بالخصوص علمائے اہلِ سنت پر پڑا۔ نتیجتاً دعوتِ اسلامی کی تائید کرنے والے ہند و پاک کے اکابر واصاغر اہلِ سنت نے ان دونوں بزرگوں کی متابعت اور فرمانبرداری میں اپنی اپنی تائیدات سے رجوع فرمالیا اور شدّ ومدّ کے ساتھ دعوتِ اسلامی کی تردید وتوبیخ میں تقریری اور تحریری انداز میں سرگرم ہوگئے۔ علمائے اہلِ سنت کی اطاعت کرتے ہوئے کثیر تعداد میں عوام اہلِ سنت نے الیاس عطار ومکّار

کی دعوتِ اسلامی سے انحراف واجتناب کیا اور ملت اسلامیہ کی بھاری اکثریت دعوتِ اسلامی سے منحرف ومتنفر ہوگئی۔

دعوتِ اسلامی کی ابتدا سے ہی ملا الیاس عطار کا خاص الخاص چمچہ کٹھ ملا شاکر رضوی۔ساکن:۔ جونا گڑھ (بھارت) جوصرف حافظِ قرآن تھا، علم دین سے بالکل کورا تھا۔ درسِ نظامی کسی بھی دارالعلوم میں نہیں پڑھا۔ بلکہ درسِ نظامی کی "دال" سے بھی ناواقف، ناانجان اور جاہل تھا۔ وہ ملّا شاکر جونا گڑھی' مولوی الیاس عطار کے دائیں ہاتھ کی حیثیت سے دعوتِ اسلامی کی نشرواشاعت اور عروج وارتقاع وارتقا میں رات دن منہمک وسرگرم تھا۔ مولوی الیاس عطار اور حافظ شاکر جونا گڑھی یہ دونوں ایک منہ اور ایک زبان ہوکر دعوتِ اسلامی کا کام کرتے تھے۔ یعنی دعوتِ اسلامی کی سائیکل کے یہی دو پہیے (Wheel) تھے۔ دونوں ایک ہی برادری کے میمن تھے اور دونوں جاہل بھی تھے۔ دونوں غریب خاندان کے افراد تھے۔ دونوں کے آباؤ واجداد چھوٹا موٹا کاروبار کرکے اپنے گھر والوں کا پالن اور پرورش کرنے میں سخت محنت ومشقت کرتے تھے۔ لیکن ہمیشہ وہ تنگ دستی وغربت سے دوچار رہتے تھے۔ مولوی الیاس وحافظ شاکر دونوں کا بچپن غریبی ومفلسی میں ہی بسر ہوا۔ یہاں تک کہ ذی شعور عمر کے نوجوان ہونے تک یہ دونوں غریبی ومفلسی سے مُتصادِم رہے۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کے لیے آمدنی کی فراہمی اور حصولیابی میں نہایت کوشاں رہے۔

مولوی الیاس عطار کراچی پاکستان کی کھوڑی گارڈن مسجد جہاں حضور مفتی اعظم ہند کے خلیفہ ومجاز حضرت قاری مصلح الدین صاحب خطیب وامام کی خدمت انجام دیتے تھے، اِس مسجد کے صدر دروازہ پر کھڑا رہ نمازیوں کو عطر (Perfume) کی شیشیاں

فروخت کرنے کا کاروبار کرتا تھا۔ جبکہ شاکر جوناگڑھی حافظ ہونے کہ وجہ سے رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح نماز میں محراب سناتا تھا اور ختم قرآن پر مصلّیانِ مسجد سے جونذرانہ ملتا، اُس رقم سے سال بھر کی کھچڑی نکال لیتا تھا۔ دونوں سماجی اعتبار سے نہایت ہی غریب طبقے کے تھے۔ دونوں کو مال کی خواہش، حرص، طمع اور لالچ تھی۔ دونوں اعلیٰ معیار کے رئیس بننے کے سنہرے خواب دیکھتے تھے۔

دعوتِ اسلامی کی ابتدا۔کے کچھ ہی عرصے میں دعوتِ اسلامی کو عالمگیر شہرت، حمایت، ہمدردی اور مالی تعاون حاصل ہونے لگا۔ بیرونِ ممالک کے اہلِ خیر حضرات اہلِ سنت نے مال و زر کی تھیلیاں کھول دیں۔ ڈالر، پاؤنڈ، روبل، ریال، درہم اور روپیوں کی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ یہ تمام مال الیاس عطار کی جیب والماری میں جاتا تھا۔ کیونکہ "امیر کا منصب" اس کے پاس تھا۔ لہٰذا دھواں دھار بارشِ مال وزر اُسی پر ہوتی تھی۔ بیچارے شاکر جوناگڑھی کو صرف بوندا باندی سے سبک دوش ہونا پڑتا تھا۔ لہٰذا حرص وحسد کی آگ اس کے سینے میں شعلہ زن تھی۔

ایک عرصے تک الیاس عطار کی صحبت، تربیت، ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم قوم، ہم گرد، ہم وطن اور ہم عناں ہونے کی وجہ سے شاکر جوناگڑھی نے مکر وفریب، چھل، دھوکے بازی، ریاکاری، جھانسہ، عیاری، دغابازی اور دھوکا دھڑی کے فن کے تمام داؤ پیچ سیکھ لئے تھے۔ مگر وہ مجبور تھا، بغیر کسی عذرِ شرعی دعوتِ اسلامی سے علیحدگی اختیار کرنا اپنے ہی ہاتھوں اپنی قبر کھودنا اور پاؤں پر کلہاڑی مارنا کے مترادف تھا۔ ابھی کوئی قدم اُٹھانا جلد بازی اور نقصان دہ ثابت ہوگا۔ لہٰذا وہ سہم کر بیٹھا رہا اور موقع کا انتظار کرتا رہا۔ پھر ایک دم اُسے موقع مل گیا۔ دعوتِ اسلامی کی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے خلاف ورزی کی وجہ سے

کثرت سے اکابر و اصاغر علمائے اہلِ سنت نے بیزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی تائیدات سے رجوع فرمالیا اور عوام اہلِ سنت کو تنبیہ و ہدایت و نصیحت فرماتے ہوئے دعوتِ اسلامی سے دوری اور اجتناب کا حکم صادر فرمایا۔

پھر کیا تھا؟ شاکر جونا گڑھی کو سنہرا موقع ہاتھ لگ گیا۔ علمائے اہلِ سنت کی چلتی ٹرین میں جست لگا کر چڑھ بیٹھا اور الیاس عطار اور اس کی تحریک دعوتِ اسلامی سے تمام تعلقات منقطع کر ڈالے۔ حافظ شاکر جونا گڑھی کے الگ ہونے سے مولوی الیاس عطار ہڑبڑا اُٹھا۔ اس کا دایاں ہاتھ شاکر کٹ گیا۔ اب وہ عطار کے لیے شاطر تھا۔ دعوتِ اسلامی کے تمام خفیہ راز اور بھید و بھرم سے واقف تھا۔ الیاس عطار کی تربیت میں رہ کر مکر و فریب، عیاری، دھوکہ بازی، دغابازی، چھل کپٹ، ٹھگی اور چال بازی کے ہنر میں ماہر ہو گیا تھا۔ قوم کو بے وقوف بنا کر روپیوں کے نوٹ کیسے چھاپنا، وہ اپنے مکّار اُستاد سے اچھی طرح سیکھ لیا تھا۔ دعوتِ اسلامی کے امیر کے منصب پر مولوی الیاس گوند لگا کر ایسا چپ چپا کر چپک کر بیٹھا تھا کہ اسے امیر کے منصب سے اُکھاڑ پھینک کر خود امیر بن جانا مشکل بلکہ ناممکن ہی تھا۔ لہٰذا وہ خود ہی ہٹ گیا۔

حافظ شاکر جونا گڑھی کے دعوتِ اسلامی سے الگ ہونے سے دعوتِ اسلامی اور ملّتِ اسلامیہ میں ہلچل مچ گئی۔ خود الیاس عطار بھی بوکھلا گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میرا شاگرد اور چیلا ایک عرصے تک میری صحبت سے فیضیاب ہو کر مکر و فریب میں ایسا ماہر و پختہ ہو گیا ہے کہ اس کا پہلا حربہ و حملہ مجھ پر ہی ہوگا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔ بہت قلیل عرصے میں اس نے اپنی الگ تحریک بنام "سنّی دعوتِ اسلامی" شروع کر دی۔ شاطر ہونے میں ماہر شاکر جونا گڑھی نے "دعوتِ اسلامی" کے مقابل "سنّی دعوت اسلامی" کھڑی کر دی۔

سنّی دعوتِ اسلامی کے قیام سے پھر ایک مرتبہ اہلِ سنت و جماعت کے عوام و خواص میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مولوی الیاس عطار کی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کی حرکتیں دیکھ کر جو لوگ دل گرفتہ تھے، انہیں اُمید کی ایک نئی کرن نظر آئی کہ چلو! اب صحیح کام کرنے والی تحریک آ گئی۔ دعوتِ اسلامی والے امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت کا نام صرف اپنی نیک نامی (Reputation) اور اپنی صداقت کے ثبوت (Testimony) کی غرض سے لیتے تھے۔ لہٰذا دعوتِ اسلامی کو چھوڑ و اور سنّی دعوت اسلامی کو اپناؤ۔ کیونکہ یہ لوگ خلوص و اخلاص پر مبنی عشقِ رضا میں سرشار ہیں۔ عطار کی طرح ریاکار نہیں۔ چنانچہ علمائے اہلِ سنت و عوام اہلِ سنت کا رجحان سنّی دعوتِ اسلامی کی طرف ہوا۔ شمولیت، ہمدردی، تائید اور مالی تعاون نے سُنّی دعوتِ اسلامی کو تیز رفتاری سے آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

دعوتِ اسلامی سے دل اُفگار و دل برداشتہ ہونے والے اہلِ سنّت کے افراد نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی سچی خدمت کی سُنّی دعوتِ اسلامی سے آس و اُمید لگا رکھی تھی۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ مکّار عطار کا چیلا شاکر بھی مکّار اور شاطر ہے۔ تھوڑی کامیابی اور تھوڑا بہت مال و زر شاکر جونا گڑھی کی الماری میں آتے ہی دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ اور وہ بھی دھیرے دھیرے عطار مکّار کی کاربن کاپی بننا شروع ہو گیا۔ شاکر شاطر نے بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا چوغہ اُتار دیا اور اپنے مکّار معلم کے نقش قدم پر چل کر صلح کلیت کا لحاف اوڑھ لیا۔ اب دعوتِ اسلامی کے طرزِ عمل پر ہی سُنّی دعوتِ اسلامی بھی کاربند ہو گئی۔ دونوں کا مقصد اور مطلب و مراد صرف اور صرف اپنی تنظیم کا فروغ و ارتفاع بن گیا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کا جذبہ و فریضہ کی گٹھری باندھ کر بالائے طاق رکھ

دی گئی۔ اب دونوں تنظیموں میں شروع ہوئی اقتدار، فروغ، تشہیر اور مال بٹورنے کی جنگ۔ نتیجتاً مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کو یک لخت فراموش کر کے بارگاہِ رسالت کے گستاخوں کے بجائے آپس میں مڈھ بھیڑ، مار پیٹ اور کھینچ کھچان میں منہمک و مبتلا ہو گئے۔ البتہ اپنا مقصدِ اصلی یعنی مال بٹورنا اور بھولی بھالی قوم مسلم کو لوٹنا برابر یاد رکھا اور طرح طرح کے حیلے بہانے اور نئی نئی اسکیموں کے اجرا کے ذریعے قوم مسلم کو خوب لوٹا اور خوب مال جمع کیا۔ نتیجتاً الیاس عطار کتیانوی اور حافظ شاکر جونا گڑھی آج کی تاریخ میں کروڑوں اور اربوں کی جائیداد کے مالک بن چکے ہیں۔

سُنّی دعوتِ اسلامی کا درمیان میں تذکرہ صرف سرکار آقائے نعمت، قبلہ حضور تاج الشریعہ کی مبارک تحریر کی وجہ سے آ گیا کہ آپ نے دعوتِ اسلامی اور سُنّی دعوتِ اسلامی دونوں سے دور و نفور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا سُنّی دعوتِ اسلامی کی اصلیت کی کچھ جھلکیاں ضمناً اور اختصاراً قارئین کرام کی خدمت میں گوش گزار کر دیں۔ اس وقت زیر تحریر مقالہ جو دعوتِ اسلامی کے تعلق سے ہے، اس کی تکمیل کے بعد اِن شاء اللہ سُنّی دعوتِ اسلامی کے ارتکاباتِ قبیحہ اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کی حرکات مذمومہ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔

"خوابوں کی بارات"

خواب یعنی "رؤیا" (Dream) سے ہر انسان کو سابقہ اور واسطہ پڑتا ہے۔ جب آدمی سوتا ہے، تب اُسے حالتِ نیند میں کئی قسم کے خواب نظر آتے ہیں۔ اُن خوابوں میں

سے کچھ خواب اچھے ہوتے ہیں اور کچھ خواب بُرے بھی ہوتے ہیں۔خواب اچھا ہے یا بُرا،اس کا مدار اُس خواب کی ''تعبیر'' (Interpretation) پر ہوتا ہے۔خواب کی تعبیر ہر شخص نہیں بتا سکتا بلکہ تعبیر کے فن کے کچھ ماہرین حضرات ہوتے ہیں، جو خواب کے اچھے یا بُرے ہونے کا مفہوم بتانے کی صلاحیت اور علم رکھتے ہیں۔خواب کی تعبیر جاننے والے سے جب بھی تعبیر پوچھی جاتی ہے،تب وہ یہ تحقیق کرتا ہے کہ خواب کب دیکھا تھا؟ دن میں یا رات میں نیند کی حالت میں؟ پورا خواب مِنْ وعَنْ سنتا ہے۔ادھورا یا ٹکڑے ٹکڑے سماعت نہیں کرتا۔علاوہ ازیں خواب دیکھنے والے شخص کی نوعیت (Specific Difference) اور (Special Character) یعنی خواب دیکھنے والے کی مخصوص، ذاتی علامات، چال چلن، سیرت، برتاؤ، تخصیص، خاصیت، لیاقت، کردار، فطرت، خصلت،طور طریقہ، ڈھنگ، روش،صدق گوئی یا کذب بیانی وغیرہ ضروری اور اہم پہلو کی گہری جانچ پڑتال کرنے کے بعد ہی ماہرِ فنِ تعبیر خواب کی درست ومناسب تعبیر بتائے گا۔المختصر! مختلف پہلو سے استفسار وتفتیش (Enquiry) کے بعد ہی خواب کو سچّا یا جھوٹا ٹھہرایا جاسکتا ہے۔لہٰذا! یقین کے درجے میں یہ اعتماد کرنا پڑے گا کہ ہر خواب سچّا نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن۔۔۔۔

ایک خواب ایسا ہے جو کبھی بھی جھوٹا نہیں ہوسکتا بلکہ وہ خواب ہمیشہ سچّا ہی ہوتا ہے۔وہ خواب نہایت مقدس ہوتا ہے اور خواب دیکھنے والا بلند اقبال وخوش نصیب و سعادت مند ہوتا ہے۔خواب دیکھنے والے کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھتا ہے کہ اُسے یہ خواب دیکھنا میسّر ہوا۔خواب کیا دیکھا؟ بلکہ قسمت کا دھنی اور سکندر بن گیا۔اور وہ یہ ہے

کہ خواب میں حضورِ اقدس، جانِ ایمان، جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اقدس سے مُشرّف ہونا۔

خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کو خواب میں آفتابِ نبوّت، ماہتابِ رسالت، حضورِ اقدس، باعثِ تخلیق کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درخشاں رُخِ روشن کے دیدار کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ان نصیب والوں میں ایک نام عاشق صادق مصطفیٰ، عبدالمصطفیٰ، امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی جلی وطلائی حروف سے منقّش ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے بارہا بلکہ بکثرت خواب میں آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدارِ جہاں آراء سے مشرّف ہونے کی سعادت حاصل فرمائی ہے۔ آپ کو جب خواب میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا، تو دن میں گھر کے افراد کو معلوم ہوجاتا تھا کہ آج شب میں حضرت کی قسمت چمکی ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صبح بیدار ہوتے ہی اعلیٰ حضرت سب سے پہلا حکم یہ صادر فرماتے تھے کہ فوراً کوئی میٹھی چیز پکائی جائے اور اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز کا فاتحہ دیا جائے۔ علاوہ ازیں دیدارِ رخ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لذّت کے کیف وسرور اور ہجر وفراق کے غم اور وصال کی آرزو وتمنا وشوق میں بے قرار و بے چین ہوکر عالم اضطراب میں بے تاب ہوکر بڑے ہی دل سوز اور رقّت انگیز لہجے میں دن بھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے کہ:۔

خواب میں بیمار نے تیرے جلوے دیکھے

اِک عجب لطف ملا محوِ تماشا ہو کر

آتے تنے میں آنکھ کھلی، سو گئے بخت بیدار

جاگنا مجھ کو ستانے لگا سونا ہو کر

(حوالہ:۔ حضور مفتی اعظم ھند کی مجلسی گفتگو میں سماعت)

علاوہ ازیں ذیل میں درج ایک رباعی دل کشیدہ اور دل شکستہ پُرسوز لہجے میں آپ کی مبارک زبان سے ترنّم ریز ہوتی تھی کہ:۔

آبِ در دنداں سے عدن ڈوب گیا،
رشکِ لبِ لعلیں سے یمن ڈوب گیا،
خجلت یہ ہوئی دیکھ کے روئے شہ کو،
شبنم کے پسینہ میں چمن ڈوب گیا۔

(حوالہ:۔ حدائق بخشش، حصہ:۳، صفحہ:۱۰۵)

یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی ۱۳۲۳ھ میں جب زیارتِ حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تھے، تب آپ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ درخواست رکھی تھی کہ یارسول اللہ! آپ نے اس غلام پر لطف و کرم فرماتے ہوئے بارہا خواب میں اپنے دیدارِ جہاں آرا سے مشرف فرمایا ہے۔ آپ کا غلام اس وقت آپ کے دربار میں حاضر ہے اور اس کی دلی خواہش وگزارش یہ ہے کہ سرکار! مزید کرم فرماتے ہوئے حالتِ بیداری میں اپنے دیدار کی سعادت کی نوازش فرمائیں۔ یہ عرضی داخل کر کے آپ حالتِ بیداری میں دیدارِ اقدس کی اُمید وآرزو میں مواجہہ اقدس یعنی سنہری جالیوں کے سامنے نہایت مؤدبانہ نظر کی ٹکٹکی باندھے دست بستہ

کھڑے ہو گئے۔ دو² دن گزر گئے مگر قسمت کا ستارہ چمکا نہیں۔ جب تیسرا دن آیا تو آپ کو خیال آیا کہ احمد رضاؔ! اپنی بساط سے کہیں زیادہ خواہش کر بیٹھے۔ چھوٹا منہ بڑی بات والی مثل کے مترادف بن کر اپنی لیاقت سے زیادہ بڑی تمنا کر بیٹھے۔ یہ وہ دربار ہے جہاں حضرت بوعلی شاہ قلندر اور حضرت شاہ عمر ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہما جیسے اولیائے کاملین بحالت وہیئت سگ حاضری دیتے ہیں۔ تو کیا؟ اور تیری بساط کیا؟ یہ خیال آتے ہی آپ نے ایک شعر لکھا کہ:۔

> کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
> تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں

یہ لکھنا ہی تھا کہ تھوڑی دیر میں آپ کی قسمت کا ستارہ مانندِ آفتاب چمک اُٹھا اور سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عاشق صادق کی خواہش قلبی کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے حالتِ بیداری میں اپنی زیارتِ اقدس سے نوازا۔ اس وقت آپ کے عشق کی کیفیت بیاں سے باہر تھی۔ اپنے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کے کیف و سرور میں بے خودی اور سرشاری کے عالم میں آپ کا دل قابو میں نہ رہا اور اپنے آقا و مولیٰ کی تعظیم و احترام کے جوش و شوق میں سجدہ ریز ہونے پر آمادہ ہوئے لیکن آپ کے جوشِ عشق پر آپ نے ہوشِ شریعت کی لگام ڈالتے ہوئے یہ شعر ارشاد فرمایا کہ:۔

> پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
> روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

خیر! خواب کی بات کرتے کرتے ہم حالتِ بیداری کی کیفیت و انبساط پر آ گئے۔ چلیے! ہم اپنے اصل موضوع کی طرف پلٹتے ہیں۔

''خواب میں حضورِ اقدس کی زیارت کرنا''

خواب میں حضورِ اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا، واقعی اپنی قسمت کی معراج ہے۔ یہ خواب کبھی بھی جھوٹا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ سچا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ جس کسی نے بھی خواب میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، اُس نے واقعی حضور اقدس کو ہی دیکھا ہے۔ کیونکہ شیطان کسی بھی شخص کے خواب میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مُتَمَثِّل یعنی ہم مثل و ہم شکل بن کر دھوکہ دینے نہیں آسکتا۔ شیطان کو بارگاہِ رب تعالیٰ سے یہ تصرّف حاصل ہے کہ وہ جس کسی کی بھی چاہے صورت اختیار کرسکتا ہے، سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ اس تعلق سے ایک حدیث شریف پیش خدمت ہے:۔

حدیث شریف

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي۔"

حوالہ:

(۱) "صحیح مسلم"، مؤلف: امام مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری (المتوفی: ۲۶۱ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربی۔ بیروت (لبنان)، جزء: ۴، صفحہ: ۱۷۷۵

(۲) "سنن الترمذی"، مؤلف: امام محمد بن عیسیٰ بن سَوْرۃ الترمذی، (المتوفی: ۲۷۹ھ)، ناشر: دار الغرب الإسلامی۔ بیروت، جزء: ۴، صفحہ: ۱۰۵

(۳) "سنن ابن ماجه"، مؤلف: امام ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد (المتوفى: ۲۷۳ھ)، ناشر: دار إحياء الكتب العربية (مصر)، جزء: ۲، صفحه: ۱۲۸۴

(۴) "مسند الإمام أحمد بن حنبل"، مؤلف: امام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال (المتوفى: ۲۴۱ھ)، ناشر: دار الحديث، القاهرة (مصر)، جزء: ۷، صفحه: ۲۰

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جس نے خواب میں حضورِ اقدس واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، اُس نے یقیناً حضورِ اقدس کو ہی دیکھا ہے، کیونکہ شیطان حضور اقدس کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

لیکن شرط یہ ہے کہ اس نے خواب دیکھا ہو۔ اگر خواب ہی نہیں دیکھا اور مفاد کے لیے گپ ماردی اور حضورِ اقدس سے منسوب کر کے جھوٹا خواب بیان کردیا تو؟ اس کے لیے سخت وعید ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والا جہنمی ہے۔ حدیث شریف میں اس کی سخت سے سخت وعید (Threat) آئی ہے۔ وہ حدیث شریف ذیل میں درج ہے:

حدیث شریف

"عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔"

حوالہ:

(۱) "صحیح البخاری"، مؤلف: امام محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری، ناشر: دارطوق النجاۃ۔بیروت (لبنان)، جزء: ۱، صفحہ: ۸۰

(۲) "صحیح مسلم"، مؤلف: امام مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری (المتوفی: ۲۶۱ھ)، ناشر: دار احیاء التراث العربی۔ بیروت (لبنان)، جزء: ۱، صفحہ: ۱۰

(۳) "سنن أبی داؤد"، مؤلف: أمام ابو داؤد سلیمان بن الأشعث (المتوفی: ۲۷۵ھ)، ناشر: المکتبۃ العصریۃ، صیدا۔ بیروت، جزء: ۳، صفحہ: ۳۱۹

(۴) "سنن ابن ماجہ"، مؤلف: امام ابن ماجۃ أبو عبداللہ محمد بن یزید (المتوفی: ۲۷۳ھ)، ناشر: دار إحیاء الکتب العربیۃ (مصر)، جزء: ۱، صفحہ: ۱۳

(۵) "سنن الترمذی"، مؤلف: امام محمد بن عیسیٰ بن سَوْرۃ الترمذی، (المتوفی: ۲۷۹ھ)، ناشر: دار الغرب الإسلامی۔ بیروت، جزء: ۴، صفحہ: ۳۳۲

ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ: ''میری طرف جھوٹ منسوب کرنا، دوسروں کی طرف جھوٹ منسوب کرنے جیسا نہیں ہے، بلکہ جس نے میری جانب جان بوجھ کر جھوٹ کو منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے جھوٹے خواب گڑھنے میں دعوتِ اسلامی تحریک وہابی اور دیگر بدمذہبوں کے نقش قدم پر''

کوئی بھی باطل و بدمذہب فرقہ یا کوئی بھی گمراہ و سرکش تحریک و تنظیم وجود میں آتی ہے، تب وہ اپنے راست و دُرست ہونے کے ثبوت میں یا اپنی صداقت اور بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کے ثبوت میں ہمیشہ جھوٹے اور من گھڑت خوابوں کا سہارا لیتی ہے اور ان دروغ گوئی اور کذب بیانی پر مشتمل جھوٹے خوابوں کو بزرگانِ دین، بالخصوص اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوبِ اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب جھوٹی بات کو منسوب کرنا گناہِ عظیم ہے اور اس کی سزا عذاب نارِ جہنم ہے۔ اس ارتکابِ شنیعہ کی وعید اور تعزیر کے تعلق سے حدیث شریف کی پانچ ۵ معتبر، معتمد اور مستند کتب ✿ بخاری شریف ☆ مسلم شریف ✿ سنن ابی داؤد ✿ سنن ابن ماجہ اور ✿ سنن ترمذی کے حوالے سے مرقوم حدیث شریف قارئین کرام نے ابھی ابھی ملاحظہ فرمائی ہے۔

لیکن دنیا پرست، مالِ دنیا کی چاہ وطمع میں مستغرق، نام ونمود کے خواست گار،

ارزاں دستی شہرت کے طلب گار، سزاوار غضب جبّار، ناعاقبت اندیش و ناہنجار، بدسرشت، بدلحاظ، بدلگام، بدنہاد، بداسلوب اور بداصل لوگوں پر حدیث شریف میں مذکور شدید وسخت وعید کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ نے اپنی، اپنے ادارے، اپنی تحریک وتنظیم علاوہ ازیں اپنے اکابر اور اپنی بزرگی، فضیلت، رفعت، صداقت، راستی، حقانیت، دیانت داری وغیرہ ثابت کرنے کے لیے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب جھوٹے اور سراسر دروغ گوئی پر مشتمل خواب گھڑے اور شائع کیے اور اپنی عظمت ومتانت کا خوب ڈھنڈورا پیٹا۔ اسی طرح فرقۂ غیر مقلدین (اہلِ حدیث)، قادیانی، رافضی، شیعہ وغیرہ نے بھی یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام باطل فرقوں کے جھوٹے خوابوں پر سیر حاصل گفتگو کی جائے۔ لہٰذا ذیل میں بطور تمثیل فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ کے معدودے چند خواب گوش گزار کرتے ہیں:۔

⊙ خواب نمبر: ۱۔ دارالعلوم دیوبند کا حساب کتاب:۔

جب دارالعلوم دیوبند قائم کیا گیا، تب دارالعلوم کے قیام، تعمیر، تعلیم، اساتذہ و تلامذہ کے قیام وطعام اور دیگر انتظامی اُمور کے لیے بڑے ہی پُرتپاک طور پر چندے کی تحریک چلائی گئی اور قوم سے بھاری رقم بٹوری گئی۔ انتظامیہ کمیٹی مولوی قاسم نانوتوی کے خاص الخاص مریدین، معتقدین، ہم نوا، ہم مشرب اور ہم قدم ساتھی تھے۔ بڑے ہی جوش وخروش سے چندے کی رقم جمع کی گئی۔ لیکن آمدنی کے مقابل اخراجات کی قلت دکھی تھی لہٰذا عوام میں یہ قلق اور اضطراب پھیلا کہ مدرسہ کے لیے چندے کی رقم آتی ہے، اس میں گھپلا بازی ہوتی ہے۔ چند دنون میں اس بات کی تشہیر ہوگئی۔ لہٰذا ایک بڑا طبقہ مُقتضی ہوا کہ انتظامیہ کمیٹی والے عوام کو آمدنی واخراجات کا حساب دکھادیں تاکہ گھپلا

بازی اور غبن کا شک وشبہ کا ازالہ ہو جائے اور عوام میں جو غلط فہمی پھیلی ہے، وہ دور ہو جائے۔ لیکن انتظامیہ کمیٹی نے حساب دکھانے سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ کمیٹی والے عوام کو حساب دکھا سکیں ایسی حالت (Condition) میں نہ تھے۔ یہاں تک کہ کچھ ذی اقتدار لوگوں نے اس امر کی شکایت دار العلوم کے بانی مولوی قاسم نانوتوی سے بھی کی، لیکن کوئی داد وشنوائی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ خود نانوتوی صاحب کی دیانت داری بھی شک واشتباہ کے دائرے میں آگئی اور ان کی طرف بھی انگلیاں اُٹھنے لگیں۔ رفتہ رفتہ کھلی مخالفت و بغاوت کا ماحول کھڑا ہو گیا۔ اب کریں تو کیا کریں؟ حساب دکھا سکیں ایسی پوزیشن نہیں۔ حساب نہ دکھانے کی وجہ سے لوگوں کی زبانیں اب حرف شکایات ہونے لگیں اور بدنامی کی کالک ماتھے پر لگنے کی نوبت آ پہنچی۔ عزت وآبرو خطرے میں پڑ گئی۔ لہٰذا مولوی قاسم نانوتوی کے گروپ نے ترکش کے آخری تیر کے طور پر اپنے دفاع اور بچاؤ میں حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے ایک جھوٹے اور من گھڑت خواب کی تشکیل کر ڈالی۔

مولوی قاسم نانوتوی کے خادم دیوان محمد یٰسین دیوبندی کی ایک حکایت عنوان کے تحت لکھا ہے کہ۔۔۔

> ''والد صاحب نے فرمایا:۔ مجھ پر ایک حالت طاری ہوگئی اور میں نے بحالتِ ذکر دیکھا کہ مسجد کی چار دیواری تو موجود ہے مگر چھت اور گنبد کچھ نہیں بلکہ ایک عظیم الشان روشنی اور نور ہے، جو آسمان تک فضا میں پھیلا ہوا ہے۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اُتر رہا ہے اور اس پر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور خلفائے اربعہ

ہر چہار کدنوں پر موجود ہیں۔ وہ تخت اُترتے اُترتے بالکل میرے قریب آکر مسجد میں ٹھہر گیا اور آپ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم کو بلالو۔ وہ تشریف لے گئے اور مولانا کو لے کر آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ کا حساب لائیے۔ عرض کیا حضرت حاضر ہے اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی اور مسرت کی اُس وقت کوئی انتہا نہ تھی، بہت ہی خوش ہوئے۔"

حوالہ:۔"حکایاتِ اولیاء یعنی ارواحِ ثلاثہ"، از:۔مولوی اشرف علی تھانوی،
ناشر:۔زکریا بک ڈپو۔دیو بند (یو۔پی)، حکایت نمبر: ۴۰۴، صفحہ نمبر: ۳۸۲

واہ! کیا کہنا؟ یہ تو جنگل میں مورناچا۔کس نے دیکھا؟ والی مثل جیسا معاملہ ہو گیا۔ "میں جانوں۔تو جانے" والی خوابوں کی گٹھری کھول دی۔ جھوٹا خواب بھی باضابطہ تدبیر اور منصوبہ (Planning) سے اختراع کیا۔ حضورِ اقدس، عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالعلوم دیو بند کا حساب (Audit) یعنی جانچ پڑتال کے لیے تشریف لائے ہیں، اس کا علم نانوتوی صاحب کو پیشگی (Advance) میں معلوم تھا۔ اسی لیے تو بلاوا آتے ہی مدرسے کا حساب ساتھ لے کر آئے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استفسار پر فوراً بہی کھاتا (Account Book) پیش کر دیے اور پائی پائی کا حساب پیش کر دیا۔ جسے دیکھ کر اور جانچ پڑتال کرنے پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے۔ اور نانوتوی صاحب کو کلین چٹ (Clean Chit) مل گئی۔ اب

عوام کو حساب دکھانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ایک جھوٹے خواب نے مخالفت کا طوفان ختم کر دیا۔ (معاذ اللہ)

⊙ خواب نمبر: ۲۔ حضور اقدس نے اردو زبان علمائے دیوبند سے سیکھی

دار العلوم دیوبند قائم کرنے کے بعد دار العلوم دیوبند کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت، نیز اس کی اہمیت اور فضیلت بیان کر کے لوگوں کو دار العلوم کی طرف راغب، مائل اور متوجہ کر کے تگڑا چندہ وصول کرنے کے لیے جال بچھاتے ہوئے ایک بے ہودہ اور توہین رسول پر مشتمل جھوٹا خواب اختراع کیا گیا۔ یہ خواب ذیل میں پیش خدمت ہے:۔

> ''مدرسۂ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا، ہم کو یہ زبان آگئی۔''
>
> حوالہ:۔ ''البراهين القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعة''، مصنف: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مُصدّقہ:۔ مولوی رشید احمد گنگوہی، ناشر:۔ کتب خانہ امدادیہ۔ دیوبند (یو-پی)، صفحہ نمبر: ۲۶

کتاب براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے۔ ان دونوں کا شمار فرقۂ وہابیہ و دیوبندیہ کے صف اوّل کے اکابر میں ہوتا ہے۔ لیکن واہ رے جہالت کے پلندے! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

اردو سکھانے کے زعم و گمان کے نشے میں مخمور ان دونوں نے اردو ہی غلط لکھ ڈالی۔ خواب والی عبارت پھر ایک مرتبہ دیکھیں۔ اس میں بطور سوال یہ جملہ لکھا ہے کہ ''آپ کو اردو کلام کہاں سے آ گئی؟ یعنی اس جملے میں لفظ ''کلام'' کو مؤنث (Feminine) لکھ دیا۔ حالانکہ لفظ ''کلام'' مذکر (Male) ہے۔ یعنی جملہ اس طرح ہونا چاہیے کہ ''آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا؟'' اردو زبان کی اصطلاحات میں ''دہلی کی اصطلاح'' اور ''لکھنؤ کی اصطلاح'' زیادہ تر رائج، مشہور اور معتمد ہیں۔ لیکن دہلی اور لکھنؤ کی اردو میں صرف اتنا فرق ہے کہ بعض الفاظ جو دہلی کی اردو میں ''مذکر'' ہیں، وہ لکھنوی اردو میں ''مؤنث'' ہیں۔ اسی طرح دہلی کی اردو میں بعض الفاظ مؤنث ہیں، وہ لکھنؤ کی اردو میں مذکر ہیں۔

لیکن ۔۔۔ دہلی اور لکھنؤ دونوں مقام کی عام بول چال اور لغت میں لفظ ''کلام'' مذکر ہے۔ یعنی لفظ ''کلام'' کے مذکر ہونے میں دہلی اور لکھنؤ دونوں مقام کی اردو اصطلاح میں اتفاق ہے۔ لیکن جن کے علم و فضل و کمال کا ڈھنڈورا پیٹنے اور ڈگڈگی بجانے میں دورِ حاضر کے وہابی، دیوبندی عناصر کوئی کسر باقی نہیں رکھتے، وہ دیوبندی پیشوا ملا رشید احمد ٹُرداس گنگوہی اور مولوی انبیٹھوی کو اردو زبان کے لفظ ''کلام'' کے مذکر یا مؤنث ہونے کی بھی تمیز نہیں، وہ معاذ اللہ حضورِ اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان سکھانے کی شیخی اور ڈینگ مارنے کی بدتمیزی کر رہے ہیں۔ پہلے تم اپنی اردو زبان درست کرلو، بعد میں رسولِ کریم کو اردو زبان سکھانے کی گپ مارنا۔

☆ ضروری نکتہ:۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنی زبانیں جانتے تھے؟

حضور اقدس، عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان سکھانے والا مندرجہ بالا جھوٹا خواب شائع کر کے دیوبندیوں کی حالت ''سانپ کے منہ میں چھچھوندر''

جیسی ہوگئی ہے۔ کیونکہ جب اس جھوٹے خواب پر اعتراض و گرفت ہوتی ہے، تب وہ اس خواب کی بے تکی، بے اصل، بے اعتبار، بے میل اور نامناسب تاویل کر کے خود ہی اپنی پھبتی اُڑاتے ہیں۔ جب اُن گستاخوں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے اکابر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو سکھانے کی بات کہہ کر رسولِ اکرم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ تب وہ بدحواس ہو کر بوکھلاہٹ کے عالم میں مضحکہ خیز جواب دیتا ہے کہ جناب! اس میں گستاخی کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ **محمد صلعم**۔ معاذ اللہ۔ وہابی لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کے بعد پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کے بجائے اختصاراً ''صلعم'' لکھتے بھی ہیں اور بولتے بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پورا بولنے میں ان کی ناپاک زبانوں کو ببول کے کانٹے چبھتے ہیں۔

وہ دیوبندی کہتا ہے کہ دراصل بات یہ ہے کہ آپ ملکِ حجاز میں پیدا ہوئے تھے اور ملکِ حجاز میں صرف عربی زبان بولی جاتی ہے۔ وہاں اردو زبان جاننے والا کوئی نہیں۔ اردو زبان صرف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہی بولی جاتی ہے۔ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبھی بھی اردو گویائی ممالک میں تشریف نہیں لے گئے۔ اسی لیے تو خواب دیکھنے والے صالح مرد نے پوچھا کہ آپ تو عربی ہیں، یہ کلام کہاں سے آگئی؟ ایسے جھوٹے تاویل کنندہ، دروغ گو، مکّار اور جاہل کو دندان شکن جواب دینے کے لیے جواب حاضر خدمت ہے۔

قرآن مجید کی مقدس آیت "**وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا**"۔ (پارہ نمبر:۱، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۳۱)۔ ترجمہ:۔ **اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔**" (کنزالایمان) اس آیت کریمہ کی معتمد، معتبر اور مستند تفاسیر میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

الصلوٰۃ والسلام کے علم کے تعلق سے بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف ایک حوالہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر ذیل میں پیش خدمت ہے:۔

''آدم علیہ السلام کو سات لاکھ لغت سکھائی گئی۔۔۔ یہ اُن کا معجزہ تھا کہ قیامت تک ان کی اولاد جتنی لغات بولے گی، سب کو آدم علیہ السلام جانتے تھے اور بولتے تھے۔ مثلاً عربی، فارسی، رومی، سریانی، یونانی، عبرانی، زنجی وغیرہ۔''
حوالہ:۔ ''تفسیر روح البیان''، مفسر:۔ حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی آفندی، (اردو ترجمہ)۔ مترجم:۔ شیخ التفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی۔ ناشر:۔ رضوی کتاب گھر، دہلی۔ طبع دوم، سن طباعت: ۱۹۹۹ء، جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۲۱۴

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) زبانوں کا علم اس طرح عطا فرمایا گیا تھا کہ آپ ہر لغت میں ہر چیز کا نام، اُس کی ہیئت اور صفت بھی جانتے تھے۔ مثلاً پانی کو ہی لے لیجیے۔ تو حضرت آدم یہ بھی جانتے تھے کہ پانی کو:۔

❂ عربی زبان میں 'ماءٓ'، ❂ فارسی زبان میں ''آب'' ☆ انگریزی زبان میں واٹر (Water) ❂ اردو زبان میں ''پانی'' ❂ ہندی زبان میں ''جل'' ☆ ملیالم میں ''وِیلم'' (Velum) ❂ تمل زبان میں ''تنی'' (Tani) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سات لاکھ زبانوں میں سے ہر زبان میں پانی کو کیا کہا جاتا ہے، وہ بھی آپ کو معلوم تھا۔ علاوہ ازیں آپ کو سات لاکھ زبانوں کا اِملا یعنی رسم الخط (Örthography) بھی معلوم تھا۔ اتنے پر بس نہیں بلکہ ہر چیز کی ہیئت، رنگ، وصف، طریقۂ استعمال وغیرہ سب کچھ معلوم تھا۔

☆ قابلِ غور وفکر:۔ ''حضورِ اقدس کے علم کی وسعت''

جب حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی وُسعت کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء والمرسلین، حضورِ اقدس، عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت تو حصر اور شمار سے وراہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے قرآن شریف میں ارشاد ہے: "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا"۔ یعنی ''اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔'' لیکن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" (قرآن شریف، پارہ نمبر:۵، سورۃ النسآء، آیت نمبر: ۱۱۳) ترجمہ:۔ ''اور تمہیں سکھا دیا، جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔'' (کنز الایمان) قرآن مجید کی ایک معتبر تفسیر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔

> ''خیال رہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اس قدر وسعت کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے دریا کا قطرہ ہے، کیونکہ اُن کا (حضرت آدم کا) علم ہر اُس چیز کو گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں تک الفاظ اور ناموں کی رسائی ہے۔ لیکن میرے شہنشاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ان چیزوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں کسی کا خیال بھی نہیں پہنچتا۔''
>
> حوالہ:۔ ''اشرف التفاسیر'' (۱۳۶۳ھ) المعروف ''تفسیر نعیمی'' مُفسِّر:۔ حکیم الامت، اُستاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی۔ التوفی: ۱۳۹۱ھ، ناشر:۔ رضوی کتاب گھر۔ دہلی، سن اشاعت: ۲۰۱۲ء، جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر: ۲۳۸

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کے تعلق سے مزید گفتگو نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا و فضلِ خاص سے جنہیں

علوم اولین وآخرین سے سرفراز فرمایا تھا، وہ ذات ستودہ صفات وہابی دیوبندی فرقہ کے اکابر کے عقیدہ کے مطابق معاذ اللہ اردو زبان نہیں جانتے تھے اور آپ کو اردو میں کلام کرنا علماءِ دیوبند نے سکھایا۔ (معاذ اللہ)

⊙ خواب نمبر: ۳:۔ حضور اقدس نے حاجی امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکایا۔"

☆ مولوی قاسم نانوتوی۔ بانی دار العلوم دیوبند ☆ مولوی رشید احمد گنگوہی اور ☆ وہابیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی - یہ تینوں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید تھے۔ نام نہاد توحید کے متوالے اپنے پیر و مرشد کی اندھی عقیدت کے دلدل میں غرق تھے۔ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی عقیدت و محبت میں کیے جانے والے جن جائز اور مستحسن کاموں پر اِن تینوں نے کفر، شرک، حرام، ناجائز اور بدعت کے فتوے تھوپے تھے، ان تمام کاموں کو اپنے پیر کی عقیدت و محبت میں روا رکھتے تھے بلکہ کرتے بھی تھے۔

امام عشق و محبت سرکار امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے لقب "اعلیٰ حضرت" کے خلاف اعتراضات و اِتہامات کا واویلا مچانے والے دیوبندی اکابر علماء اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کو ہمیشہ "اعلیٰ حضرت" کہتے اور لکھتے تھے۔ دیوبندی مکتبۂ فکر کی متعدد کتب میں حاجی امداد اللہ تھانوی مہاجر مکی کو "اعلیٰ حضرت" کے لقب سے ملقب کیا ہوا موجود ہے۔ کتاب تذکرۃ الرشید، تذکرۃ الخلیل وغیرہ میں نشان لگا کر اس کی فہرست راقم الحروف نے بنائی ہے۔ جو تقریباً ایک ہزار کے قریب ہے۔ دیوبندیوں کے انہیں اعلیٰ حضرت کی شانِ عظمت و رفعت کا مظاہرہ کرنے کے لیے گھڑا گیا ایک خواب ذیل میں مرقوم ہے:۔

"اعلیٰ حضرت کی بھاوج کا حُسنِ اعتقاد اور مخلصانہ برتاؤ تھا کہ مہمانوں کا کھانا خود پکاتی تھیں اور کسی مہمان کے بے وقت آنے سے بھی کبھی تنگ دل نہ ہوتی تھیں۔ ایک دن اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جنابِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ "اُٹھ! تُو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں۔ اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"

حوالہ:۔ "تذکرۃ الرشید"۔ مصنف:۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔ ناشر:۔ دار الکتاب، دیوبند (یو-پی)، سن اشاعت ۲۰۰۲ء، جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر:۷۵

الحاصل! دیوبندیوں نے جھوٹے اور خود ساختہ خوابوں کے ذریعے مدرسہ کے چندہ (Fund) میں کی گئی گھپلا بازی اور غبن کی صفائی کے لیے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محاسب یعنی حساب بین (Auditor) بنایا۔ دوسرے خواب میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُردو زبان سیکھنے کا سبب علمائے دیوبند کے ساتھ تعلق بتایا اور تیسرے خواب میں اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ تھانہ تھانوی مہاجر مکی کی عظمت کا پرچم لہرانے کی فاسد غرض سے معاذ اللہ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجی امداد اللہ کا باورچی (Cook) بتا کر بارگاہِ رسالت مآب میں گھنونی توہین اور مذموم گستاخی کی ہے۔ ان عقل کے اندھے اور بد بخت بے وقوفوں میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ ہم اپنی اور اپنے پیر کی اور اپنے ادارے کی فضیلت، مقبولیت اور عظمت کا سکّہ جمانے کے لیے جن جھوٹے خوابوں کا سہارا لے رہے ہیں، ان خوابوں سے حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی شان میں سخت توہین، بے ادبی اور گستاخی ہو رہی ہے۔

ان شقاوتِ قلبی اور سنگ دلی کی بدبختی سے لیس ظالم اور جفاکش عناصر کا تو یہ عالم ہے کہ چاہے بارگاہِ رسالت میں توہین و گستاخی ہو، مگر اپنا مقصدِ مفاد تو حل ہو گیا۔ جن باطل فرقوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں سخت اور گھنونے توہین آمیز سڑے ہوئے اور بدبُودار الفاظ اور جملے لکھے ہوں، ان کے لیے مندرجہ بالا خوابوں کے ذریعے کی گئی گستاخی کوئی بڑی بات نہیں۔

یہی حال عطار مکّار کی باطل تحریک، دعوتِ اسلامی کا ہے۔ اب ہم دعوتِ اسلامی کی ''خوابوں کی بارات'' دیکھیں۔

''جھوٹے خواب بیان کرنے میں مکّار عطاری وہابیوں سے دو نہیں بلکہ چار قدم آگے اور تیز رفتار'' الیاس عطار کا محکمۂ رویائے کاذب یعنی Department Of Lie Dream Exposition

ابھی آپ نے فرقۂ باطلہ میں سے صرف وہابی دیوبندی فرقہ کے حضورِ اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردہ جھوٹے اور من گھڑت خوابوں کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ وہابی دیوبندی فرقہ کی طرح اہلِ حدیث (غیر مقلد)، قادیانی، شیعہ، خارجی وغیرہ فرقوں نے بھی اپنی راستی، درستی، حقانیت، صداقت اور فضیلت کے لیے جھوٹے اور اختراعی خوابوں کی بھرمار کر دی ہے۔ لیکن ان تمام سے مولوی الیاس کتیانوی کی باطل تحریک دعوتِ اسلامی سبقت اور فوقیت لے گئی ہے۔ وہابیوں نے تو مختلف کتب میں مختلف عنوانات کے تحت اِکّا دُکّا خواب لکھ مارا ہے لیکن

دعوتِ اسلامی نے تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب جھوٹے خوابوں کی ''سرکار کا پیغام، عطار کے نام'' سے مستقل ایک کتاب شائع کردی ہے۔ علاوہ ازیں دعوتِ اسلامی کے ہر ارتکاب کے صحیح و راست ہونے، علاوہ ازیں دعوتِ اسلامی کے خود ساختہ امیر مولوی الیاس عطار مکّار کی فضیلت، شانِ ولایت، عظمت و رفعت، بارگاہِ رسالت میں ان کی رسائی اور دیگر بے تکے افعال و مذموم ارتکابات کی تصدیق، توثیق و حمایت میں مختلف کتب میں ایسے ایسے خواب گھڑے اور اختراع کیے ہیں کہ جن کو پڑھ کر یہ کہنا پڑے گا کہ جھوٹے خواب گھڑنے میں عطاری تو وہابیوں کے بھی باپ نکلے۔ اردو زبان کی مشہور مثل ''بڑے میاں سو بڑے میاں۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ'' کے مصداق بنتے ہوئے وہابی دیوبندی تو بدمعاش تھے ہی، عطاری ان سے بڑھ کر نکلے۔

دعوتِ اسلامی کے قیام کے قلیل عرصے میں دعوتِ اسلامی کو عجول و حیرت انگیز کامیابی اور عروج و فروغ و سربلندی حاصل کرنے کے لیے منظم طور پر گاہے بگاہے جھوٹے خواب بیان کرنے کے لیے ایک محکمہ (Department) قائم کیا گیا اور اس محکمہ کے شاطر دماغ اور عیار فطرت اراکین نے دعوتِ اسلامی کے ہر پہلو اور عنوان و ارتکاب کے ضمن میں جھوٹے اور من گھڑت خوابوں کی مہم چلائی۔ مثلاً:۔

- دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں شرکت کی فضیلت اور مغفرت کا وثوق وعدہ۔
- مولوی الیاس عطار کی کتاب ''فیضانِ سنت'' کی اہمیت، افادیت، معتمد، مستند، معتبر، افاضاتِ عامّہ اور بارگاہِ رسالت میں مقبولیت۔
- ٹی-وی کی مخالفت میں جب عطار سرگرم تھے، تب ٹی-وی سیٹ کو توڑنے اور گھر سے نکال پھینکنے پر حضورِ اقدس کی بشارت اور خوشنودی پر مشتمل دیدارِ سرکار مدینہ۔

- مولوی الیاس عطار کے کمالات، کرامات، فضائل، ولایت، مجددیت، بارگاہِ خداوندی سے جس کو سلام آئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جسے بار بار سلام بھجوائیں۔ روئے زمین کے تمام اولیاء سے افضل وغیرہ۔

کتاب فیضانِ سنّت کے تعلق سے خواب:۔

مولوی الیاس عطار مکّار کی کتاب ''فیضانِ سنت'' کو سستی اور آسان شہرت ملے، اسی فاسد غرض سے دعوتِ اسلامی کے محکمۂ جھوٹے خواب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے جھوٹے خواب کی تشکیل دیے ہیں۔

☆پہلا خواب:۔ **فیضانِ سنت میری اُمت کے لیے تحفہ ہے۔**

ایک بزرگ کا بیان ہے، خدا عزوجل کی قسم! میں نے یہ ایمان افروز خواب دیکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے سے اپنے دستِ مبارک میں ایک کتاب لیے تشریف لا رہے ہیں۔ دائیں طرف حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور بائیں طرف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ کونسی کتاب ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب دکھاتے ہوئے فرمایا: یہ ''فیضانِ سنت'' ہے اور یہ محمد الیاس قادری کی طرف سے میری اُمت کے لیے تحفہ ہے۔

الحمدللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جو کتاب تھی اُس پر ''فیضانِ سنت'' لکھا ہوا صاف پڑھا جا رہا تھا۔

☆ دوسرا خواب :۔ فیضانِ سنت کتاب دیکھ کر حضور اقدس بہت خوش ہوئے:

ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میز سے ایک ضخیم کتاب اُٹھائی اور اُس کی ورق گردانی شُروع کی اور اُس کا باب فیضانِ درود و سلام نکالا اور اُسے دیکھ کر چہرۂ انور خوشی سے جگمگانے لگا۔ پھر وہ کتاب واپس رکھ دی۔ جب آپ تشریف لے گئے تو میں نے میز سے کتاب کو اُٹھا کر دیکھا تو اُس پر ''فیضانِ سنت'' لکھا تھا۔

☆ دونوں خواب کا حوالہ :۔ کتاب ''فیضانِ سنت''۔ از:۔ مولوی الیاس عطار، ناشر:۔ مکتبۃ المدینہ۔ کراچی۔ صفحہ نمبر: ۳

دونوں خوابوں کا بنظرِ عمیق مطالعہ فرمائیں۔ دونوں خوابوں میں راوی اور خواب دیکھنے والے کا نام و پتہ ندارد بلکہ ''ایک بزرگ کا بیان ہے'' اور ''ایک اور صاحب کا بیان ہے'' لکھ کر کذب اور دروغ گوئی پر مشتمل گپ ماری گئی ہے بلکہ کھلم کھلا ڈینگ ہانکی گئی ہے۔ پہلے ہم خوابوں کی نوعیت دیکھیں۔

☆ پہلے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ میں ایک کتاب لیے سامنے سے تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ حضور سیدنا سرکار غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ فیضانِ سنت ہے اور یہ محمد الیاس قادری کی طرف سے میری اُمت کے لیے تحفہ ہے۔''

☆ خواب نمبر: ۲ میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میز سے کتاب ''فیضانِ سنت'' اُٹھا کر پڑھی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

دونوں خوابوں کے ذریعے دعوتِ اسلامی کے امیر اور جاہل پیر مُلّا الیاس عطار کی کتاب ''فیضانِ سنت'' کی اہمیت وعظمت ورفعت اور شان وشوکت بتائی جارہی ہے اور در پردہ مولوی الیاس عطار کی علمی جلالت اور بلندیٔ مراتب کی بین (بانسری/Flute) بجا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جب کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے پڑھ کر خوش ہوں اور یہ فرمائیں کہ یہ کتاب مولوی الیاس عطار کی طرف سے میری اُمت کے لیے تحفہ ہے، تو اس کتاب کے مصنف کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کا عالم کیا ہوگا؟ علاوہ ازیں فیضانِ سنت کتاب کو ملّت اسلامیہ کے لوگ بارگاہِ رسالت میں مقبول کتاب سمجھ کر ضرور بالضرور خریدیں گے، تو اس کا فائدہ اور ثمرہ یہ ہوگا کہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں اس کتاب کی کاپیاں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوجائیں گی اور دعوتِ اسلامی تحریک کی عالمگیر پیمانے پر تشہیر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا منافع (Profits) کروڑوں میں حاصل ہوگا۔ تشہیر کے لیے سیاسی نقطۂ نظر (View Point) اور منافع کے لیے تجارتی (Commercial) نقطۂ نظر دونوں ایک ساتھ حاصل یعنی ایک تیر سے دو شکار کا فائدہ ہوگا۔

▣ کتاب فیضانِ سنت کے تعلق سے اختصاراً:۔

کتاب ''فیضانِ سنت'' کو مولوی الیاس عطار کا عظیم شاہکار بلکہ تجدیدی کارنامہ کی حیثیت سے قوم مسلم کے سامنے پیش کر کے کتاب اور مصنف کی تعریف وتوصیف اور مدح وستائش میں ہر عطاری ہرا طوطا ہمہ وقت رطب اللسان رہتا ہے اور اسے دنیا و

آخرت کی فلاح، نجات، بہبود اور کامیابی کا آئین سمجھتا ہے۔ یہ کتاب ''فیضانِ سنت'' عوامی سطح کی صرف اور صرف عملیات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس کتاب کا اگر تنقیدی جائزہ لیا جائے تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن طرزِ اختصار اپناتے ہوئے کچھ اہم نکات کی طرف قارئین کرام کی توجہات مُلتفت کی جاتی ہے۔

▣ کتاب الایمان اور باب العقائد ہی غائب:۔

۱۳۲۶ صفحات کی ضخیم کتاب ''فیضانِ سنت'' کی ابتدا ہی دو ۲ جھوٹے اور من گھڑت خوابوں سے کی گئی ہے، جو صفحہ نمبر: ۳ پر درج ہیں۔ صفحہ نمبر: ۴ تا ۳۱ پر مولوی الیاس عطار کی سوانح کے تعلق سے ان کی تعریف وتوصیف میں خطبہ پڑھا گیا ہے اور اس کے لیے بھی جھوٹے خوابوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ پھر بسم اللہ شریف کی فضیلت سے تمام اعمالِ حسنہ کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ ہمارے اسلاف کرام اور ائمۂ متقدمین، نیز قرآنِ مجید کے مفسرین، احادیث کریمہ کے شارحین اور علم فقہ کے ناشرین کا ہمیشہ سے یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنی کتاب کی ابتدا ہمیشہ کتاب الایمان اور باب العقائد سے ہی کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ اہلِ سنت کا سچا عقیدہ اور باطل فرقوں کے عقائدِ باطلہ کی تردیدی وضاحت، ان تمام لازمی اُمور سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے پوری کتاب فضائل پر ہی مشتمل ہے۔ فضائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلامی اور مولوی الیاس کی عظمت ورفعت وفضیلت بڑے ضابطے اور اہتمام کے ساتھ جھوٹے خوابوں کی ظلمت وضلالت کے ساتھ بیان کرنا نہیں چوکے۔

جب یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ دعوتِ اسلامی مسلکِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک ہے، تو دعوتِ اسلامی کی اساسی وبنیادی کتاب میں مسلکِ

اعلیٰ حضرت کی کوئی بات نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی ظاہری حیات کی آخری سانس تک ملتِ اسلامیہ کے ایمان وعقائد کے تحفظ کے لیے خون پانی ایک کردیا اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کو لٹنے سے بچایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف جلیلہ کا ماحصل یہ ہے کہ تمام فرائض سے اہم، لازمی اور نہایت ضروری فرض ایمان کی حفاظت ہے اور ایمان کی جان محبت رسول ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ"

اور محبت رسول کا لابدی اور قطعی تقاضا یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے گستاخوں سے قلبی نفرت اور بغض وعداوت رکھنا۔ صرف محبتِ رسول کے گیت وترانے گانا اور زبان سے عشق رسول کا دعویٰ کرنا اور ساتھ میں بدعقیدہ گستاخوں کے ساتھ نرم روی، میل ملاپ کرنا، ان کا رَد نہ کرنا بلکہ باطل فرقوں کے رَد سے روکنا، یہ کسی ایمان والے کی صفت، خصلت، خاصیت اور نشانی نہیں بلکہ منافق کی علامت ہے۔ عاشقِ رسول مومنین کو تو امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشد تاکید کے ساتھ یہی سکھایا ہے کہ بدمذہبوں کا رَد کرنا فرضِ اعظم ہے۔ اس پُرفتن دور میں جب کہ ایمان کے لٹیرے نئے نئے رنگ وروپ میں آتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دہی کی مذموم سازشیں کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کے متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور ان کا ایمان دن دہاڑے لوٹ لیتے ہیں۔ ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا ایمان وعقیدہ پختہ کرنا اور باطل وبدعقیدہ فرقوں کے عقائد باطلہ، رذیلہ، مذمومہ سے اپنے دینی بھائیوں کو آگاہ وخبردار کرنا اور ان سے دوری اور نفور کی تعلیم وتاکید اکد کرنا یہی کارِ مستحسن اعلیٰ حضرت نے زندگی بھر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی کوئی بات نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی ظاہری حیات کی آخری سانس تک ملّتِ اسلامیہ کے ایمان وعقائد کے تحفظ کے لیے خون پانی ایک کردیا اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کو لٹنے سے بچایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی ایک ہزار سے زائد تصانیف جلیلہ کا ماحصل یہ ہے کہ تمام فرائض سے اہم، لازمی اور نہایت ضروری فرض ایمان کی حفاظت ہے اور ایمان کی جان محبت رسول ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت

"قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ"

اور محبت رسول کا لابدی اور قطعی تقاضا یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے گستاخوں سے قلبی نفرت اور بغض وعداوت رکھنا۔ صرف محبتِ رسول کے گیت وترانے گانا اور زبان سے عشق رسول کا دعویٰ کرنا اور ساتھ میں بدعقیدہ گستاخوں کے ساتھ نرم روی، میل ملاپ کرنا، ان کا رَد نہ کرنا بلکہ باطل فرقوں کے رَد سے روکنا، یہ کسی ایمان والے کی صفت، خصلت، خاصیت اور نشانی نہیں بلکہ منافق کی علامت ہے۔ عاشقِ رسول مومنین کو تو امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشد تاکید کے ساتھ یہی سکھایا ہے کہ بدمذہبوں کا رَد کرنا فرضِ اعظم ہے۔ اس پُرفتن دور میں جب کہ ایمان کے لٹیرے نئے نئے رنگ وروپ میں آتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دہی کی مذموم سازشیں کرکے بھولے بھالے مسلمانوں کے متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور ان کا ایمان دن دہاڑے لوٹ لیتے ہیں۔ ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا ایمان وعقیدہ پختہ کرنا اور باطل وبدعقیدہ فرقوں کے عقائد باطلہ، رذیلہ، مذمومہ سے اپنے دینی بھائیوں کو آگاہ وخبردار کرنا اور ان سے دوری اور نفور کی تعلیم وتاکید اکد کرنا یہی کارِ مستحسن اعلیٰ حضرت نے زندگی بھر کیا ہے۔

صرف نعت کے وقت جھومنا، ناچنا، اُچھلنا، کُودنا وغیرہ ڈھول ڈھمکّا کا سوانگ رچا کر ناٹک کرنا، یہ کسی مومن کی شان نہیں۔ فیضانِ سنت کتاب میں ایمان وعقیدے کی بنیاد اور عقیدہ وایمان کی پختگی اور بارگاہِ رسالت کے گستاخوں اور شانِ انبیاء واولیاء میں گھنونی توہین کرنے والوں سے انقطاعِ تعلق کر کے عشق رسول کے جذبۂ صادق سے سرشار ہوکر تَصَلُّبْ فِی الدِّیْن اور اَلْحُبُّ لِلّٰہ والبغض لِلّٰہ کے طرزِ عمل پر پختگی کے ساتھ گامزن رہنا سکھانا ہر مصلح قوم کے لیے اشد لازمی ہے۔ لیکن اِن تمام ضروری اُمور کو بالائے طاق رکھ کر صرف فضیلت اور برکت کی ہی تعلیم دینا قوم کو گمراہی کے دلدل میں غرق کرنے کے مترادف ہے۔

کتاب ''فیضانِ سنت'' میں فضیلت، فضیلت اور فضیلت کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب اور مغفرت کی بشارت کی اتنی بھرمار ہے کہ گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولوی الیاس عطارؔ نے نیکیوں کے خزانوں کے وسیع ذخائر کھول رکھے ہیں۔ سیدھے سادے اور بھولے بھالے، اَن پڑھ اور جاہل، بے شعور اور بے عقل، نادان اور احمق عوام المسلمین عطارؔ اور عطاریوں کے جھانسے اور فریب کے جال میں پھنس کر ثواب کی کثرت اور آخرت کی نجات کی آس واُمید میں مست ومدہوش ہوکر عطارؔ نام کے بہروپیہ کی اندھی عقیدت کی پٹی اپنی آنکھوں پر باندھ لیتے ہیں۔

▣ جاہلانہ اور گستاخانہ طرزِ تحریر سے توہین آمیز مثال:۔

ماہِ رمضان المبارک کے تیس ۳۰/روزے رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے اور ہر عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم پر روزے رکھنا فرض ہے۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں ماہِ رمضان کے روزے شعائر اسلام سے ہیں۔

ماہِ رمضان کے روزے کی فرضیت کا انکار کرنے والا یا صیام رمضان کی تحقیر و تذلیل و تمسخر کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ بارہا کے تجربے سے ایسا دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ صرف نام کے مسلمان اور غنڈے موالی قسم کے اوباش، لچے، لفنگے افراد خود تو روزہ نہیں رکھتے، البتہ روزہ رکھنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہوئے، ٹھٹھا کرتے ہوئے یہاں تک بکواس کرتے ہیں کہ روزہ رکھنے والے اشیائے خورد و نوش فراہم ہونے کے باوجود دن بھر بھوکے مرتے ہیں۔

رمضان کا روزہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے ہی رکھا جاتا ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ”آدمی کے ہر نیک کام کا بدلا دس ۱۰ سے سات سو ۷۰۰ تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو ۲ خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت، اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“ روزہ دار کے لیے اجر و ثواب کی احادیثِ کثیرہ منقول ہیں۔ المختصر! روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم و ستم نہیں بلکہ بندہ صرف اور صرف اپنے رحمٰن و رحیم، رب تبارک وتعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خوشی خوشی اور کسی قسم کے اکراہ و دباؤ کے بغیر اپنی نفسانی خواہشات اور کھانے پینے پر روک لگاتا ہے۔ جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت عظیم پیمانے پر عطا فرمائے گا۔ روزہ دار کے مسلسل ایک مہینہ کے مجاہدہ پر ماہِ رمضان کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے عید سعید کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے۔ اس دن ماہِ صیام میں روزہ و

نماز وتلاوتِ قرآن اور دیگر عبادات و اذکار کی مقبولیت کی دعا اور اُمید کے ساتھ عید کی خوشی مناتا ہے۔ اور آپس میں اپنے مسلمان بھائیوں سے "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ" یعنی "اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے عمل قبول فرمائے" کی دعا دیتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔

اس مبارک و مستحسن فعل کا دعوتِ اسلامی کا جاہل امیر کیسے جاہلانہ اور گستاخانہ انداز میں اور توہین آمیز طرز تحریر میں بیان کرتا ہے، وہ ملاحظہ ہو:۔

ہم عید کیوں منائیں؟ دیکھئے نا! جب کوئی ملک کسی ظالم حکومت کے چُنگل سے آزادی پاتا ہے، تو ہر سال اُسی ماہ کی اُسی تاریخ کو اس کی یادگار کے طور پر جشن منایا جاتا ہے۔"
حوالہ:۔ کتاب "فیضانِ سنت" مصنف:۔ امیر دعوتِ اسلامی مولوی الیاس عطار کتیانوی، ناشر:۔ مکتبۃ المدینہ، کراچی (پاکستان) صفحہ نمبر: ۱۲۸۳

جاہل الیاس مکّار کا سراسر جہالت اور گستاخی پر مبنی کیسا چھچھورا، گھنونا اندازِ تحریر ہے، وہ دیکھیں۔ رمضان کے تیس ۳۰ دن کے صیام کی پابندی کے بعد منائی جانے والی عید کو یہ ظالم مکّار "ظالم حکومت کے چُنگل سے آزادی" کہتا ہے۔ اردو کی متعدد لغات (Dictionary) میں لفظ "چُنگل" یعنی آدمی یا جانور کا پنجہ اور مٹھی کے معنی میں آتا ہے۔ ایسی توہین آمیز مثال رمضان کے روزوں اور عید کے لیے جاہل عطار دے رہا ہے اور اپنی جہالت، نابلدی، ناحق شناسی، ناشعوری، ناشائستگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

مولوی الیاس عطار کی مندرجہ بالا عبارت پر علمائے اہلِ سنت بھڑک اُٹھے اور نہایت تلملاہٹ میں مبتلا ہو گئے۔ جماعت اہلِ سنت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے محافظ و

پاسدار مفتیانِ عظام نے اس عبارت کو کفری اور الحادی قرار دیا۔ ہماری جماعت کے دو ۲ ذی شان وذی وقار و ذی استعداد و ذی صلاحیت مفتی صاحبان ❁ مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی مراد آبادی اور ❁ مفتی شمشاد حسین صاحب رضوی۔ بدایوں نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس عبارت پر ''کفر کا حکم'' ثابت و صادر فرمایا ہے۔ ان دونوں مفتیانِ کرام کے حق و صداقت پر مشتمل فتاویٰ کی نقلیں کثیر تعداد میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔

حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بھولے بھالے اور سیدھے سادے، اَن پڑھ اور بے علم عوام اہلِ سنت کو مولوی الیاس عطار کی کتاب فیضانِ سنت کی طرف راغب اور مائل کر کے اور ان کے دلوں میں اس کتاب کی اہمیت، افادیت، فضیلت ثابت کر کے اس کی زیادہ سے زیادہ نقلیں فروخت ہوں اور تگڑی آمدنی کے ساتھ ملّا الیاس عطار مکّار کی افضلیت عام ہو، اس غرضِ فاسد سے یہ شور مچایا جا رہا ہے کہ ''یہ کتاب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اُمت کے لیے تحفہ ہے۔'' (معاذ اللہ رب العالمین)

جس کتاب سے عظیم المرتبت علماء و مفتیانِ اہلِ سنت کفر ثابت کریں، ایسی کفری عبارت والی کتاب کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اُمت کے لیے تحفہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن عطاری مکّاروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے جھوٹا خواب چھاپ دیا۔

مُلّا الیاس عطار مکّار کی نام نہاد دعوتِ اسلامی پارٹی کے محکمۂ رویائے کاذب (Department of Lie Dream) نے باضابطہ جھوٹے خواب اختراع کرنے میں وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، شیعوں، اہلِ حدیث، منہاجیوں وغیرہ تمام باطل

فرقوں اور تحریکوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ سب سے سبقت لے گئے۔ عطاریوں کو جھوٹے خواب گھڑنے میں ایک خاص ملکہ (Efficiency) اور لیاقت، مہارت (Intellect)، استعداد و اُستادی حاصل ہے۔ عطاری مبلغوں کو جھوٹے خواب بیان کرنے کے لیے تگڑا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

''تاجدارِ اہلِ سنّت، حضور مفتی اعظم ہند کی خواب میں زیارت کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ سے استفسار''

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت و نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الھند، مقتدائے اہلِ سنت، تاج الشریعہ، حضور قبلہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ راقم الحروف کے بڑے گہرے تعلقات و مراسم تھے۔ آپ مجھ غلام سے بے تکلفانہ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت کو خوش مزاجی میں دیکھ کر میں نے حضرت سے ایک راز کی بات پوچھنے کی جرأت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! آپ حضور مفتی اعظم ہند کے سب سے زیادہ چہیتے نواسے اور خلیفہ ہیں بلکہ حضور مفتی اعظم ہند کے جانشین ہونے کا مرتبہ و منصب بھی صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔ ذرا یہ تو بتائیے! کہ آپ کو خواب میں حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت کب ہوتی ہے؟ میرے اس سوال کا جواب دینے کے بجائے حضور تاج الشریعہ اپنی آنکھیں نیچی کر کے کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ چند لمحات کے وقفہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''نہیں بتاؤں گا۔'' میں نے عرض کیا کہ حضور! کیوں نہیں بتائیں گے؟ کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''ھمدانی! پہلے تم بتاؤ کہ تمہیں کب خواب میں حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت ہوتی ہے؟

میں نے کہا: حضور! میں نے آپ سے جو سوال عرض کیا ہے، وہی سوال آپ مجھ سے کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمایا: تم بھی حضور مفتی اعظم ہند سے بہت قریب تھے اور قریب ہو۔ لہٰذا پہلے تم بتاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! سوال کنندہ میں ہوں۔ لہٰذا پہلے آپ ہی فرمائیں لیکن حضرت نے غلام کی گزارش کو شرفِ قبولیت سے نہیں نوازا۔ تھوڑی دیر، آپ فرمائیں اور تم بتاؤ کی عرض وارشاد کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر میں نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت! میرا حال تو یہ ہے کہ سال بھر میں مشکل سے تین۔ چار مرتبہ خواب میں حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ میرا جواب سماعت فرما کر حضرت نے فرمایا: ہمدانی! میری بھی یہی حالت ہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جو تاج الشریعہ و جانشین مفتی اعظم ہند کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو، جو حضور مفتی اعظم ہند کا لاڈلا، پیارا ہو، آنکھ کا تارہ ہو، دل کا قرار ہو، ان کا فرمانا یہ ہے کہ خواب میں حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت سال میں صرف تین۔ چار مرتبہ ہوتی ہے لیکن الیاس عطار ومکّار کا عطاری جسے دعوتِ اسلامی میں شمولیت (Join) کیے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا، جسے صحیح طریقے سے نماز پڑھنے کی تمیز بھی نہیں بلکہ ٹھیک سے استنجا لینے کی بھی شناخت نہیں، وہ نرا جاہل، اَن پڑھ، گنوار خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کا دیدار کر لیتا ہے۔

کچھ جرائم پیشہ (Criminal) افراد کو دعوتِ اسلامی کے محکمۂ رویائے کاذب (Department of Lie Dream) نے اپنے مبلغ کی حیثیت سے پال رکھا ہے۔ جو گاہے بگاہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے جھوٹے خواب بیان کرتے رہتے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جس عطاری کو خواب آتا ہے، وہ ایک

ہی نوعیت (Species) کے ہوتے ہیں۔ یعنی ہر خواب بیان کرنے والا یہ کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الیاس عطار کو سلام کہا ہے، عطار کے مرید ہو جاؤ، عطار کا دامن تھام لو، دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں شریک ہونے والے کی مغفرت ہوگی۔ الیاس عطار مجھے بہت پیارا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المختصر! الیاس عطار کی فضیلت، ولایت، اہمیت، مقبولیت، شانِ رفعت وغیرہ کا اظہار کرنے والے ایک ہی قسم، طرح، نوعیت، خصوصیت کے ہی خواب عطاریوں کو آتے ہیں۔

اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار اور زیارت کے خواب کسی بھی عطاری طوطے کو آتے ہی نہیں، پھر بھی وہ خواب بیان کرتا ہے۔ کیونکہ اسے خواب کیا بیان کرنا، وہ پہلے سے سکھا دیا جاتا ہے اور جھوٹے خواب کے معاوضہ کے طور پر بڑی رقم پیشگی (Advance) دے دی جاتی ہے۔ اسی لیے تو کسی بھی خواب دیکھنے والے کرائے کے ٹٹو عطاری کا نام نہیں شائع کیا جاتا۔ بلکہ ہر خواب کے شروع میں صرف اتنا لکھ دیا جاتا ہے کہ ✿ ایک اسلامی بھائی نے بیان کیا ✿ ایک اسلامی بہن کا حلفیہ (Oath) بیان ہے ✿ بیرونِ ملک میں مقیم ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے ☆ ایک یمنی بزرگ کا بیان ہے ✿ ایک نقشبندی بزرگ کا بیان ہے ✿ ایک طالب علم کا بیان ہے ✿ ایک سیّد بھائی کا بیان ہے ✿ ایک نابینا حافظ صاحب کا بیان ہے ✿ سندھ کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے ✿ لاہور کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے ✿ حیدرآباد کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو--- "سرکار کا پیغام عطار کے نام" ناشر:۔ مکتبۃ المدینہ۔ محمد علی روڈ۔ بمبئی، صفحہ نمبر: ۲۶ تا صفحہ نمبر: ۴۶ پر مذکور متفرق خواب)

خواب دیکھنے والے کا نام نہ چھاپنے میں الیاس عطار کی ایک گندی پالیسی یہ ہے کہ اگر خواب بیان کرنے والے کا صحیح نام، پتہ، مقام وغیرہ اگر چھاپ دیا جائے، تو اس کو مقامی لوگ تو پہچان جائیں گے کہ یہ تو ہمارے یہاں کا ایک نمبر کا جھوٹا اور دروغ گو شخص ہے۔ علاوہ ازیں شاید ہی کوئی مذموم وقبیح عیب ایسا نہ ہوگا، جو اس خواب کے راوی میں موجود نہ ہو۔ کیا ایسا اوباش اور لوفر قسم کا شخص اتنا مقدس خواب دیکھ سکتا ہے؟ ہوسکتا ہے کچھ تحقیقات کرنے والے حضرات برائے تفتیش اس کے پاس پہنچ جائیں اور خواب کے جھوٹے اور بناوٹی ہونے کی ہماری پول کھل جائے۔ جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ''لانڈھی قبرستان'' کے تعلق سے جھوٹا خواب بیان کرنے والے کی حقیقت آشکار ہوگئی اور پول کھل گئی۔ مذکورہ بالا خواب ذیل میں مندرج ہے۔

''لانڈھی کے قبرستان میں قائم شدہ اجتماع میں شرکت کرنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کردی گئی''

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مذکور ہوا کہ الیاس عطار کی نام نہاد دعوتِ اسلامی والوں نے اپنی تحریک کی نشر واشاعت اور مقبولیتِ عامّہ وخاصّہ کے حصول کے لیے جھوٹے خوابوں کا سہارا کثیر تعداد میں لیا ہے۔ ہر کام کی مناسبت ومقبولیت کے لیے جھوٹا خواب اختراع کرلیا۔ ابتدائی دور میں دعوتِ اسلامی کی شہرت کے لیے اور عوام وخواص میں متعارف ومقبول ہونے کے لیے گاہے بگاہے اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ ان اجتماعات میں کثرت سے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے بھی جھوٹے اور سراسر کذب بیانی پر مشتمل خوابوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر کراچی - پاکستان کے لانڈھی قبرستان کے تعلق سے ایک خواب ''فیضانِ سنت'' میں شائع کیا گیا، جو حسب ذیل ہے:

اہل اجتماع کی مغفرت ہوگئی:۔

''ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ میں شب برات ۱۵/شعبان ۱۴۰۷ھ کو لانڈھی کے قبرستان میں ہونے والے ''دعوتِ اسلامی'' کے اجتماع میں شریک تھا۔مگر امیر اہلِ سنت کا بیان شروع ہونے میں تاخیر کے سبب میں اُکتا کر چلا گیا۔نمازِ فجر کے بعد جب سویا تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے نادان! لانڈھی کے قبرستان میں آج رات جو اجتماع ہوا، اُس میں جتنے لوگ آخر تک شریک رہے اُن سب کو بخش دیا گیا۔اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کردی جاتی۔''

حوالہ:۔فیضانِ سنت، صفحہ نمبر:۲۷

جھوٹ کے پتلے عطاری طوطے جھوٹ کے پُل باندھنے میں اتنے بے باک اور نڈر ہوجاتے ہیں کہ ان کے دماغ ماؤف اور بے حس ہوجاتے ہیں۔گپ مارتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ اپنی گپ کے جال میں خود اپنے کو پھنسا رہا ہوں۔ذرا مندرجہ بالا جھوٹے خواب کو غور سے پڑھیں۔سب سے بڑی افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ اس جھوٹے خواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے دعوتِ اسلامی کے اجتماعات کی فضیلت اس قدر مبالغہ اور غُلو کے ساتھ بتائی جارہی ہے کہ اجتماع میں شریک ہونے والے کی مغفرت ہوجاتی ہے۔جھوٹے خواب کے راوی نے بتایا کہ میں اجتماع ادھورا چھوڑ کر چلا گیا۔گھر آکر سویا تو خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے ناراض ہوکر اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: اے

نادان!! اجتماع ادھورا چھوڑ کر کیوں چلا آیا؟ آخر تک اجتماع میں کیوں شامل نہ رہا؟ سُن! اس اجتماع میں جتنے لوگ آخر تک شامل رہے تھے، اُن سب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ اگر تُو آخر تک شریک رہتا، تو تیری بھی دعوتِ اسلامی کے اجتماع کے صدقہ و طفیل میں بخشش و مغفرت ہو جاتی۔

واہ! کیا گپ ماری ہے!! اجتماع میں آخر تک موجود رہنے والا تو بخشا جائے لیکن خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمالِ جہاں آرا کی زیارت اور دیدار سے مشرّف ہونے والا مغفرت سے محروم؟ ایسے تو سینکڑوں جھوٹے خواب اور رؤیا عطاریوں نے گھڑ ڈالے اور شائع کر دیئے۔

لانڈھی کے قبرستان کے اجتماع کے تعلق سے جھوٹا خواب بیان کرنے والے عطاری کو کچھ سنّی مجاہدوں نے ڈھونڈھ نکالا اور اس تک پہنچ گئے اور زدوکوب کرتے ہوئے اچھی خاصی سروس (Service) کی اور سچ بولنے پر مجبور کیا۔ تب وہ عطاری پلّا بولا کہ مجھے دعوتِ اسلامی کے ذمے داروں نے یہ جھوٹا خواب بیان کرنے کا معاوضہ پانچ ہزار روپیہ (5,000) دیا ہے۔ مجھے پیسوں کی سخت ضرورت تھی، لہٰذا میں نے یہ جھوٹا خواب بیان کیا ہے۔ میں شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی غلطی کبھی بھی نہیں کروں گا۔ عطاری پلّے کے جھوٹے خواب کی حقیقت کا انکشاف ہونے پر عوام و خواصِ اہلِ سنّت نے عطاریوں پر پھٹکار اور لتاڑ برسائی۔ اس واقعہ کے بعد عطاری مبلغین نہایت ہوشیار، چوکنّا اور محتاط ہو گئے اور خواب بیان کرنے والے کا نام و پتہ منکشف نہ ہو جائے، اس کی چوکسی اور احتیاط سخت کر دی۔

الحاصل! دعوتِ اسلامی کے چند وظیفہ خور مبلغین جن کو ہر ما: باضابطہ بڑی کثرت

سے ''ماہواری'' آتی ہے، ان کا صرف ایک ہی کام ہے اور وہ ہے ''مولوی الیاس کی تعریف وتوصیف کے جھوٹے خوابوں کا اختراع کرنا'' ایک ضروری بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنا کہ ہر باطل فرقہ اور تحریک نے اپنے عروج وارتقا کے لیے ہمیشہ جھوٹے خوابوں کا سہارا لیا ہے۔ ہر فرقہ اور ہر وہ تحریک جو سراسر ضلالت، بطلان کی غمازی اور نشاندہی کرتی ہے، اُس نے بھولے بھالے، سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کے لیے جھوٹے خوابوں کا ہتھیار ہی استعمال کیا ہے۔ ہر باطل فرقہ وتحریک کی تاریخ یا اس کے بانی کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے پر چند جھوٹے خوابوں کی جھلکیاں اور جھلمل ضرور رونما ہوتی ہیں لیکن دعوتِ اسلامی کے مکّار امیر ملّا عطار کتیانوی نے تو جھوٹے خوابوں کی مستقل سلسلہ بندی کا جوتانا بانا باندھا ہے، وہ اس قدر منظم اور ترتیب وار ہے کہ جھوٹے خواب بیان کرنے کے معاملے میں تمام باطل فرقے اور تنظیمیں دعوتِ اسلامی سے مات کھا گئیں۔ سب باطل اور گمراہ فرقے والے یہی کہتے ہوں گے کہ یہ تو ہمارے بھی باپ وگرو نکلے۔

''شروع میں ٹی-وی (T.V) کی مخالفت کے خواب''

یہ اُس وقت کی بات ہے جب مولوی الیاس عطار نے .T.V کی مخالفت میں نہایت غلو اور مبالغہ سے کام لیتے ہوئے سینکڑوں کی تعداد میں .T.V سیٹ کو چوراہوں پر لاکر تڑوایا۔ کئی لوگوں نے سمجھایا کہ اس طرح مسلمانوں کی ملکیت کے .T.V کو توڑ کر اسراف اور تضیع مال یعنی مال کو ضائع کرنے کے مرتکب مت بنو۔ اگر .T.V رکھنا ایک مسلمان کے گھر میں نادرست اور منع ہے، تو اسے کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کردو۔ اس طرح اسراف کیوں کرتے ہو؟ مگر مولوی الیاس عطار نے کسی کی بات نہ مانی بلکہ صرف

اپنی شہرت (Publicity) کی فاسد غرض سے اپنے عطاری پلّوں سے .T.V کو چورا ہے پر لاکر، لوگوں کو جمع کر کے، تماشا کرتے ہوئے ہاکی اور لاٹھی کی شدید ضربیں لگوا کر .T.V سیٹ کو چورہ چورہ کر کے پبلک سے دادو تحسین حاصل کرنے کی سعئ بے جا کی۔

میں ٹی-وی کی مخالفت صرف اس لیے کرتا ہوں کہ .T.V میرے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ اپنے اس نظریئے کی تائید و توثیق میں مولوی الیاس اینڈ کمپنی نے .T.V کی مخالفت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے جھوٹے خواب اختراع کیے۔ ان خوابوں کو مولوی الیاس عطار نے اپنی محافل اور تقاریر میں بیان کرنا شروع کیا۔ علاوہ ازیں .T.V کی مخالفت میں ایک کتابچہ مرتب کیا اور اسے "**.T.V** کی تباہ کاریاں" نام سے شائع کیا۔

• ٹی-وی (.T.V) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا "بہت بڑا دشمن ہے۔" یہ ثابت کرنے کے لیے ایک جھوٹا خواب اس طرح اختراع کیا کہ:۔

> "حیدر آباد کی ایک اسلامی بہن کا حلفیہ بیان ہے کہ میری پھوپھی جان جو ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں اور امیر اہلِ سنت محمد الیاس قادری صاحب سے بیعت ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ٹی-وی، ویسی-آر کے سخت مخالف ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ٹی-وی کے سب تار وغیرہ کاٹ ڈالے اور اس کو اسٹور روم میں ڈال دیا۔ اسی روز دوپہر کو جب میں لیٹی، میری آنکھ لگ گئی۔ میں مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہوئی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو کر فرما رہے تھے،

آج میں بے حد خوش ہوں کہ تم نے میرے بہت بڑے دشمن ٹی-وی کو نکال دیا ہے۔ لہٰذا میں تمہارے گھر آیا ہوں، سنو! میرے غلام محمد الیاس قادری کو میرا اسلام کہنا اور ان کو اس طرح کی تحریر بھیجنا اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَباً محمد الیاس قادری! لہٰذا الیاس کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ کسی جمعرات کو حیدرآباد میں اجتماع کریں اور اس میں عورتوں کا بھی خاص اہتمام کریں، تو اس اجتماع میں پردے کی اہمیت اور ٹی-وی، ویڈیو کی تباہ کاریوں سے متعلق بیان کریں۔"

حوالہ:۔ "فیضانِ سنت"۔ مرتب:۔ مولوی الیاس عطارؔ، ناشر:۔ مکتبۃ المدینہ-بمبئی۔ صفحہ نمبر: ۲۷ اور ۲۸

خواب نمبر ۲:۔

ٹی-وی (TV) کی مذمّت میں میجر کا خواب، میجر کی بیوی کو سرکار کی خواب میں زیارت:۔

دعوتِ اسلامی کی جانب سے ٹی-وی کی مذمت میں شائع کردہ کتابچہ میں ایک میجر کا بیان شائع کیا گیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"ایک میجر صاحب کا بیان ہے کہ میں نے اپنے گھر کے افراد کو جمع کر کے سمجھایا اور الحمدللہ! اتفاقِ رائے سے ہم نے گھر سے ٹی-وی نکال دیا۔ خدا کی قسم! اس کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد میرے بچوں کی امی کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: مبارک ہو، تمہارے گھر سے ٹی-وی نکالنے کا عمل اللہ عزوجل نے منظور فرمالیا ہے۔"
حوالہ:۔ "T.V. کی تباہ کاریاں" از:۔ مولوی الیاس عطار، ناشر:۔ مکتبۃ المدینہ، بمبئی۔ صفحہ نمبر:۱۸

ناظرین کرام کی فرحت طبع کی خاطر نام نہاد دعوتِ اسلامی کی کتب سے صرف دو ۲ جھوٹے خواب پیش کیے گئے ہیں۔ ان دو ۲ جھوٹے خوابوں کے ذریعے مولوی الیاس عطار نے اپنی مہارتِ مکّاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسب ذیل فاسد مقاصد حل اور حاصل کرنے کی مذموم حرکتِ قبیحہ کی ہے۔

☆ ٹی-وی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن ہے، لہٰذا ٹی-وی کو چوراہے پر لاکر توڑتے پھوڑتے ہیں۔ یہ کام درست اور نامناسب ہے۔ مال ضائع کرنے کا یا اسراف کا حکم اس پر نافذ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم یہ کام عشق رسول کے جذبے سے کرتے ہیں۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرّف ہونا کوئی مشکل کام نہیں، بہت آسان ہے۔ ہم جو کہیں یا جو کریں، وہ تم کرو۔ صرف اتنا ہی عمل کافی ہے۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوجائے گی۔

☆ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ "مولوی الیاس عطار کو میرا اسلام کہنا" یہ ارشاد صرف اور صرف مولوی الیاس عطار کی اہمیت، فضیلت اور اُن کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کا پرچم لہرانے اور قدر و منزلت کا ڈنکا بجانے کے لیے کیا گیا ہے۔

☆ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "کسی جمعرات کو حیدرآباد میں اجتماع کریں"۔ اس ارشاد گرامی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہماری تنظیم دعوتِ اسلامی کے جو ہفتہ وار اجتماع ہوتے ہیں، وہ نہایت بابرکت، خیرو عافیت اور مغفرت کی سند، نیز اجر وثواب کے عظیم ذخیرہ کے حصول کے سبب ہیں۔ کیونکہ ہمارے اجتماعات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور بجا آوری کے تحت ہوتے ہیں۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزید یہ ارشاد فرمانا کہ "اجتماع میں عورتوں کا بھی انتظام خاص کریں۔" یہ جملہ گروہِ خواتین کو تنظیم کی طرف مائل اور راغب کرنے کے لیے ہے۔ بیچاری پردہ نشین خاتون! گھر میں بیٹھی بیٹھی بور (Bore) ہوگئی تھی۔ دعوتِ اسلامی کے اجتماع کے بہانے گھر سے باہر نکلنے کا سنہرہ موقع میسر ہوا۔ اجتماع میں شرکت کے ساتھ سیر وتفریح، شاپنگ، ہوٹل میں خورد ونوش، باغات وبازار میں سیر سپاٹا بھی ہوجائے گا۔ ایک پنتھ دو کاج والی مثل، اب دعوتِ اسلامی کے طفیل ایک پنتھ کئی کاج میں تبدیل ہوکر رہ جائے گی۔

☆ خواتین کو اجتماع میں خاص اہتمام سے بلانے کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب ایک عورت دور کے فاصلے پر واقع اپنے مکان سے اجتماع میں شرکت کے لیے آئے گی، تو اکیلی تو نہیں آئے گی۔ اپنے ساتھ شوہر، بھائی یا بیٹے کو ساتھ لے کر آئے گی۔ لہٰذا اس آنے والی محترمہ خاتون کی آمد چھوٹے سے گروہ یا قافلہ کی شکل میں ہوگی۔ نتیجتاً اجتماع میں شرکت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور اجتماع میں شریک لوگوں کا جم غفیر نظر آنا، ہماری کامیابی اور مقبولیت کی سند ثابت ہوگا۔

اس طرح کے ہتھکنڈے آزما کر سستی شہرت (Cheap Publicity) حاصل کرنا عطاریوں کی خُو اور فطرت بن چکی ہے۔ خوفِ خدا اور عذابِ آخرت سے بے خوف اور نڈر جفاکش، ظالم اور ناعاقبت اندیش عطاریوں کو اپنے، اپنی تحریک اور اپنے دھوکے بازبانی کے مفاد کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے سراسر جھوٹ، کذب، چھل اور دھوکہ پر مشتمل من گھڑت اور خودساختہ بناوٹی خواب بیان کرنے میں ذرّہ برابر بھی لرزہ، تھرتھراہٹ اور کپکپاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ ان سنگ دل عطاریوں کا مقصد ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت نہیں بلکہ اپنا اور اپنی تحریک کا مفاد ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن T.V اب سرکار کی مقدس آواز سننے کا ذریعہ۔ ٹیلی ویژن پر لائیو ٹیلی کاسٹ (Live Telecast) آواز سماعت کرنا:

ایک زمانہ یہ بھی تھا کہ جب T.V. عطاریوں کے نزدیک تباہ کن شیطانی آلہ، مبغوض، ملعون، گمراہ کن اور بڑا دشمن تھا۔ T.V. کی مخالفت میں عطاریوں نے متعدد تقاریر، اشاعت کتب اور T.V. سیٹ کو سنگسار کرنے کی مہم میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی تھی۔ تب کا وہ T.V. جس کو عطاری ہرے طوطے مسلمانوں کے گھروں سے نکال پھینکتے تھے، اسی T.V. کو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کی گئیں مساجد میں داخل کر رہے ہیں۔ T.V. کو احاطۂ مسجد، وضوخانہ، امام صاحب کا حجرہ یا خارجِ مسجد میں نہیں رکھا جاتا بلکہ مسجد کے داخلی اور خاص حصّے میں منبر پر سجایا جاتا ہے۔ جس منبر پر مسجد کے امام کھڑے ہو کر پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت، متابعت اور سنت کی ادائیگی کرتے ہوئے خطبہ پڑھتے ہیں، اُس مبارک منبر پر اب عطاریوں نے

T.V. اور V.C.R. کو سجا دیا ہے۔ اب مسجد میں T.V. دیکھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد عطاریوں کی ناپاک حرکتوں کی وجہ سے اب سینما گھر بن گیا ہے۔ نماز کے بعد اعلان ہوتا ہے کہ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تھوڑی دیر رُک جائیں۔ آپ کو امیر اہلِ سنت مولانا الیاس کی زیارت یعنی ''دیدارِ عطار'' کرایا جائے گا۔ نمازیوں کو زبردستی بادلِ ناخواستہ روک لیا جاتا ہے۔ T.V یا V.C.R. یا Laptop آن (On) کر کے ''درشن مکار'' کرایا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

آیئے! T.V. اور مدنی چینل کی حمایت وفضیلت میں عطاریوں کی جانب سے اختراع کیا ہوا ایک جھوٹا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

> ''حیدرآباد کے مقیم ایک اسلامی بھائی نے یہ حلفیہ (خدا کی قسم کھا کر) بیان کیا ہے کہ:
>
> ''مجھے ۴ ررمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مدینے شریف کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۵ رشوال المکرم ۱۴۲۹ھ بروز پیر شریف یا منگل دوپہر تقریباً ڈھائی بجے الوداعی حاضری کے لیے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عین سنہری جالیوں کے سامنے اپنا اور دیگر حضرات کا سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی دوران جب میں نے اپنے پیر و مرشد، شیخ طریقت، امیر اہلِ سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ ابو البلال مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ کا سلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا، تو جالی مبارک کے پیچھے سے آواز آئی: ''میرے الیاس

کو بھی سلام کہنا۔'' میں چونکا اور اِدھر اُدھر دیکھا تو ہر طرف ماحول پُرسکون تھا۔ عید گزر جانے کے باعث وہاں بہت کم لوگ تھے۔ میں نے ایک بار پھر اپنے پیر و مرشد امیر اہلِ سنت کا سلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا، تو دوبارہ جالی مبارکہ کے پیچھے سے آواز آئی ''میرے الیاس کو میرا سلام کہنا۔'' یہ سُن کر مجھ پر رقّت طاری ہوگئی اور بے اختیار میں نے ایک بار پھر اپنے پیر و مرشد امیر اہلِ سنت کا سلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا تو خدا کی قسم! میں نے بیداری کی حالت میں تیسری بار پھر یہی سنا: ''میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا''۔ میں کافی دیر تک کھڑا روتا رہا۔ کچھ دنوں بعد میں پاکستان لوٹ آیا۔ چونکہ امیر اہلِ سنت اِن دنوں ملک سے باہر تھے، لہٰذا میں آپ کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام پہنچا نہ سکا۔

۳۰ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بروز جمعرات جب میں نے مدنی چینل پر سنہری جالیوں کا روح پرور منظر دیکھا، تو یکایک وہی آواز مجھے پھر سنائی دی۔ الفاظ کچھ یوں تھے: ''میرے الیاس کو تم نے ابھی تک میرا پیغام نہیں پہنچایا۔'' میں بے قرار ہو گیا اور آخر کار ۳ ربیع النور شریف بروز اتوار بعد نماز عشاء والد صاحب کے ہمراہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ (کراچی) میں ہونے والے مدنی مذاکرے میں شرکت کے لیے جا پہنچا۔ نصیب سے سحری میں پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت ملی، تو موقع ملنے پر امیر اہلِ سنت کی بارگاہ میں سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور سکون کی سانس لیا۔''

حوالہ:۔ ''سراجِ رضا۔ بمبئی کا سالنامہ ''احترام نبوت نمبر'' ۲۰۱۵ء مطابق: ۱۴۳۶ھ میں حضرت سید محمد حسینی مصباحی۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ سُنّی آواز، ناگپور کا مضمون ''دعوت اسلامی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمان نہیں۔'' صفحہ نمبر: ۹۵

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس .T.V کو ''سرکارِ دو عالم کا بہت بڑا دشمن'' کہہ کر اس کی تردید و تذلیل میں ایک مستقل کتاب شائع کی اور کثیر التعداد ٹی۔وی سیٹ چوراہے پر لا کر ان کو نیست و نابود کیا گیا۔ وہی دشمنِ سرکار سے خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز آرہی ہے۔ نام نہاد دعوتِ اسلامی تنظیم کا یہی لائحہ عمل (Modus Operandil) ہے کہ ان کا بانی اور سرغنہ جس کام اور چیز کو جائز، اچھا یا حلال کہہ دے، وہ صحیح و دُرست اور جس کو حرام، ناجائز اور بُرا کہہ دے وہ نادرست اور غلط۔ اسی لائحۂ عمل پر دعوتِ اسلامی کا ہر عطاری مبلغ سختی سے عمل پیرا ہے، پھر چاہے وہ شرعاً امیر دعوتِ اسلامی کے قول و فعل شریعت کے خلاف ہو۔ عطاریوں کو قطعاً اس کی پرواہ اور لحاظ نہیں۔ ان کے لیے تو عطار مکّار کا فرمان، ہی حرفِ آخر اور پتھر کی لکیر ہے۔

دعوتِ اسلامی کے محکمۂ جھوٹے خواب کے شاطر ممبران نے الیاس عطار کے ہر قول و فعل کو مناسب اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ترجمان ثابت کرنے کے لیے سینکڑوں کی تعداد میں جھوٹے خواب پہلے ہی سے اختراع کر کے تیار (Ready) رکھے ہیں۔ مستقبل قریب میں فلاں موقعے پر ہمیں یہ کام کرنا یا یہ اسکیم عمل میں لانی ہے۔ لہٰذا Advance میں ہی خواب گھڑ کے تیار رکھو۔ تا کہ وقت پر اس کا استعمال ہو سکے۔

مندرجہ بالا جھوٹے خواب کے ذریعے عوام کو دھوکہ دہی کے ارتکاب سے یہ ذہن دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹی۔وی کے

توسط سے اپنا پیغام اور سلام الیاس عطار کو پہنچایا اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل آواز ٹی-وی پر مدنی چینل کے پروگرام میں آرہی ہے، تو اب اگر ہمارے امیر دعوتِ اسلامی کی آواز ٹی-وی پر آگئی، تو اس میں کون سی قباحت وخرابی ہے۔

الغرض ان عطاریوں نے اپنی عظمت، رفعت، فضیلت اور مقبولیت کے گیت گانے کے لیے جھوٹے خوابوں کا بے ڈھنگے طریقے اور بے وقوفانہ انداز میں استعمال کیا، کہ ان کے طنبورہ کے تار بکھر گئے اور بے سُرو بے ڈھنگے راگ الاپتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے گھڑے ہوئے جھوٹے خوابوں کی حقیقت آہستہ آہستہ لوگوں کے سامنے منکشف ہورہی ہے اور لوگ ان کے ڈھول کا پول جان چکے ہیں۔

"مدنی چینل کے جواز کے لیے شرعی حکم کی موافقت حاصل کرنے کے لیے ناسخ ومنسوخ کی گپ مارنا"

ابتدائی دور میں جب دعوتِ اسلامی کے بانی ومبلغین (ہرے طوطے) .T.V کے سخت مخالف تھے، تب انہوں نے ایک خواب کی خوب تشہیر کی تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عطاری کے خواب میں تشریف لاکر فرمایا کہ "**T.V.** میرا بہت بڑا دشمن ہے۔"

لیکن اب یہ .T.V عطاریوں کا محبوبِ نظر بلکہ محبوبِ فطرت بن گیا ہے۔ یہاں تک کہ جس .T.V کو ناجائز وحرام کہتے نہیں تھکتے تھے، اب وہی .T.V حرام کے حکم سے نکل کر جائز ہوگیا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ .T.V میرا بہت بڑا دشمن ہے۔ یہ خواب بالکل جھوٹا ہے۔ کیونکہ اگر خواب سچا ہے، تو عطاری اس خواب کی خلاف ورزی کیوں کررہے ہیں؟ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت ہے، تو پھر حضور

اقدس کے دشمن .T.V سے اتنی محبت کیوں؟ یہ کوئی سُنی سنائی بات نہیں بلکہ تمہارے امیر مولوی الیاس عطار کی لکھی ہوئی کتاب **''فیضانِ سنت''** مطبوعہ:۔ کراچی کے صفحہ نمبر: ۲۷ اور ۲۸ پر یہ خواب شائع کر کے اب تم خود اپنے ہی ہاتھوں گرفت میں آ گئے ہو، اور فیضانِ سنت کے حوالے کے مطابق **''.T.V حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن ہے۔''**

وہی دشمنِ رسول .T.V عطاریوں کو اب اتنا پیارا ہو گیا ہے کہ اس حرام .T.V کو معاذ اللہ **''مدنی چینل''** کے نام سے موسوم کرنے کی بے باک جرأت کی۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مدنی چینل کی تشہیر کے لیے ایک نعرہ بنایا گیا کہ **''جس کو مدنی چینل سے پیار ہے ÷ اس کا بیڑا پار ہے۔''** اس نعرے کے ہزاروں کی تعداد میں اسٹیکر بنا کر مسلمانوں کے مکانوں، دُکانوں پر چپکائے اور بڑی سائز کے پردے (Banne) بنا کر آویزاں کیے اور لوگوں کو **''بیڑا پار''** کی طمع و لالچ کی بھنگ پلا کر **حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کے **''بہت بڑے دشمن''** سے پیار کرنے کی اور اس کی جانب راغب و مائل ہونے کی ترغیب دی۔

بات صرف اتنے پر نہیں رُکی۔ حد تو یہ ہے کہ اب مدنی چینل کی تعریف و توصیف کے پُل باندھے جا رہے ہیں۔ واہ! ڈھونگی عاشقِ رضا اور دکھاوے کے جھوٹے اور کذاب عاشق عطار۔ مکار! جس کو تم اپنی ہی کتاب میں **''دشمنِ رسول''** لکھ چکے ہو اور جس کو گھر سے باہر نکال کر پھینکنا عشقِ رسول کا تقاضا تم نے ہی کہا اور لکھا بھی ہے۔ وہی دشمنِ رسول .T.V اب ''دودھ کا دُھلا'' اور پاک صاف ہو گیا؟ شرماؤ! شرماؤ!! او بے شرمو!!! لیکن اے عطاریو! تم اتنے ہونق (احمق) ہو کہ جس .T.V کی مخالفت،

تردید، تفضیح اور T.V. سیٹ کے سنگسار کرنے میں نہایت گرم جوشی سے کام کیا، اب اسی کی حمایت، تائید، نیک نامی اور فضیلت میں بہت جذباتی ہوکر جدّ و جہد کرتے ہو۔ یہ نیا جذبہ تمہارے اندر کہاں سے پیدا ہوگیا؟ صاف ظاہر ہے کہ اب تمہارے مکار امیر عطار کو T.V. سے پیار ہوگیا ہے۔ پیار کیوں نہ ہو؟ اسی T.V. کے توسط سے تو عطار عالمی پیانے پر گھر گھر پہنچ گیا ہے، عطار کو عروج و ارتقاء کی منزل تک پہنچانے میں T.V. نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا یہ T.V. چاہے **حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کا بہت بڑا دشمن ہو، میرے لیے تو تشہیر و مقبولیت کی راہ نمائی کرنے والا منظورِ نظر ہے۔ چھل، دھوکہ، ریاکاری، بناوٹ، ناٹک، فریب، مکر اور عشقِ رسول کے دکھاوے پر مشتمل میرے رونے، دھونے، تڑپنے، بلکنے، بلبلانے، بے چین و بے تاب ہونے کا تصنّع اور جعل سازی کے نخرے دیکھ کر لوگ نہایت ہی متاثر ہوتے ہیں اور میرے عاشق، فریفتہ، دلدادہ اور عقیدت مند ہوتے ہیں، یہ سب اسی دشمن سرکار T.V. کا واسطہ، وسیلہ اور فیض ہے۔ لہٰذا ماضی میں دشمنِ سرکار کے تعلق سے میرے بیانات و تحریرات کو یہ کہتے ہوئے بھول جانا کہ:

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

حافظہ کے بجائے عقل و فہم اور شعور و تمیز ہی چھین لی گئی ہو، ایسا لگتا ہے۔ کیونکہ **T.V.** کی مدنی چینل کی اندھی عقیدت و محبت میں مدہوش ہوکر مولوی الیاس عطار نے جو اشعار لکھے ہیں، وہ دیکھنے سے یقین کے درجے میں کہا جاسکتا ہے کہ اس بے وقوف ہرے طوطے کی عقل کے طوطے اُڑ گئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں وہ اشعار:۔

اے گناہوں کے مریضو! چاہتے ہو گر شفا آن کرتے ہی رہو تم مدنی چینل کو سدا مدنی چینل نارِ دوزخ سے اماں دلوائے گا اِن شاء اللہ آپ کو باغِ جناں دلوائے گا
حوالہ:۔"وسائلِ بخشش" از قلم:۔ مولوی الیاس عطار۔ ناشر: مکتبۃ المدینہ، مٹیا محل، دہلی ، صفحہ نمبر: ۶۳۳ و ۶۳۴۔

مندرجہ بالا اشعار میں دعوتِ اسلامی کی T.V. چینل "مدنی چینل" کی تعریف و توصیف میں انتہا درجے کا غلو اور مبالغہ کرتے ہوئے جو لکھا ہے، اس پر بہت ہی اختصار کے ساتھ تنقیدی تبصرہ عرضِ خدمت ہے۔

☆ یہ اشعار کسی عام سطح کے عطاری کے نہیں بلکہ عطاریوں کے سرغنہ اور لیڈر امیر دعوتِ اسلامی مولوی الیاس کے ہیں۔ جو اِن کے (دوسروں سے لکھوایا ہوا) دیوان "وسائلِ بخشش" میں مطبوع ہیں۔

☆ مندرجہ بالا اشعار میں "مدنی چینل" کی تعریف کرتے ہوئے مولوی الیاس نے کہا کہ اے گناہگارو! اے سیاہ کارو! اے بدکارو! اگر تم اپنے گناہوں سے شفا اور مغفرت کے خواستگار ہو، تو اب ہم دعوتِ اسلامی والے "مرضِ عصیاں" کا شفاخانہ لے کر آگئے ہیں۔ ہمارے شفا خانے کا نام "مدنی چینل" ہے۔ ہمارا مدنی چینل ایسا باکرامت چینل ہے کہ اس کو آن (On) کرتے رہو۔ تمہارا کام بن گیا۔ مدنی چینل تمہیں گناہوں کے مرض سے شفائے کامل عنایت فرمادے گا۔ تم گناہوں سے بالکل پاک اور صاف ہو جاؤ گے اور تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ صرف گناہوں کی معافی نہ

ہوگی بلکہ مدنی چینل کے طفیل تم جہنم کی بھڑکتی آگ سے امان میں آجاؤ گے۔صرف اتنا نہیں بلکہ مدنی چینل کے طفیل تم جنت کے باغوں کے حقدار ہوجاؤ گے کیونکہ مدنی چینل کا وہ رتبہ اور مرتبہ ہے، وہ وجاہت ہے، وہ شانِ شفاعت ہے، وہ سبب بخشش ہے، وہ عالی مقام ہے کہ دعوتِ اسلامی کا .T.V مدنی چینل اپنے فیض وعنایت سے "آپ کو باغ جناں دلوائے گا"

واہ! مدنی چینل دیکھنے پر اجر وثواب اور عنایت وجود وکرم ونوازش کی افزونی کا کیا کہنا؟ مدنی چینل کے فائدے تو دیکھو!!!

☆ گناہوں سے شفا اور مغفرت۔

☆ دوزخ کی آگ سے امان اور چھٹکارا۔

☆ جنت کے باغوں میں داخلہ (Entry)

قارئین کرام! غور فرمائیں۔جو .T.V دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا "بہت بڑا دشمن" تھا، وہی .T.V پر اب مولوی الیاس قادری نے جائز کا فتویٰ دے دیا بلکہ خود بھی ٹی-وی پر ناچنے، کودنے، اچھلنے، ٹھمکے، ٹھن ٹھن ٹھنا ٹھن کی مسلسل جھنکار پر ڈانس (Dance) کرنا، رقص چار یارہ کے جوہر دکھانا وغیرہ کے لیے آنے لگا۔عطار کی اس اُچھل کود کو بے وقوف اور عقل کے اندھے عطاری ہرے طوطے "دیدارِ عطار" کا خوبصورت اور سہانا نام دے کر دیکھتے ہیں اور عطار کی عقیدت واندھی محبت میں جھومتے ہیں۔حد تو یہ ہوگئی کہ "سرکار کے بڑے دشمن .T.V" کو اب مسجد کے منبر پر رکھ کر اور نمازیوں کو زبردستی روک کر مدنی چینل کے نام سے پاکستانی رقاص (Dancer) کے بے ڈھنگے ناچ دکھائے جاتے ہیں۔

''ناسخ اور منسوخ کی گپ''

اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقدس کلام ''قرآنِ مجید'' کی کچھ آیات ناسخ ہیں اور کچھ آیات منسوخ ہیں۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ میں بھی کچھ احادیث منسوخ اور کچھ ناسخ ہیں۔

- منسوخ = جس کا شروع میں حکم تھا لیکن بعد میں وہ حکم نسخ یعنی رَد کردیا گیا۔ اور اس کے منسوخ ہونے کی وجہ سے نیا حکم آیا ہو۔ منسوخ=Abrogated
- ناسخ = جس کا حکم پہلے نہ تھا بلکہ بعد میں آیا۔ اور اس کے آنے کی وجہ سے پہلے جو حکم تھا، وہ رَد کردیا گیا۔ ناسخ=Obliterate

دعوتِ اسلامی کے مبلغین اپنے باپا یعنی مولوی الیاس عطار کی تعریف وعظمت کے پُل باندھنے کے لیے عجیب وغریب قسم کے گل کھلاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک شگوفہ یہ ہے کہ امیر دعوتِ اسلامی مولوی الیاس عطار پندرھویں صدی کے مجدّد ہیں۔ واہ! کیا بڑی توپ (Cannon) چھوڑی ہے۔ ''یہ منہ اور مسور کی دال'' والی مثل پر عمل پیرا ہوکر سراسر گپ اور ڈینگ ماری ہے اور اپنی ڈینگ کو مناسب اور موزوں ٹھہرانے کے لیے بتیس ۳۲ رصفحات پر مشتمل ایک کتاب ''پندرھویں صدی کا مجدّد کون؟'' لکھوا کر عام کی۔ اس کتاب میں دعوتِ اسلامی کے جاہل امیر مولوی الیاس عطار کو پندرھویں صدی کا مجدّد ثابت کرنے کی مضحکہ خیز ڈھٹائی کی گئی ہے۔

جاہل مجدّد کی علمی صلاحیت، لیاقت اور اِستعداد صرف ایک سوال کے جواب میں کھل کر سامنے آگئی، عطار نے جس جاہلانہ طرز سے جواب دیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

سوال: مولوی الیاس عطار سے کسی نے سوال کیا کہ:۔

پہلے آپ ٹی وی کو ناجائز کہتے تھے اور اب جائز؟ ▣ عطار کا جواب :۔

> ”عدم جواز کا حکم ایک وقت تھا اور اب وہ حکم منسوخ ہو گیا اور حکمِ جواز ناسخ ہے۔“

عطاریوں کے جاہل مجدّد مولوی عطار کو یہ بھی نہیں معلوم کہ نسخ یعنی Abolition یعنی رَد کرنا یا ہونا، چاہے وہ قرآن مجید کی کوئی آیت ہو یا حدیث شریف ہو، یہ حکم صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا۔ اور وہ بھی آپ کی ظاہری حیات تک ہی۔ حکم ناسخ اور منسوخ آیات یا احادیثِ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی اِلقا فرمایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں محدثین کرام، مفسرین عظام اور ائمۂ ملت اسلامیہ کی تشریحات کے مطابق حکم سابق (پہلے کا) کو منسوخ کرنے کے لیے وحی یا حدیث متواتر کا ہونا لازم ہے۔ مولوی الیاس عطار کا T.V. کی حرمت اور ممانعت کا حکم رَد ہو جانے کے تعلق سے یہ کہنا کہ ”منع کا وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جائز ہونے کا حکم ناسخ ہے۔“ یعنی منع اور ناجائز ہونے کا حکم اب رَد و باطل ہو گیا ہے اور جائز و دُرست ہونے کا نیا حکم آ گیا ہے۔ کہاں سے آ گیا؟ اب ہم ان ہرے طوطے عطاریوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارے جاہل مجدّد پر وحی کا نزول ہوا تھا؟ جیسا کہ قادیانی فرقے کے بدعقیدہ اور گمراہ بانی مرزا غلام احمد قادیانی پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔

مولوی الیاس عطار کو جاہل کہنا جاہلوں کی شان میں گستاخی ہے

گذشتہ کچھ اوراق سے فقیر راقم الحروف مولوی الیاس عطار کو مسلسل جاہل لکھتا رہا ہے۔ شاید کسی عطاری کو یا عطار کی مکّاری سے ناواقف کسی خوش فہم پڑھنے والے کو عطار کو

جاہل لکھنا گوارا یا شاق محسوس ہوتا ہوگا۔ راقم الحروف کو ایسا ہی سابقہ صوبۂ مہاراشٹر میں پڑا تھا۔ میں نے ایک محفل میں مولوی عطار کو جاہل کہہ دیا۔ مجمع میں عطاری کافی تعداد میں موجود تھے۔ کچھ عطاریوں نے چٹھیاں بھیجیں کہ آپ اپنا جملہ معذرت کے ساتھ واپس لو۔ میں نے برجستہ کہا کہ میں نے مولوی الیاس عطار کو جاہل کہہ دیا، اس سے میں رجوع کرتا ہوں۔ مولوی الیاس عطار کو جاہل نہیں کہنا چاہیے، کیوں کہ مولوی الیاس کو جاہل کہنا، جاہلوں کی شان میں گستاخی ہے۔ وہ جاہل نہیں تھا۔ کوئی معمولی درجے کا جاہل نہیں تھا بلکہ اعلیٰ درجے کا جاہل یعنی "اَجْھَل" تھا بلکہ جاہلوں کا باپ تھا۔ اسی لیے تو جاہل عطاری ہرے طوطے مولوی الیاس عطار کو "بابا" کہتے ہیں۔ گجراتی اور میمنی زبان میں باپ (والد) کو "بابا" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ لہٰذا جاہل عطاری اپنے جاہل امیر کو بابا کہتے ہیں۔

خیر! یہ تو درمیان میں ایک بات آگئی، سو عرض کردی۔

آیئے! مولوی الیاس عطار کی جہالت کا اعتراف خود اُن کی زبان سے سماعت فرمائیں۔ مولوی الیاس کی علمی لیاقت، مبلغ علم، حصولِ تعلیم، کس دارالعلوم میں پڑھا؟، دستار بندی کب ہوئی؟، عالم کی سَند کس مدرسے سے ملی؟ وغیرہ سوالات پوچھے گئے، تو اِن سوالات کے جواب میں مولوی الیاس عطار نے کہا کہ:-

"میں عالم تو خیر نہیں ہوں لیکن میں خود تو کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا ہوں۔ ایک دن بھی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔"
حوالہ:- "دعوتِ اسلامی علماو مشائخ اہلِ سنّت کی نظر میں"۔ مرتب: علامہ غلام رسول قادری رضوی، زیرِ عنوان:- "ٹی وی اسٹار الیاس عطار"۔ مصنف: مولانا سید ہاشمی رضوی، پھول گلی، ممبئی۔ ناشر:- مکتبہ سُنّی آواز، پاکستان، صفحہ نمبر ۴۴۴)

جس طالب علم نے کسی دار العلوم میں داخلہ لیا اور درسِ نظامی کی ابتدائی کتب پڑھنی شروع کی لیکن اس کی مَت ماری گئی اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر دینی تعلیم کی پڑھائی چھوڑ کر اسکول میں داخل ہو گیا۔ ایسے ادھورے پڑھے لکھے کہ جس نے درسِ نظامی کی تکمیل نہ کی ہو، عالم کی سَند نہ ملی ہو، البتہ تھوڑی بہت عربی جانتا ہو، فقہی مسائل بھی کچھ حد تک جانتا ہو، اس کے باوجود بھی اسے عالم نہیں کہا جائے گا بلکہ جاہل ہی کہا جائے گا۔ دو تین سال تک کسی دار العلوم میں درسِ نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اس کے ماتھے سے ''جاہل'' کا ٹیکا مٹنے والا نہیں۔ اس کا شمار علما میں نہیں بلکہ جہلا ہی میں ہوگا۔

تو جس نے **ایک دن بھی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی**۔ ایسے بالکل کورے کاغذ اور کوڑھ مغز کا شمار جاہلوں میں کرنا، یہ یقیناً جاہلوں کی شان میں گستاخی ہے۔ اس کو تو بزمِ جہلا کے اعلیٰ منصب یعنی ''تختِ اجہل'' پر ہی متمکن کرنا موزوں اور مناسب ہوگا۔

ایسا جاہل مطلق بلکہ اَجہل اور نام نہاد مولوی جو صرف دکھاوے کا مولوی یا مولانا ہے، وہ ہماری کم نصیبی سے ملّتِ اسلامیہ کے امیر اہلِ سنّت کے عہدے پر بندر کی طرح جست (Leap) لگا کر چڑھ بیٹھا ہو، اس کے لیے اردو زبان کی مشہور مثل ''بندر کے گلے میں موتیوں کی مالا'' ہی ٹھیک اور درست ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ایسا جاہل مطلق ملتِ اسلامیہ کا رہبر، ہادی، قائد، امیر اور پیشوا بن بیٹھا ہے۔ تعجب تو ان عطاری مولویوں پر ہے، جنھوں نے باضابطہ درسِ نظامی پڑھا ہے اور عالم و فاضل کی سَند بھی حاصل کی ہے، ایسے پڑھے لکھے مولویوں نے بھی الیاس عطار جاہل مطلق کی قیادت، رہبری، پیشوائی، عمائدگی اور سرداری کو قبول اور منظور رکھا اور سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے سر پر ہری پگڑی باندھ لی اور ہرے طوطے بن گئے۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ اب جاہل مطلق اور نام نہاد مُلّا الیاس عطار کو صفِ اوّل کے اکابر علمائے اہلِ سنّت کے زُمرے میں شمولیت کا شوق پیدا ہوا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ''مجدّد'' بننے کی آرزو و خواہش ہونے لگی۔ مجدّدین اسلام کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کی فاسد غرض سے بحیثیت مصنف اُبھرنے کی اور ادیب شہیر کی حیثیت سے عالمی پیمانے پر مشہور ہونے کی کھجلی اُٹھی۔ قلم کو ہاتھ میں ضرور تھا مگر قلم چلنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ جاہل کو جب لکھنا ہی نہیں آتا، تو کیا لکھے؟ لیکن اپنے نام سے تصنیفات منظر عام پر لانی تھیں، لہٰذا مکّار نے مکّاری اور چھل کی راہ اپنائی، کرائے کے ٹٹوؤں کا استعمال کیا۔ اپنے عطاری مریدوں کو، چمچوں کو، زر خرید مولویوں کو، ادیبوں کو اُجرت (Hire) پر رکھا۔ اُن سے کتابیں لکھوائیں اور بطور مصنف اپنا نام شائع کروایا۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اُجرت اور کرائے پر لکھنے والے مصنّفین ملّاؤں کے انتخاب میں بھی عطّار نے اپنی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے مصنّفین کو طے کیا جو عوامی سطح کے مولوی تھے۔ کسی جیّد عالم سے کتابیں لکھوائی نہیں، کیوں کہ اگر جیّد عالم کتاب لکھتا تو وہ اپنے مبلغ علم کے پیش نظر علمی باتیں لکھتا۔ جو مولوی الیاس عطار کی فہم و سمجھ سے ورا ہوتیں۔ اگر کتاب شائع ہونے کے بعد کتاب کے مصنف کی حیثیت سے مولوی الیاس عطار کا نام دیکھ کر کتاب میں بیان کردہ علمی نکات کے تعلق سے مولوی الیاس عطار سے کوئی استفسار کرتا، تو وہ کیا جواب دیتا؟ ''زبانِ یار، مَن ترکی و مَن ترکی نمی دانم'' جیسا معاملہ درپیش ہوتا۔ لہٰذا مولوی الیاس عطار نے کرایہ اور اُجرت پر جن کو مُتعیّن کیا، وہ بھی ملّا عطار کے خالہ زاد بھائی کی حیثیت رکھتے تھے۔ انھوں نے مولوی الیاس کے مبلغ علم کے دائرے میں رہ کر قصّے، کہانیاں اور فضائل پر مشتمل و، نعات پر ہی کتابیں لکھیں اور

وہ بھی ضخیم نہیں بلکہ چند اوراق کے کتابچے۔ جس کا صرف اندازہ نہیں بلکہ تعیین کرنے کے لیے مولوی الیاس عطار کے نام سے شائع شدہ ۲۳ رسائل کا مجموعہ ''رسائلِ عطاریہ'' کو ملاحظہ فرمائیں۔ صرف 10x16 سینٹی میٹر کی سائز کے چند صفحات اور وہ بھی کتب میں عام طور پر رائج کتابت کے حروف سے کہیں زیادہ بڑی (Big) سائز کے حروفِ جلی میں کتابت کی گئی ہے۔ تاکہ صرف آٹھ ۸ ریا دس ۱۰ ر صفحے کا مضمون حروف سائز بڑی ہونے کے طفیل اٹھارہ ۱۸ ریا بیس ۲۰ ر صفحے کا تمکین (Dignity) اور شان وشوکت کا کتابچہ بن جائے۔ ان کتابوں کے نام سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ تمام کتابچے علم وفن کی صلاحیت، مناسبت اور لیاقت سے یک لخت خالی ہیں۔ صرف کتب احادیث کے اُردو تراجم جو عام طور سے چھوٹے چھوٹے کتب فروش کی دکانوں میں دستیاب ہوتے ہیں، ان میں سے قصے کہانیاں ''لفظ بلفظ'' نقل کر کے کتابی شکل دے دی۔ اَن پڑھ، بے علم، جاہل اور قصے کہانیاں اور ناول (Novel) پڑھنے کے شوقین عوام کو راغب (Desirable) کرنے کے لیے بازارو اور عشقیہ ناول کی سطح کے بھڑکاؤ اور زرق برق نام سے کتاب کو موسوم کر کے مولوی الیاس کی علمی لیاقت واستعداد اُجاگر کرنے کی سعیٔ ناکام کی گئی ہے۔ رسائلِ عطاریہ کے چند نام ملاحظہ فرمائیں: ⊙ اونٹ بول اُٹھا ⊙ کفن چور کے انکشافات ⊙ بھیانک اونٹ ⊙ مُنّے کی لاش ⊙ سانپ نما جن ⊙ خوفناک جادوگر ⊙ کالے بچھو ⊙ زخمی سانپ ⊙ پراسرار بھکاری ⊙ خاموش شہزادہ ⊙ خطرناک حبشی وغیرہ۔ صرف ایک کتاب ''فیضانِ سنّت'' ضخیم ہے، مگر اُس میں بھی جھوٹے خواب اور مولوی الیاس کی تعریف وتوصیف وغیرہ سے کتاب کے اوراق کو سیاہ کر کے، ضائع کر کے ضخامت کا کھٹا میٹھا پھل حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

لیکن۔۔۔

مولوی الیاس کی نام نہاد دعوتِ اسلامی تحریک کی جانب سے مرتب کی گئی کسی ایک کتاب میں ایمان وعقیدہ کے تعلق سے کچھ بھی وجودِ تحریر میں نہیں لایا گیا۔ اور دورِ حاضر کے پراگندہ اور ایمان سوز گمراہیت اور لامذہبیت کے ماحول میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں اور بے ادبوں مثلاً وہابی، دیوبندی، غیر مقلد (اہلِ حدیث)، قادیانی، شیعہ وغیرہ کے عقائد باطلہ کا رَدّ و اِبطال کرنے کے "فرضِ اعظم" سے لااُبالی پن اور بے پرواہی برتی گئی ہے۔ آج کے پُرفتن دَور میں تمام فرائض سے اہم فرض اپنا ایمان بچانا ہے۔ اس سلسلے میں دعوتِ اسلامی کی طرف سے لکھنا تو بڑی بات ہے، کچھ کہنا بھی منع ہے۔ دعوتِ اسلامی کے سرغنہ مولوی الیاس عطار نے اپنے منشور میں باطل فرقوں کے رَدّ و اِبطال کی ممانعت کی ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بدمذہبوں کی رعایت، طرف داری، لحاظ، نرمی اور پاسِ خاطر کا مذموم رویہ اپنا کر حق گوئی اور اعلائے کلمۃ الحق کے فریضۂ اعظم کو قصداً، عمداً، التزاماً فراموش کر کے صلح کلیت کی راہ اپنائی گئی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ مولوی الیاس عطار کو مجدّدِ دین کے زُمرے میں شمار کرنے اور کرانے کی مضحکہ خیز تحریک چلائی جاتی ہے۔

مجدّد ہونے کے دعوے دار کی قطار میں عطارؔ بارہ سال پہلے دیا گیا چیلنج عطاریوں نے پورا نہیں کیا، ورنہ عطار کے مجدد ہونے پر پانچ سو علمائے اہلِ سنّت کی توثیق وتصدیق ہوجاتی

اَن پڑھ اور رئیس الجاہلین، امام المتکبّرین، ماہرِ علمِ فریب، تجربہ کار فنِ چھل، دھوکہ،

خصلت مولوی الیاس عطار کھوری گارڈن مسجد، کراچی کے گیٹ پر عطر کی چھوٹی چھوٹی شیشیاں (Phail) فروخت کر کے اپنا پیٹ پالنے کی مزدوری کرتے کرتے اچانک اس کو لاٹری (Lottery) لگ گئی۔ دعوتِ اسلامی تحریک کا امیر و بانی بننے کی وجہ سے بھولے بھالے سنّی مسلمانوں کے ساتھ لوٹم لوٹ، قزاقی اور رہزنی کا ظلم و ستم برپا کر کے اتنی بے حساب دولت جمع کر لی کہ الماریاں لبالب چھلک گئیں۔ ایسے اسباب اور ذرائع ہموار کر لیے کہ مستقل طور پر دائمی آمدنی کی برسات ہوتی رہے۔ مال جمع کرنے کی خواہش، طمع، حرص اور لالچ کی تکمیل و فراہمی کے بعد اس میں مذہب کے رہنما، قائد، مخدوم، مرجع، ذی وقار اور لائق صد احترام منصب پر فائز ہونے کی حسرت اور آرزو پیدا ہو گئی۔ مال کی بہتات اور کثرت کے بل بوتے پر اس نے اپنا مشن (Mission) تیز رفتاری سے شروع کر دیا۔ کثیر مال و دولت کے عوض بکاؤ ملّاؤں، ادیبوں، مبلغوں، کرائے کے ٹٹوؤں، ہرے طوطوں عطاریوں کی بھاری بھر کم تعداد کو اس کام پر لگایا کہ وہ دھیرے دھیرے اس بات کی خفیہ طور پر تشہیر شروع کر دیں کہ **"پندرھویں صدی کے مجدد مولوی الیاس عطار ہیں۔"** بس پھر کیا تھا؟ مولوی الیاس عطار کی ملّی خدمات کے گیت گانے شروع ہو گئے۔ عطار کی تصانیف، تبلیغی کارکردگی، احیائے سنّت کی بے مثال خدمات، عشقِ رسول کا جذبۂ صادق، تقویٰ اور پرہیزگاری، اطاعتِ شریعت، تواضع، انکساری، اخلاقِ حسنہ، زہد و ریاضت، علمی صلاحیت کی بلندی وغیرہ پر مشتمل جھوٹے اور اختراعی پروپیگنڈہ (Propaganda) شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اکثر عطاری مولوی الیاس کو پندرھویں صدی کا مجدّد ماننے اور لکھنے لگے۔

مولوی الیاس عطار نے اپنی تحریک نام نہاد دعوتِ اسلامی کے "محکمۂ رویائے

کاذب" (Department of Lie Dreams) کو ایک فرمان جاری کیا کہ پہلی فرصت میں ایک خواب ایسا گڑھ نکالو کہ جس کے ذریعے سے میرے مجدّد ہونے کا اشارہ اور اشتباہ ہو اور میری شانِ مجدّد اُجاگر اور تاباں ہو۔ خواب گڑھنے والے شش و پنج میں تھے کہ ایسا کیا خواب اختراع کریں، جس کے ذریعے عطار صاحب کے فرمان کی تعمیل و تکمیل ہو جائے۔ دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ ایسے نازک وقت میں خود عطار صاحب نے دستگیری کرتے ہوئے ایسا خواب اختراع کیا جو کوئی اسلامی بھائی نے نہیں دیکھا بلکہ خود مولوی الیاس عطار نے ہی دیکھا ہے۔ وہ خواب حسب ذیل ہے:

"یہ خواب مولوی الیاس عطار نے خود دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ:۔

"ایک مجلس سجی ہوئی ہے۔ جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہیں۔ آپ کے سر مبارک پر عمامہ شریف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ حضرت کے سرِ مبارک سے عمامہ شریف اُتار کر الیاس عطار کے سر پر رکھ دیا۔"

حوالہ:۔ "مکتوب بنام ابوالبلال دعوتِ اسلامی" از:۔ پاسبانِ مسلکِ رضا، نائب محدثِ اعظم پاکستان، حضرت مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی، امیر جماعت رضائے مصطفیٰ، پاکستان۔ ماخوذ از:۔ "دعوتِ اسلامی علماء و مشائخ اہلِ سنّت کی نظر میں" مرتب:۔ حضرت مولانا غلام رسول قادری۔

ناشر:۔ مکتبہ سنّی آواز، پاکستان، صفحہ ۲۲

اس جھوٹے خواب کے ذریعے مولوی الیاس عطار "اپنے منہ میاں مٹھو بننا" والی مثل کا مصداق بن رہا ہے۔ اس کی جرأت، بے باکی اور شوخی دیکھو کہ اعلیٰ حضرت سرکار

کے سر مبارک سے بذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ شریف اُتروا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس جھوٹے خواب کے ضمن میں اختصار کے ساتھ کچھ تنقیدی جملے عرض ہیں۔

☆ پہلی بات تو یہ کہ اس خواب کے ذریعے الیاس عطار کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟ صرف یہی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے سر سے عمامہ چھین کر مولوی الیاس عطار کے سر پر رکھ دیا۔ یعنی منصبِ مجدّد اب مولوی الیاس عطار کو عطا ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدّد تھے اور اب چودھویں صدی ختم ہو گئی۔ لہٰذا چودھویں صدی کے مجدد کا کام پورا ہوا۔ اب پندرھویں صدی ہے، لہٰذا پندرھویں صدی میں بحیثیت مجدّد مولوی الیاس عطار کا سکّہ چلے گا۔

✪ اسی نظریۂ فاسد کے تحت عطاریوں نے اپنے سرغنہ مولوی الیاس عطار کی شان وشوکت، علمی جلالت، بے مثل ومثال علمی ودینی وملّی خدمات وغیرہ پر مشتمل ایک نظم بطور منقبت عام کردی، اور وہ ہے "باپا کا سکّہ چلتا ہے"۔

✪ مکر وفریب، چھل، دھوکا دہی، عیّاری اور چالاکی سے مرکب بناوٹی اور تصنّع آمیز تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولوی الیاس ایک طرف تو یہ کہتا رہا کہ میں مجدّد نہیں! مجھے ہرگز مجدّد نہ کہا جائے۔ اور دوسری طرف اپنے عطاری چمچوں اور ٹٹوؤں کے نام سے اپنے مجدّد ہونے کے ثبوت واستدلال میں کتاب بھی شائع کرتا ہے۔ جس کا اندازہ کراچی پاکستان سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "دین" کے چیف ایڈیٹر حبیب الرحمٰن کی لکھی ہوئی اور محمد فضیل عطاری کے زیر اہتمام طبع شدہ کتاب "پندرھویں صدی کا مجدّد کون؟" کا مطالعہ کرنے سے آجائے گا۔

✪ یہ بات ثبوت وقرائن سے اظہر من الشّمس ثابت شدہ ہے بلکہ خود مولوی الیاس

عطار نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ”میں نے ایک دن بھی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی“ ایسے جاہل مطلق بلکہ ”اجہل“ کو مجدّد ثابت کرنے کے لیے ایک مضحکہ خیز استدلال مذکورہ کتاب میں کیا ہے۔ ایک بات تمام ائمۂ ملتِ اسلامیہ، محققین، مفسّرین، علماء اور مشائخ کے اقوال و اِستنادِ جلیلہ سے ثابت شدہ ہے کہ مجدّد کے لیے صرف ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے کہ اس کے پاس اتنا علم قرآن و حدیث اور اسلامیات کی تمام معتبر، معتمد اور مستند کتب کا علم ہو بلکہ وہ سب اس کو اس طرح ازبر ہوں کہ ہر مسئلہ اور جزیہ اسے نوکِ زبان ہو، کہ پوچھنے پر فی الفور جواب دے سکے۔ اس کے علم کے ناپیدا کنار اور موجیں مارتے ہوئے علم کے بحرِ ذخار میں عالمی پیمانے پر تشنگانِ علم بلکہ جید علما بھی غوطہ زن ہوں اور اس کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے میں اپنی سعادت و اقبال مندی سمجھیں۔ جو اپنے وقت کا نادرِ زمن و ممتاز ترین ایک ایسا محقق، محدث، مفسّر اور صاحبِ فراست ہو کہ عالمِ اسلام کے تمام علماء بیک زبان اس کے علم و فن اور علم و معرفت کی اعلیٰ و ارفع بلندی کا اقرار کریں اور اسے متفقہ طور پر ”مجدّد“ تسلیم کریں اور اس کے مجدّد ہونے کی تشہیر کریں۔

✪ مندرجہ بالا علمی صلاحیت ولیاقت کہ جو ایک مجدّد کے لیے لازمی ہے، ان سب سے تو مولوی الیاس عطار یک لخت محروم، بے نصیب اور ناکام ہے۔ علم و عرفان کے معاملے میں بالکل کوری پاٹی ہی ہے۔ مگر پھر بھی ”کوڑی نہیں گانٹھ میں چلے باغ کی سیر“ والی مثل پر عمل پیرا ہے۔ مولوی الیاس عطار کے جاہل ہونے کی حقیقت تو ہر عوام و خواص کو معلوم ہے۔ مگر پھر بھی وہ خود اور اس کے عطاری ہرے طوطے اسے مجدّد ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اب عطاریوں نے ایک نئی ترکیب ڈھونڈ نکالی۔ اب تک تو جھوٹے اور

اختراعی خوابوں سے کام چلایا تھا، اب ایک نئی اور بالکل اچھوتی ترکیب ایجاد کی ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھاتے بھی ہیں اور پلاتے بھی ہیں:

چنانچہ تاریخ اسلام کا یہ واقعہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بار آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو تبلیغ اسلام کیلئے فرمایا کہ تم فلاں جگہ جاؤ، تم فلاں جگہ جاؤ وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ اکرام نے انتہائی ادب واحترام سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حکم سرآنکھوں پر لیکن سرکار ہمیں جہاں بھیج رہے ہیں، ہم وہاں کی زبان نہیں جانتے۔ اس جانے کا حاصل کیا ہوگا؟

زبانِ یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

مگر یہ حضرات رات کو سو گئے اور صبح پر اُٹھے تو جسے جہاں جانا تھا اُسے وہاں کی زبان معلوم ہو چکی تھی، اس پر وہ قابو پا چکے تھے۔ اس سے پتہ چلا کہ سرکار پڑھاتے بھی ہیں اور پلاتے بھی ہیں۔ اس کو پڑھانا نہیں کہا جاتا، اس کو پلانا کہا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی یہی ہے کہ ان نائبین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امیر اہلسنّت حضرت الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کو پڑھایا نہیں بلکہ پلایا ہے۔ ان بزرگوں نے حضرت صاحب قبلہ کو حکمت قرآن اور رموزِ احادیث پلائے ہیں۔

حوالہ:۔ ''پندرھویں صدی کا مجدّد کون؟'' مصنف: مولوی حبیب الرحمٰن، باہتمام محمد فضیل رضا عطاری، ناشر:۔ رضا پبلشنگ، نوآباد، کراچی (پاکستان)، صفحہ ۲۷

واہ! کیا ترکیب ڈھونڈ نکالی ہے۔ جاہل عطار کو کسی بھی قیمت پر اور کسی بھی حال

میں مجدّد کے تخت پر بٹھانا تھا۔ پھر چاہے اسے رسّیوں سے باندھ کر، کھینچ کر اونچے تخت پر پہنچانے اور بٹھانے کے لیے گھسیٹا گھساٹی اور کھینچا کھینچی کرنی پڑے۔ عطّار جاہل کو جید عالم، محدث، مفسّر، فقیہ، محقق اور فنونِ کثیرہ کا ماہر ثابت کرنا اشد ضروری تھا، کیوں کہ عطار کو مجدّد ثابت کرنا تھا اور یہ علوم وفنون مارکیٹ میں دُکانوں میں فروخت نہیں ہوتے، تاکہ خرید لیا جائے اور نہ ہی خواب کے ذریعے سیکھنا ممکن ہے۔ چونکہ اتنے سارے علوم و فنون کو سیکھنے کے لیے سالہا سال درکار ہیں۔ اور اتنے لمبے عرصے کے لیے مولوی الیاس عطار کو نیند کی آغوش میں دینا یعنی مسلسل نیند میں رکھنا ممکن نہیں تھا۔ ایک مجدّد جیسی صلاحیت حاصل کرنے کے لیے، ادنیٰ درجے کا علم حاصل کرنے کے لیے کم از کم پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ سال تو درکار ہوں گے لہٰذا خواب کے ذریعے سکھانا ممکن نہیں تھا۔ اتنی لمبی عطار کی نیند ممکن نہیں تھی۔

جیسا کہ منہاجی فرقہ کے بانی اور سرغنہ پروفیسر تجسس پادری (نام نہاد طاہر القادری) نے ایک گپ ماری ہے کہ ''میں نے بارہ ۱۲ر سال تک امام اعظم ابوحنیفہ سے براہِ راست پڑھا ہے'' طاہر القادری سے پوچھا گیا کہ جب آپ نے بارہ سال تک امام اعظم سے براہِ راست پڑھا ہے تو آپ کو امام اعظم کا چہرہ اچھی طرح یاد ہوگا۔ ذرا یہ بتائیے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی کی شرعی مقدار ایک مشت لمبی تھی یا جیسی آپ رکھتے ہو، ویسی خشخشی تھی؟ یہ سوال سُن کر پروفیسر منہاجی تھوڑی دیر کے لیے سکتے کے عالم میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اپنی جان چھڑانے کے لیے گپ ماری کہ میں نے بارہ سال تک دورانِ تعلیم امام اعظم کے چہرے کو بغور نہیں دیکھا۔ لہٰذا میں کچھ بھی بتا نہیں سکتا۔ واہ! گپّی داس واہ! ایسا لگتا ہے کہ گپ مارنے کی مہارت میں

عطار اور منہاجی کے درمیان ''کپی داس نمبر ا'' کا انعام اور لقب حاصل کرنے کا مقابلہ (Competition) اور شرط ریس (Race) لگی ہوئی ہے۔ دونوں ایک سے بڑھ کر ایک ثابت ہوں، ایسا معاملہ درپیش ہے۔

الیاس عطار جاہل کو حضورِ اقدس، عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے علمِ دین پلا کر اُسے مجدّد بننے کی صلاحیت عطا فرمادی۔ اس دروغ اعظم (مہا گپ) کے تعلق سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن طولِ تحریر کے خوف سے اختصاراً و اشارۃً مولوی الیاس کے خاص الخاص چمچے مولوی حبیب الرحمٰن اور محمد فضیل رضا عطاری سے اِستفسار ہے کہ براہِ کرم آپ دونوں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دینے کی زحمت گوارا کریں:۔

∴ آپ نے لکھا ہے کہ ''تابعین رسول'' نے مولوی الیاس کو علم پلایا ہے۔ جمع کا صیغہ ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک دو نہیں بلکہ کثیر تعداد میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مولوی الیاس جاہل کو علم پلا کر مجدّد کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت، استعداد اور جوہر و خوبی کا حامل عالم جید بنا دیا۔ تو براہِ کرم یہ بتائیں پلانے والے ان صحابہ کی تعداد کتنی تھی؟

- جو بھی تعداد آپ مُتعیّن کریں، اُن متعدّد صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی بتائیں؟
- جس کسی صحابی نے کون سا علم و فن پلایا؟
- کل کتنے علوم وفنون پلائے گئے؟
- علم و فن ایک ساتھ پلا دیا یا بتدریج آہستہ آہستہ؟
- علم و فن خواب میں پلایا گیا یا حالتِ بیداری میں؟

▣ اگر خواب میں پلایا گیا، تو صرف ایک ہی خواب میں پلادیا یا چند خوابوں میں؟

▣ خواب میں پلانے والے صحابۂ کرام سب ایک ساتھ آتے تھے یا باری باری؟

▣ خواب میں علم وفن کے شرب ونوش کا سلسلہ کتنے دنوں یا کتنے مہینوں تک چلتا رہا؟

▣ ایک خواب کتنے منٹ یا کتنے گھنٹے چلتا تھا؟

▣ اگر خواب میں نہیں بلکہ حالتِ بیداری میں پلایا ہے تو کہاں پلایا؟

▣ پلانے کے لیے صحابۂ کرام خود تشریف لاتے تھے یا جاہل عطار صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا؟

▣ علم وفن کے پینے پلانے کا سلسلہ رات میں چلتا تھا یا دن میں؟ اور کس وقت؟

▣ سب سے پہلے جس صحابیٔ رسول نے پلایا، اُن کا مبارک نام کیا تھا؟

▣ سب سے آخر میں کس صحابیٔ رسول نے پلایا؟ ان کا اسم شریف کیا تھا؟

▣ کس صحابیٔ رسول نے الیاس عطار کو کون سا علم اور کون سا فن پلایا؟

▣ پینے اور پلانے کا یہ سلسلہ کتنے دن، کتنے مہینے اور کتنے سال چلا؟

▣ پینے، پلانے کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے یا منقطع ہو گیا؟

▣ پینے اور پلانے کے دوران صحابۂ کرام اور عطار کے درمیان کوئی گفتگو ہوتی تھی یا چپکی سادھی جاتی تھی؟

▣ اگر گفتگو ہوتی تھی تو وہ گفتگو اردو یا عربی یا میمنی یا اور کوئی زبان میں ہوتی تھی؟

جاہل الیاس عطار کو مجدّد ثابت کرنے کی جرأت اور مذموم حرکت کے طور پر "پندرھویں صدی کا مجدّد کون؟" کتاب شائع کرنے والے عطاری چاپلوس اور عطار کے زرخرید، خوشامد خوروں کو ڈنکے کی چوٹ پر کھلا چیلنج ہے کہ:-

اگر مولوی الیاس عطار مجدّد ہے تو فتاویٰ رضویہ کا صرف ایک صفحہ دیکھ کر پڑھ دے

۲۰۱۰ء یعنی آج سے تقریباً تیرہ سال پہلے ہندوستان کے صوبۂ گجرات کے خوب صورت شہر جام نگر میں دعوتِ اسلامی کے عطّاری بڑے جوش وخروش سے متحرک تھے۔ شہر کے علمائے اہلِ سنّت اور عوامِ اہلِ سنّت کو وہ لوگ بالکل خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ بلکہ اپنی تحریک کی تشہیر وارتقا کے لیے تشدّد کا رویّہ اپنانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے۔ چند بااثر لوگوں کی حمایت اور تائید کے کیف و نشے میں مخمور ہوکر، نیز چند اوباش وغنڈے قسم کے افراد کی پشت پناہی کے بل بوتے پر ان کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ عطّاریوں نے مناظرے کا چیلنج دے یا۔

علما وعوامِ اہلِ سنّت نے عطاریوں کی مبارزتِ مناظرہ قبول فرمایا۔ دونوں نے زور وشور سے تیاریاں شروع کر دیں۔ عطّاریوں نے شگوفے چھوڑنے شروع کردیئے کہ ہمارے مناظر کی حیثیت سے بمبئی، ناگپور، مبارک پور وغیرہ مقامات سے جید علما تشریف لا رہے ہیں اور فتح وکامیابی ہمارے قدم چومے گی اور عطّار کی عظمت کا جھنڈا لہرائے گا۔

سُنّی مجاہدوں نے بھی ● لیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، سراجِ ملت حضرت مولانا سید سراج اظہر صاحب قبلہ، بمبئی ● مناظر اہلِ سنّت حضرت مولانا مفتی فخر الدین، ناگ پور ● فخر سادات، قاضئ گجرات، خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ سید سلیم باپو، بیڑی جام نگر ● آبروئے سنّیت علامہ سید سکندر باپو، راج کوٹ ● راقم الحروف، حقیر وفقیر عبدالستار ہمدانی، پور بندر اور دیگر علمائے اہلِ سنّت کثرت سے برائے مناظرہ مدعو کیا تھا۔ مگر عطّاریوں کی طرف سے ایک بھی مولوی برائے مناظرہ آنے کی ہمت نہ کرسکا۔

جن کی آمد کا ایک ہفتہ پہلے سے ڈھنڈورا پیٹا گیا تھا، اُن میں سے ایک بھی نہ آیا۔ سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ بتا دیا۔ ◘ کوئی بیمار ہو گیا ◘ کسی کی خالہ کا انتقال ہو گیا ◘ کسی کی فلائٹ مس ہو گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

خیر! المختصر! میدانِ مناظرہ میں آنے سے عطّاریوں نے راہِ فرار اختیار کی اور صاف و بیّن بزدلی و نامردی کا مظاہرہ کیا، اس لیے مناظرہ موقوف ہو گیا۔ لہٰذا غلامانِ سرکار اعلیٰ حضرت نے بڑی شان و شوکت سے ''جشنِ فتح'' منایا۔ دیر رات تک علمائے اہلِ سنّت کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ مقررِ خصوصی کی حیثیت سے سب سے آخر میں راقم الحروف کو موقع ملا۔ میں نے اپنی تقریر کے آخر میں عطّاریوں کو للکارتے ہوئے چیلنج دیا کہ:-

''میں مولوی الیاس عطّار کو مجدّد تسلیم کرنے کے لیے تیار ہوں اور مولوی الیاس کے مجدّد ہونے کی تائید و توثیق میں پانچ سو (500) علمائے اہلِ سنّت سے دستخط لے کر دینے کی ذمے داری لیتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے، اور وہ شرط یہ ہے کہ:-

''اگر مولوی الیاس عطّار مجدد ہے تو فتاویٰ رضویہ شریف کا ایک صفحہ دیکھ کر پڑھ دے۔ صفحے کا تعیّن میں کروں گا۔''

پھر آخر میں للکار کی گونج بلند کرتے ہوئے میں نے کہا کہ:-

''اگر خدانخواستہ مولوی الیاس اس امتحان میں کامیاب ہو جائے اور بحیثیت مجدّد تسلیم کر لیا جائے، تو اسے حلفیہ عہد و پیمان تحریری دینا ہوگا کہ:

''میں مجدّد کے منصب پر اکتفا کروں گا اور وعدہ کرتا ہوں کہ منصبِ نبوّت کی طرف آگے نہیں بڑھوں گا۔''

لیکن بارہ ۱۲ سال کا طویل عرصہ گزر گیا مگر مولوی الیاس عطار نے میرا چیلنج ابھی تک قبول نہیں کیا۔ کوئی بات نہیں۔ میرا چیلنج ابھی بھی میں دوہرا رہا ہوں۔ مجدّد ہونے کے سنہرے خواب دیکھنے والے مولوی الیاس عطار سے میرا بارہ سال پرانا چیلنج پھر سے دوہرا رہا ہوں کہ اب دیر کس بات کی ہے؟ اتنے بڑے اور عظیم الشان منصب مجدّد پر فائز ہونے والے کے لیے کتنا آسان و سہل امتحان ہے۔ صرف ایک صفحہ فتاویٰ رضویہ شریف کا ناظرہ پڑھنا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ جاہل الیاس عطارؔ میرا چیلنج کبھی بھی قبول نہیں کرے گا۔ کیوں کہ ''گدھا کیا جانے زعفران کی قدر؟'' اور ''کالے حروف بھینس کے برابر'' والی یہ دونوں مثل کا الیاس عطار مکمل طور پر مصداق ہے۔ اُسے اور اُس کے عطاری مریدوں کو بلکہ عالمِ اسلام کے ہر فرد کو معلوم ہے کہ مولوی الیاس جاہل مطلق ہے۔ وہ اپنی علمی لیاقت اور صلاحیت کی بنا پر نہیں بلکہ ● عشقِ رسول ● عشقِ رضاؔ ● خدمت مسلکِ اعلیٰ حضرت، جیسے صدق وصداقت پر مبنی اُمور کے ناٹک، چھل، فریب اور مکر کی وجہ سے کامیابی اور عروج کی منزل پر پہنچا ہے۔

کامیابی کے اس کیف وسُرور نے اس کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچا دیا ہے۔ ابھی سے ہی ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ مستقبل قریب میں مولوی الیاس عطار نبوّت کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ خدا ایسا کبھی نہ ہونے دے۔ ایسی استدعا ہے لیکن عطار اور عطاریوں کی حرکات وسکنات سے ایسا قوی اندیشہ وخوف ہے کہ کہیں عطارؔ بھی نبوّت کا دعویٰ نہ کربیٹھے۔ نبوت کے جھوٹے دعوے دار کی فہرست طویل ہے، لیکن ان دعوے داروں میں سے ▣ مسیلمہ بن ثمامہ کذّاب ▣ اسود عنسی منسوب عنس بن قدرج ▣ طلیحہ بن خویلد اسدی ▣ سجاح بنت الحارث اور آخر میں ▣ مرزا غلام احمد قادیانی بحیثیت

جھوٹے دعوے دارِ نبوت عالمی پیمانے پر بدنام اور قابلِ لعن طعن، ملامت، تشنیع و دھتکار اور پھٹکار کے مورد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ایسا نہ کرے کہ الیاس عطار کے نام کا اضافہ اس فہرست شامل میں ہو۔

عطار کے نبی ہونے کے زعم و گمان میں مبتلا عطار اور عطاریوں کے عجیب نخرے اور شعبدے

اس عنوان پر کچھ لکھنے سے قبل حدیث کی کتابوں میں مذکور اور مشہور ایک واقعہ جو "صلح حدیبیہ" کے نام سے وجود میں آیا تھا، اس کے ضمن میں صرف ایک واقعہ پر معاملے کی طرف قارئین کرام کی توجہ ملتفت کرنا عنوان کی مناسبت سے موزوں رہے گا۔

"ہجرت کے چھٹے (6th) سال، ماہ ذی قعدہ میں حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ تقریباً ایک ہزار، چار سو (1400) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قافلہ لے کر عمرہ کی نیت سے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب کفار مکہ اور بالخصوص قوم قریش کو اس امر کی اطلاع ہوئی، تو انھوں نے یہ بدگمانی کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ کے بہانے مکہ معظمہ پر حملہ کرنے آرہے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے مانع اور مزاحم بنے۔ لہٰذا آپ مکہ معظمہ سے نو (9) میل کے فاصلے پر واقع "حدیبیہ" نامی مقام پر ٹھہر گئے۔ اور آپ کے قافلے کا حدیبیہ میں پڑاؤ (Camp) ہوا۔ آپ کی تشریف آوری کا اصل مقصد کیا ہے؟ وہ معلوم کرنے قریش مکہ نے اپنے چند مختلف نمائندوں کو باری باری خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ ان نمائندوں میں سے ایک نمائندے حضرت عروہ

بن مسعود ثقفی تھے، جو اُس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، بعد میں داخلِ اسلام ہوئے اور اسلام کی خاطر شہید ہو گئے۔

حضرت عروہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کے دوران وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ رہے تھے۔ صحابۂ کرام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو ادب و احترام اور تعظیم کر رہے تھے، اس کا مشاہدہ کر کے وہ حیران رہ گئے۔ جب وہ مشرکوں کے پاس مکہ معظمہ واپس گئے، تو انھوں نے قومِ قریش کو مخاطب کر کے جو کہا، وہ کتب احادیث کے حوالے سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے، وہ پیشِ خدمت ہے:

"اے گروہِ قریش! میں بڑے بڑے متکبّر و مغرور سلاطین و بادشاہوں کی مجلسوں میں رہا ہوں اور ان کی صحبتیں اُٹھائی ہیں۔ اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں پہنچا ہوں اور ان کے درباروں میں رہا ہوں، لیکن ان میں سے کسی بادشاہ کے خدمت گار کو ایسا ادب و احترام کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے دہن مبارک سے لعاب شریف نکالتے ہیں تو صحابہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر رُخساروں پر ملتے ہیں۔ جب کسی ادنیٰ اور معمولی کام کی تکمیل کا حکم دیتے ہیں، تو اس کی تعمیل کے لیے بزرگ ترین صحابہ سبقت کرتے ہیں۔ جب ان کے حضور کوئی بات کرتا ہے، تو وہ آواز کو دبا کے بات کرتے ہیں۔ اور جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو انتہائی ادب و احترام کے ساتھ سنتے ہیں اور نگاہ ملا کر بات نہیں کرتے۔ ان کے روئے

مبارک پر کوئی نگاہ نہیں جما سکتا۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی لینے میں جھگڑتے ہیں۔ چنانچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر خوں ریزی شروع ہوجائے گی۔ جب داڑھی شریف اور سر میں کنگھی کر کے آراستہ فرماتے ہیں اور کوئی موئے مبارک ہوتا ہے، تو عزت واحترام کے ساتھ تبرک جان کر لے لیتے ہیں اور اس تبرک کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں، جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔''

حوالہ:- ''مدارج النبوۃ'' (اردو ترجمہ) مصنف: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی، المتوفی ۱۰۵۲ھ۔ مترجم: مفتی غلام معین الدین نعیمی۔ ناشر:- ادبی دنیا، دہلی۔ باردوم، سنِ طباعت: ۲۰۰۰ء۔ جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۳۵۶

مندرجہ بالا حوالے سے ثابت ہوا کہ:-

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب واحترام میں صحابۂ کرام کا حال یہ تھا کہ:

- سرکارِ دوعالم کا لعابِ دہن زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے اور اپنے رُخسار پر مَل لیتے تھے۔
- حضور کے حکم کی تعمیل کرنے میں جان کی بازی لگا دیتے تھے۔
- بات کرتے وقت نہایت دبی آواز میں بات کرتے تھے۔ بلکہ آیت شریف "اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ" الخ (پارہ ۲۶، سورۂ الحجرات، آیت ۳) کی تفسیر میں ہے کہ بے خیالی یا غلطی سے بھی بارگاہِ رسالت میں اونچی آواز سے بات نہ ہوجائے، اس لیے صحابۂ کرام جب بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تھے، تب اپنے منہ میں پتّھر کا ٹکڑا رکھ کر حاضر ہوتے تھے۔

✪ صحابۂ کرام آنکھ اُٹھا کر چہرۂ انور کی طرف دیکھتے نہیں تھے بلکہ ادب واحترام کی وجہ سے اپنی آنکھیں (پلکیں) نیچی رکھتے تھے۔

✪ حضور اقدس جب کوئی ارشاد فرماتے، تب سارے صحابہ ہمہ گوش و ہمہ تن سماعت کرتے تھے۔

✪ حضور جب وضو فرماتے، تب وضو کا پانی (قطرے) زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے بلکہ حضور کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تھے اور وضو کے گرتے پانی کو اپنے ہاتھوں پر لے لیتے تھے۔

✪ داڑھی مبارک اور سرِ اقدس میں کنگھی کر کے بالوں کو سنوارتے وقت اگر کوئی بال جھڑتا، تو اسے بطور تبرک اپنے پاس حفاظت سے رکھ لیتے تھے۔

یہ ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ادب واحترام جو وہ اپنے رؤف وکریم ورحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وعظمت میں بجالاتے تھے اور ان کا غایت درجہ کا یہ ادب واحترام قرآن کی تعلیم کی روشنی کے تحت تھا۔ کیوں کہ سید الانبیا والمرسلین، محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ادب، احترام، تعظیم وتکریم کی جائے، وہ آپ کے شایانِ شان ہی ہے بلکہ کماحقہٗ تعظیم کا جو حق ہے، اس کی کامل ادائیگی ہو ہی نہیں سکتی۔

لیکن افسوس! صد افسوس کہ:-

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جو تعظیم و ادب کا سلوک تھا، اس سے بھی بدرجۂ غایت مولوی الیاس کا ادب و تعظیم عطاری حضرات کرتے ہیں۔ مثلاً:-

▣ مولوی الیاس عطار اپنے گندے منہ سے جب تھوکتا ہے، تو وہ تھوک اس کے عطاری مریدین زمین پر گرنے نہیں دیتے، اپنے ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور اپنے چہرے اور سینے پر ملتے ہیں۔ عطاریوں کے لیے عطار کا تھوک اتنا زیادہ متبرّک ہے کہ جس کے ہاتھ میں عطار کی تھوک آتی ہے، اس کا تھوک چھیننے کے لیے دوسرے عطاری چھینا چھپٹی، لوٹم لاٹ اور لوٹا لوٹ کرتے ہیں۔ جس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں عطار کا تھوک چپکا ہوا ہوتا ہے، اس کی ہتھیلی سے اپنی ہتھیلی رگڑ کر کے دیگر عطاری رگڑتے ہیں اور اپنے منہ پر پھیرتے ہیں۔ یہاں تک نوبت پہنچنے کے بعد اسے حوادث بھی وقوع پذیر ہوئے ہیں کہ عطار کے تھوک کی بولی لگائی جاتی ہے اور جس طرح بکرا منڈی میں جانور کی نیلامی ہوتی ہے، اسی طرح عطار کا تھوک (Auction) نیلام ہوتا ہے۔ عطار کا تھوک نیلامی میں دس ہزار (10,000) روپیہ میں فروخت ہوا ہے۔

▣ عطار کے ساتھ گفتگو کرتے وقت تمام عطاری نہایت نرم اور آہستہ آواز میں گفتگو کرتے ہیں اور جس طرح صحابۂ کرام اپنے منہ میں پتھر رکھا کرتے تھے، عطاری چمچے بھی اپنے منہ میں پتھر رکھ کر ہی عطار سے گفتگو کرتے ہیں۔ منہ میں پتھر رکھنے کو "قفلِ مدینہ" یعنی مدنی تالا (Lock) نام دیا ہے۔

▣ جب مولوی الیاس عطار وضو کرتا ہے، تب عطاری مریدین چاروں طرف سے الیاس عطار کو گھیر لیتے ہیں اور عطار کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر گرنے نہیں دیتے، اس پانی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور بطور تبرّک اور حصولِ برکت کے لیے سر اور چہرے اور سینے پر ملتے ہیں۔

▫ جب عطار سر اور داڑھی میں کنگھا کرتا ہے اور کوئی بال جھڑتا ہے، تو عطاری چمچے سرعت سے لپک کر جھڑنے والے بال کو اُٹھا لیتے ہیں۔ اور اس بال کو "عطار کا موئے مبارک" کے طور پر کسی شیشی میں اسی طرح رکھتے ہیں جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے اقدس تعظیم و تکریم کے ساتھ نمایاں طور پر رکھا جاتا ہے، تا کہ زیارت کرنے والے کو صاف نظر آئے۔ پھر اس کی زیارت کی جاتی ہے اور کرائی جاتی ہے۔

▫ حد تو یہ ہوگئی کہ عطار کے بال باضابطہ دعوتِ اسلامی کے مرکز میں خاص قسم کی ڈبیا میں پہلے سے ہی سجا کر تیار رکھے جاتے ہیں اور جو شخص بھی عطار سے ملنے آتا ہے، اُسے "امیر اہلِ سنّت کا تبرک" کے طور پر وہ بال والی ڈبیا دی جاتی ہے۔ ایسی تھوک بند (Wholesale) میں پہلے ہی سے بھاری تعداد میں ڈبیائیں برائے تقسیم رکھی جاتی ہیں اور لوگوں کو عطار کے تبرک کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔

▫ حیرت اور تعجب کا جھٹکا محسوس ہو، ایسی بات یہ ہے کہ کچھ جاہل عطاری جو مولوی الیاس عطار کی اندھی عقیدت میں غرق ہیں، وہ الیاس عطار کے استعمال کردہ جوتے اور چپّل کا تلوا (Sole) ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور وہ ٹکڑے کو سر پر عمامے کے اندر رکھتے ہیں یعنی عمامہ کے ساتھ باندھتے ہیں۔

الختصر! الیاس عطار کے ادب و احترام اور تعظیم و تکریم میں عطاری جہلا اس قدر غلو کرتے ہیں کہ گویا وہ عطار کو نبوت کے منصب پر کھینچ تان کر بٹھا کر ہی رہیں گے۔ فارسی زبان کی ایک مشہور مثل ہے "پیراں نمی پرندند۔۔۔ مریداں می پرانند" یعنی "پیر تو اُڑتا نہیں البتہ مرید پیر کو اُڑاتے ہیں" جیسا معاملہ پیش آرہا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احترام، ادب، تعظیم اور تکریم کا جو سلوک بجالاتے تھے، بعینہٖ مولوی الیاس عطار کے ساتھ بھی ویسا سلوک عطاری کرتے ہیں۔

شاید مولوی الیاس عطار کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے والا الیاس عطار کے دفاع میں یہ کہے کہ ''یہ تو عطاریوں کا فعل ہے۔ اس میں الیاس عطار صاحب کا قصور کیا ہے؟ جواب میں صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ عطاریوں کی اِن بے ہودہ حرکات سے کیا عطار انجان اور بے خبر ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! جب الیاس عطار وضو کرتا ہے، تب اسے عطاری گھیرتے ہیں اور اس کے وضو کے مستعمل پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے اور اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں اور چہرہ، سر و سینے پر ملتے ہیں۔ کیا یہ عطار دیکھتا نہیں؟ وضو کے مستعمل پانی کو اپنے ہاتھوں پر لینے والے کو بالکل قریب بلکہ لگ کر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اتنے قریب سے صرف ایک دو نہیں بلکہ چند عطاری مولوی الیاس عطار کو وضو کے وقت گھیرتے ہیں، کیا ان کی موجودگی عطار کو نظر نہیں آتی؟ جب تھوکتا ہے اور اس کے تھوک کو عطاری ہاتھ میں لیتے اور چہرے پر ملتے ہیں، عطاریوں کی یہ حرکت کیا مولوی الیاس عطار کی نظروں کے سامنے نہیں ہوتی؟؟

اگر عطار میں ذرّہ برابر بھی دیانت داری اور خلوص کا شائبہ ہوتا تو عطار الیاس اپنے عطاری مریدوں کو سختی سے ڈانٹ کر روکتا اور سخت لہجہ اپناتے ہوئے کہتا کہ خبردار! میرے ساتھ ایسا ادب و تعظیم کا سلوک مت کرنا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعظیم و تکریم کی بجا آوری میں یہ سلوک کیا ہے، وہ صرف اور صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ میری کیا

اوقات اور میں کس کھیت کی مولی ہوں کہ میرے ساتھ تم ایسا سلوک کرتے ہو؟ اس طرح عطار نے بھی نہیں روکا۔ اس کے لیے تو ''جو کھانا پسند تھا، وہی کھانا حکیم صاحب نے تجویز کیا'' جیسا معاملہ ہے۔ تکبّر، غرور، خود ستائی اور انانیت کے نشے میں مخمور ہو کر خوش ہوتا ہوگا کہ ''ہم بھی کچھ کم نہیں''۔ جی ہی جی میں خوش ہوتا ہوگا کہ چلو اونچی اُڑان کے لیے پنکھ (Wing) اُگنے شروع ہو گئے۔ معاذ اللہ

ان تمام حرکات سے اندیشہ ہے کہ مستقبل میں الیاس عطار اپنے لیے کہیں نامناسب منصب کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ لہٰذا عطار اور عطاریوں کی ان حرکات کے لیے کمربستہ ہو کر میدان میں آئیں۔

خودستائی، خودنمائی، ذاتی عظمت اور شخصیت پرستی کی اِنتہا

ہر سیاسی پارٹی اپنے سب سے اعلیٰ لیڈر کی تعریف وتوصیف میں اتنی کثرت سے گپ مارتی ہے کہ گپ بھی شرمندہ ہوتی ہوگی کہ میرا کتنا زیادہ اور کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ غبن، رشوت، خُرد بُرد، چوری میں ماہر اور مجرم ذہنیت اور لوٹ مار کی فطرت رکھنے والے کو دیانت دار، ایمان دار، راست باز، پیکرِ خلوص، خادمِ قوم، وفادارِ ملک و ملت، وغیرہ القابات سے مزیّن کرنے اور مصداق ثابت کرنے میں کذب و دروغ گوئی اور جھوٹ و گپ کی اتنی بہتات کی جاتی ہے کہ سننے والا نہ چاہتے ہوئے بھی دفع ضرر کی خاطر ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔

مولوی الیاس عطار کی عظمت، اعلیٰ منصب، شانِ رفعت، ولایت، بزرگی، عملی وجاہت، شرافت، ارفع مرتبت اور ولیٔ کامل، بے مثل و مثال ہادی و رہبر، نادرِ زمن مصلح و

عالم وغیرہ ثابت کرنے کے لیے خود عطار اور اس کی عطاری گینگ (Gang) نے تہذیب و اخلاق، صداقت و راستی، شرم و حیا، حسنِ اخلاق و اُسلوب وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر، خیر باد کہہ کر جھوٹ اور گپ کا ایسا بازار گرم کیا ہے کہ سننے والا غرقِ حیرت و تعجب ہو جائے اور مجبوراً و ناخواستہ بھی اقرار کر لے۔ چند اہم نکات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) خواب:- جیسا کہ سابقہ اوراق میں عرض کیا ہے کہ مُلّا عطّار کی تعظیم و عظمت و رفعت کے تعلق سے دعوتِ اسلامی میں **"محکمۂ جھوٹے خواب"** قائم کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ الیاس عطار کی شان میں **"سرکار کا پیغام، عطار کے نام"** سے ایک کتاب چھاپی گئی ہے۔ اس کتاب میں جھوٹے خوابوں کی بھرمار ہے۔ اکثر خواب ایک ہی نوعیت کے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الیاس عطار کو سلام کہا ہے یا اللہ تعالیٰ نے الیاس عطار کو سلام بھیجا ہے۔

(حوالہ:- مذکورہ کتاب "سرکار کا پیغام، عطار کے نام" ناشر:- مکتبۃ المدینہ محمد علی روڈ، بمبئی	(۱) خواب نمبر ۶، صفحہ ۲۰ اور ۲۱ (۲) خواب نمبر ۷، صفحہ ۲۹ (۳) خواب نمبر ۹، صفحہ ۳۳ (۴) خواب نمبر ۱۰، صفحہ ۳۴ (۵) خواب نمبر ۱۱، صفحہ ۳۴ (۶) خواب نمبر ۱۳، صفحہ ۳۶ (۷) خواب نمبر ۱۵، صفحہ ۳۸ (۸) خواب نمبر ۱۶، صفحہ ۴۲

▣ تمام خوابوں کے دیکھنے والے کی حیثیت سے صرف یہی لکھا ہوا ہے کہ ایک اسلامی بھائی نے خواب دیکھا یا ایک اسلامی بہن نے خواب دیکھا۔ کسی بھی خواب دیکھنے والے کا نام و پتہ نہیں۔ ▣ عطاریوں کو خواب دیکھنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ صرف وہی خواب دیکھنا جو الیاس عطار کی عظمت و رفعت ظاہر کرے۔ ▣ عام طور سے آدمی کو حالتِ نیند میں خود بخود خواب آتا ہے۔ خواب کیا آئے؟ اس پر خواب دیکھنے والے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کی مرضی کے مطابق خواب نہیں آتا مگر عطاریوں کو اپنی مرضی کے مطابق خواب آتا ہے۔ خواب دیکھنے پر بھی ان کو اختیار حاصل ہے لیکن وہ خواب صرف اور صرف عطار کی تعریف و توصیف میں ہو۔ لہٰذا الیاس عطار سے قربت حاصل کرنے اور عطار تک رسائی اور مقبولیت پانے کے لیے عطاری طوطے جھوٹے خواب بیان کرتے ہیں اور عطار کو خوش کرنے کے لیے گپ مارتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی مولانا الیاس عطار کو سلام بھیجا ہے'' عطار اپنے عطاری چمچے کی گپ سُن کر ''پھولا نہیں سماتا'' اور ''اپنے منہ میاں مٹھو'' بننے کے لیے اس گپ کو اپنی کتاب میں چھاپ کر خود ستائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن ایسی گپ چھاپتے وقت وہ حواس باختہ ہو کر عام فہم و اِدراک سے یک لخت نابلد و ناپید ہو کر بزرگانِ دین کی شان میں ناشائستگی، بد تہذیبی، گستاخی اور بد اُسلوبی کر بیٹھتا ہے۔ اس کا اسے مطلقاً شعور اور احساس نہیں۔ چند خواب بطور ثبوت پیش خدمت ہیں:-

''بہت بڑی گپ (Great Gossip) پر مشتمل جھوٹ خواب''

اپنی عظمت کا پرچم لہرانے کی فاسد غرض اور اپنے مریدوں کی تعداد میں اضافہ کر کے اپنی ٹولی (Gang) کو طاقت ور بنانے، نیز دعوتِ اسلامی کے متبعین کی کثرت

کے لیے ایک نہایت جھوٹا خواب جو بیداری کی حالت میں عالمِ رقّت میں دیکھا گیا۔ وہ سراسر کذب اور دروغ گوئی کا پُلندا ہی ہے۔ اسے چھاپ کر الیاس عطار کی عظمت کے بے ڈھنگے سُر کا باجا بجایا گیا، جو حسب ذیل ہے:۔

> ''دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ (حیدرآباد، باب الاسلام، سندھ) کے ایک طالب علم کے حلفیہ بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، حیدرآباد (باب الاسلام، سندھ) ۱۵/ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۷ھ، ۴/دسمبر ۲۰۰۸ء، بروز پیر، صبح کم وبیش 11.30 بجے جامعۃ المدینہ کے طلبا کے امتحانات کے نتائج کے سلسلہ میں ہونے والے سنتوں بھرے اجتماعِ ذکر ونعت میں مبلغِ دعوتِ اسلامی کا بیان تھا۔ بعد بیان شرکاءِ اجتماع تصورِ مرشد کیے منقبتِ عطار سن رہے تھے۔ شرکاء پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ میں بھی آنکھیں بند کیے اپنے پیرومرشد، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے تصور میں گُم تھا۔ کہ یکایک مجھ پر رقّت طاری ہوگئی اور میں غمِ مرشد میں رونے لگا۔ یہاں تک کہ روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ اتنے میں میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پیکرِ شرم وحیا، مکّی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نگاہیں نیچی کیے، فیضانِ مدینہ (حیدرآباد) میں تشریف لے آئے اور ان کے ہمراہ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ بھی تھے۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدنی تربیت گاہ کے قریب تشریف فرما ہوگئے اور اپنا دستِ شفقت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے کندھے پر رکھ دیا۔ قبلہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ پر رقت طاری تھی۔ آپ دامت برکاتھم العالیہ نے روتے روتے ہوئے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ دیا۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی شفقت و محبت کے ساتھ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی پیٹھ سہلانے لگے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میری جانب متوجہ ہوئے اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم کچھ یوں ہے: ''اس زمانے کے تمام اولیاء میں ''الیاس قادری'' سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے۔ ہمیشہ ان کی اطاعت کرتے رہنا اور ان کے دامن کو کبھی مت چھوڑنا اور ان کے دیئے ہوئے مدنی انعامات کے مطابق عمل کرتے رہنا۔ یہ مدنی انعامات میرے اس پیارے کی طرف سے اُمّت کے لیے تحفہ ہیں۔''

حوالہ:- ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' (اردو) ناشر: مکتبۃ المدینہ، بمبئی۔ خواب نمبر ۷، ''تصورِ مرشد کی برکت''، صفحہ نمبر ۲۹، ۳۱

مندرجہ بالا گپ حالتِ بیداری کی ہے۔ عطاری نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا، نیند کی حالت نہیں تھی، بلکہ الیاس عطار کے تصور میں رقّت اور غنودگی کی کیفیت تھی۔

- مندرجہ بالا واقعہ خواب کا نہیں، حالتِ بیدای کا ہے۔
- یہ واقعہ بیان کرنے والا لڑکا الیاس عطار کا مرید تھا اور عطار کے دارالعلوم ''جامعۃ المدینہ'' کا طالب علم تھا مگر اس کا نام اور اتا پتا کچھ بھی نہیں دیا گیا۔
- دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ، باب الاسلام، حیدر آباد سندھ (پاکستان)

کے اجتماع میں مولوی الیاس عطار پہلے سے موجود نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بیان کرنے والا طالب علم اپنے پیر و مرشد کے غم میں رونے لگا۔ یہ طالب علم الیاس عطار کی غیر موجودگی میں عطار کے تصوّر میں گم تھا اور اس پر رقّت طاری ہوگئی لیکن آغوشِ نیند میں نہیں چلا گیا تھا بلکہ جاگ رہا تھا اور بیدار تھا۔

✪ بیداری کی حالت میں اس نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوتِ اسلامی کے مرکز فیضانِ مدینہ، حیدر آباد، سندھ (پاکستان) کی تربیت گاہ کے قریب تشریف لائے۔

✪ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تشریف نہیں لائے تھے، آپ کے ساتھ سلطان الاولیاء پیرانِ پیر، پیر دستگیر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولوی الیاس عطار تھے۔

✪ اس خواب کے ذریعے الیاس عطار کا تصرّف اور اس کی کرامت (Super Natural Power) ثابت کرنے کی مضحکہ خیز حرکت کی جارہی ہے کہ ہمارے عطار صاحب کوئی کم رُتبہ شخصیت نہیں، انھیں عام انسانوں کی طرح مت جانو۔ ان کا رُتبہ اتنا اعلیٰ اور بلند ہے کہ ان سے گاہے گاہے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ ان کرامات میں سے ایک کرامت اور شانِ تصرّف یہ ہے کہ جس طرح حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پلک جھپکنے کی دیر میں ہی اپنے چاہنے والوں کے پاس اپنے جَسَدِ عُنصُری (Physical Body) یعنی اصل جسم کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں، اسی طرح ہمارے امیر دعوتِ اسلامی الیاس عطار بھی حضورِ اقدس اور سرکار غوثِ پاک کے پہلو بہ پہلو اپنی شانِ تصرّف کا جلوہ دکھاتے ہوئے آن

کی آن میں پہنچ جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

✪ جامعہ مدینہ کے طالب علم کے بیان کے مطابق فیضانِ مدینہ کی تربیت گاہ میں پہنچتے ہی الیاس عطار نے اپنا سر غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں روتے ہوئے رکھ دیا اور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیاس عطار کی پیٹھ سہلانے لگے۔ اس پورے واقعے میں الیاس عطار کی پیٹھ سہلانے کے علاوہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور کوئی کام انجام نہیں دیا۔ تو کیا صرف عطار کی پیٹھ سہلانے کے لیے ہی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف سے اپنے مقدس جسم پاک کے ساتھ حیدر آباد، سندھ میں دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں تشریف لائے تھے؟ صرف یہی رول ادا کرنے ہی بغداد شریف سے طویل مسافت طے فرما کر تشریف لائے تھے؟ تو پھر کیوں آئے تھے؟ آپ کو کیا کام تھا؟ جواب یہ ہے کہ اس من گھڑت واقعہ میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمے الیاس عطار کی پیٹھ سہلانے کے علاوہ ایک اور کام بھی تھا۔ وہ کیا تھا؟ یہ معلوم کرنے کے لیے مطالعہ جاری اور ساری رکھیں۔

✪ طالب علم نے بتایا کہ جب حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیاس عطار کی پیٹھ سہلا رہے تھے، عین اُسی وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور امیر اہلسنت یعنی الیاس عطار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **"اس زمانے کے تمام اولیاء میں "الیاس قادری" سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے"** جب یہ ارشاد فرمایا تب الیاس عطار کہاں تھا؟ جواب حاضر ہے کہ تب وہ غوثِ پاک کی گود میں سر رکھ کر رو رہا تھا۔ قارئین! توجہ فرمائیں کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کام کے لیے ساتھ آئے تھے؟ وہ کام معلوم ہوگیا۔ اور وہ کام تھا ارشادِ

اقدس کو سماعت کرنا۔ یعنی حضور اقدس صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سنانے کے لیے ہی اپنے ہمراہ لائے تھے کہ **"اس زمانے کے تمام اولیاء میں "الیاس قادری" سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے۔"**

✪ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغداد شریف سے پاکستان کے حیدرآباد آنے کا مقصد اور کام پورا ہو گیا کہ وہ اپنے روبرو مقدّس کانوں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی سُن لیں اور انھیں معلوم ہو جائے کہ اس وقت میں جس کی پیٹھ سہلا رہا ہوں، یہ کوئی معمولی ہستی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ ولی بھی عام اولیاء کی سطح کا نہیں بلکہ ایسا عظیم الشان اور عالی مرتبہ ولی ہے، جو اس زمانے کے تمام اولیاء میں پیارے نبی کا پیارا اور ایسا ذی مرتبہ ولی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولیاء سے زیادہ محبت اس سے ہے۔

✪ اس جھوٹی کہانی کے ذریعے الیاس عطار کی ولایت، کرامت، تصرّف اور بارگاہِ رسالت میں رسائی ثابت کرنے کی مذموم اور لائق صد نفریں حرکتِ قبیحہ کی گئی ہے۔

✪ بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اہم بات بتانا باقی ہے، کہ وہ عطاری طالب علم مزید یہ بھی کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا کہ **میں الیاس عطار کی ہمیشہ پیروی کرتا رہوں اور اس کا دامن نہ چھوڑوں۔** واہ! کیا تشہیر (Publicity) کی اسکیم ڈھونڈ نکالی ہے!!! عطاری طالب کے بیان کو صدق اور سچ پر محمول کر کے کتنے سارے بھولے بھالے سنّی مسلمان الیاس عطار کے مکر و فریب کے جال میں پھنس کر عطار کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر گمراہیت کی راہ پر چل پڑیں گے۔

✪ اس واقعہ میں عطار کی شانِ ولایت اور مرتبۂ محبوبیت اُجاگر کرنے کے ساتھ

ساتھ جاہل عطاری پلّے کی شانِ عظمت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ یعنی یہ بتایا جارہا ہے کہ بیان کرنے والا کوئی معمولی بندہ نہیں بلکہ عطاری ہے۔ الیاس عطار کا مرید ہونے کے طفیل "عطاری" کا جو لیبل (Label) لگتا ہے، وہ عظیم شان کا حامل ہے۔ خواب میں نہیں بلکہ حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

✪ عطار اور عطاریوں کے جھوٹ کا پلندہ میں ایسی کئی واردات کے جھوٹے افسانے موجود ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ متعدّد عطاریوں نے حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور ہم کلامی کا شرف حاصل کیا ہے۔

"ایک عطاری سے حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کلام ہوئے"

حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات کی تعداد بہت قلیل ہے۔ جلیل القدر اولیائے عظام، فنافی الرسول کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچنے والے سچّے عشّاق اور والہانہ محبت رکھنے والے معدودے چند حضرات ہی حالتِ بیداری میں زیارتِ اقدس سے مشرّف ہوئے ہیں۔ مثلاً ● قصیدۂ بردہ شریف کے مصنّف امام بوصیری ● علم وعرفان کے بحرِ ذخّار امام غزالی ● حضرت شیخ سعدی شیرازی ● پیرانِ پیر، حضور شیخ سید عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم بغدادی ● سلطان الہند عطائے رسول حضور خواجہ غریب نواز ● امامِ عشق ومحبت، امام احمد رضا بریلوی اور ● خاص طور سے پہلی صدی کے مجدّد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کا شمار ان خوش نصیب حضرات میں ہوتا ہے، جنھوں نے حالتِ بیداری میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ تمام حضرات علم و عرفان، ولایت و تصرّف، تقویٰ و پرہیزگاری، عشقِ رسول میں فنائیت کے درجے پر متمکن اور نادرِ زمن ہستی تھے۔

لیکن!

مکّاروں کے گرو گھنٹال الیاس عطارؔ نے ریاکاری، چھل، دھوکہ، فریب، مکر و دغا، کذب و دروغ اور عیّاری و مکّاری سے مخلوط اپنے عطاری طوطوں کو ایسا "جام اختراع" پلا دیا کہ جھوٹے خواب اور حالتِ بیداری میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کو اتنا عام اور سہل بنا دیا ہے کہ گلی کوچوں میں گھومنے والے جاہل عطاری طوطے خواب میں اور حالتِ بیداری میں دیدارِ مصطفیٰ کی گپ مارتے ہیں۔ ان خواب دیکھنے والے تمام عطاریوں کے خواب اور حالتِ بیداری کے دیدار کی سعادت کی ایک ہی نوعیت ہوتی ہے کہ ● میرے عطار کو سلام کہنا ● عطار کے مرید و طالب بن جاؤ ● عطار کا دامن تھام لو اور کبھی مت چھوڑنا وغیرہ۔ اس قسم کے ہی خواب آتے ہیں، جو محض الیاس عطار کی عظمت و رفعت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ابھی آپ کی خدمت میں حالتِ بیداری کا ایک جھوٹا واقعہ جو ایک عطاری طالب علم کا بیان کردہ ہے، پیش کیا۔ اس طرح سراسر جھوٹ اور کذب پر مشتمل کئی خواب و واقعات عطاری چمچوں نے عام کیے ہیں، جن تمام کا احاطہ و حصر میں لانا اور ذکر کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا صرف دو ۲ جھوٹے واقعات جو عطاری مکّاروں نے اختراع کیے ہیں، وہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر پیش ہیں:-

-: حالتِ بیداری میں دیدار کا پہلا واقعہ :-

''باب المدینہ (کراچی) کے علاقے گارڈن ویسٹ کے مقیم ۳۷ سالہ اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۶ء میں مجھے والدۂ محترمہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ بروز جمعرات بعد نمازِ عصر مسجد نبوی شریف کے اندر بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قدمین شریفین کی طرف حاضر ہو کر سر جھکائے درود و سلام کے نذرانے پیش کر رہا تھا کہ یکا یک میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ میں نے عین جاگتی حالت میں دیکھا کہ میرے پیارے پیارے، جان سے بھی پیارے آقا، ہم بے کسوں کے مددگار باذنِ پروردگار، دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی۔ رحمت کے پھول جھڑنے لگے۔ الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''میرے عطارؔ اس بار مدینے کیوں نہیں آئے؟ انھیں میرا اسلام کہنا اور کہنا وہ مدینے آئیں۔ چاہے کچھ لمحات کے لیے ہی آئیں''۔ میں نے بے ساختہ بڑھ کر دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔''

حوالہ: -''سرکار کا پیغام عطار کے نام''۔ (اردو)، ناشر: مکتبۃ المدینہ، محمد علی روڈ، بمبئی۔ خواب نمبر ۴ صفحہ نمبر ۹

-: حالتِ بیداری میں دیدار کا دوسرا واقعہ :-

"یہی اسلامی بھائی مزید کہتے ہیں کہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ/ ۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۶ء مجھ بدکار انسان پر کرم بالائے کرم یہ ہوا کہ افطار سے قبل اجتماعی طور پر پڑھی جانے والی مناجات کے دوران میں گنبد خضراء کے تصور میں گم تھا کہ ایک بار پھر وہی نورانی منظر سامنے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سلطانِ دوجہاں، شہنشاہِ کون ومکاں، رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ چار۴ فرشتوں نے حاضر خدمت ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔ پھر وہ فرشتے یہ عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے "الیاس قادری" کو سلام بھیجا ہے۔"

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارک کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے "سلام اُن کو پہنچ جائے گا"۔

حوالہ:- "سرکار کا پیغام عطار کے نام" (اردو)، ناشر: مکتبۃ المدینہ، محمد علی روڈ، بمبئی۔ صفحہ نمبر ۲۱

مندرجہ بالا حالتِ بیداری میں دیدار کے دونوں جھوٹے واقعات پر مجموعی طور پر تبصرہ اور تنقید ملاحظہ فرمائیں۔

- مندرجہ بالا بیان کردہ حالتِ بیداری میں شرفِ دیدار کے دونوں واقعات سراسر گپ اور محض الیاس عطار کی شانِ عظمت کی بے سُری بانسری بجانے کی غرض سے گڑھے گئے ہیں۔
- دونوں واقعات میں بیان کرنے والے کا نام نہیں دیا گیا۔ صرف اتنا لکھ دیا کہ ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے۔
- واقعہ نمبر ۱ میں یہ گپ ہانکی گئی کہ حالتِ بیداری میں الیاس عطار کے عطاری مرید نے صرف دیدار ہی نہیں کیا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کو بوسہ بھی دیا۔ واہ رے عطاری طوطے! تیری شان کا کیا کہنا؟ اب تم لوگ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مَس (Touch) کرنے کی جرأت بھی کرنے لگے۔ اور وہ بھی خواب میں نہیں بلکہ حالتِ بیداری میں۔ واہ! کیا گپ ماری ہے۔
- اس عطاری کذّاب کے توسّط سے یعنی اُسے قاصد بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطار کو پیغام بھیج رہے ہیں کہ پیارے عطار! اس بار مدینہ کیوں نہیں آئے؟ پھر میرا اسلام عطار سے کہنا۔ اور یہ بھی کہنا کہ ''وہ مدینہ آئیں، چاہے کچھ لمحات کے لیے ہی آئیں'' کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطار کے منتظر تھے؟ کیا عطار کی آمدِ مدینہ کے لیے بے قرار تھے کہ اس طرح عاجزی وانکساری سے فرما رہے ہیں کہ ''کچھ لمحات کے لئے ہی آئیں''۔
- اگر واقعی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطار کو مدینہ شریف بلانا چاہتے ہیں، تو آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی قوت اور ایسا تصرّف عطا فرمایا ہے کہ آپ عطار کے خواب میں تشریف لے جاتے اور عطار کو مدینہ آنے کی دعوت پیش فرما دیتے۔ آپ

بلاواسطہ عطار سے فرما سکتے تھے مگر بیچ میں عطاری طوطے کا واسطہ اس لیے رکھا گیا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطار کے خواب میں تشریف لے جا کر عطار کو مدینہ آنے کی دعوت پیش فرماتے، تو کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہوتی۔ اور الیاس کی بارگاہ رسالت میں پہنچ و رسائی اور اہمیت و عزت کا پتہ کیسے اور کیوں کر چلتا؟ مگر یہاں الیاس عطار کی عظمت اور بارگاہِ رسالت میں عطار کی اہمیت کا ڈھول ڈھمکا اور ڈھولک بجانا مقصود ہے کہ دیکھو! دیکھو! ہمارے پیر و مرشد الیاس عطار کا مرتبہ اور رُتبہ دیکھو۔ خود تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الیاس عطار کو مدینہ بلا رہے ہیں۔ عطار کی کیا بساط و اوقات کہ اُسے خود سرورِ کائنات، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ آنے کی دعوت پیش فرمائیں؟ اور زیادہ وقت مدینہ شریف میں نہ ٹھہر سکیں، تو چند لمحات کے لیے ہی آجائیں۔ کیا الیاس عطار کو یہ نہیں معلوم کہ "تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں"۔

- واقعہ نمبر ۲ میں تو گپ کی توپ ہی داغ دی ہے۔ عطار کے ساتھ ساتھ عطاری طوطے کے رتبہ و مرتبہ کا ڈھول پیٹا گیا ہے۔ عطار تو عطار ہونے کے ساتھ مکّار ضرور ہے مگر عطاری طوطا بھی کچھ کم نہیں۔ عطاری کا مرتبہ تو دیکھو کہ اس نے حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ایک نہیں چار ۴ فرشتوں کو بھی اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔
- صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فرشتوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی، وہ بھی سُن لیا اور سمجھ بھی لیا۔
- وہ گفتگو کون سی زبان (Language) میں ہوتی تھی؟ اردو یا عربی میں یا اور کوئی دیگر زبان میں؟

▣ اگر گفتگو اردو کے بجائے عربی زبان میں ہوئی تھی، تو واقعہ بیان کرنے والا عطاری عربی زبان جانتا ہے؟ کیا اس میں اتنی علمی صلاحیت اور زبان دانی کی مکمل طور پر واقفیت ہے کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ملائکہ کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سمجھ سکے؟ اور گفتگو کا ما حصل معلوم کر سکے؟

▣ اگر گفتگو اردو میں نہیں بلکہ عربی میں یا اور کوئی دیگر زبان میں ہوئی، جو زبان واقعہ بیان کرنے والا عطاری نہیں جانتا، تو اس کا صاف مطلب یہی ہوا کہ واقعہ وقوع میں نہیں آیا بلکہ عطار کی عظمت و اہمیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کی فاسد غرض سے اپنے سڑے ہوئے دماغ سے یہ جھوٹا واقعہ بیان کر دیا۔

▣ اب سنو! سن کر قارئین کرام ششدر اور حیران، پریشان ہو کر رہ جائیں گے۔ فرشتوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ''الیاس قادری'' کو سلام بھیجا ہے۔'' صرف اتنے چھوٹے سے کام کے لیے ایک کے بجائے چار ۴ فرشتے آئے۔

▣ ''نزولِ قرآن'' کے دور میں جب حضرت جبرئیل وحی لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اللہ کا کلام پہنچانے حاضر ہوتے تھے، تب اکیلے حاضر ہوتے تھے لیکن عطار کو اللہ کا سلام پہنچانے چار ۴ فرشتے آتے ہیں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے کلام کا بوجھ اکیلے اُٹھا سکتے ہیں، تو عطار کو بھیجے گئے اللہ کے سلام کا بوجھ اُٹھانے چار ۴ فرشتوں کی ضرورت کیوں تھی؟

▣ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کا کلام یعنی وحی (پیغام) پہنچانے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تھے، تب اللہ تعالیٰ کا

پیغام براہِ راست اور بلا واسطہ (Direct) حضورِ اقدس کو پہنچا دیتے تھے۔ درمیان میں کسی کو واسطہ نہیں بناتے تھے۔ یعنی جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام پہلے کسی صحابی رسول کو نہیں پہنچاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس کو یہ پیغام بھیجا ہے، لٰہذا آپ خدمتِ اقدس میں اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچا دینا۔ بلکہ براہِ راست (Direct) خود ہی پہنچا دیتے تھے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام یا کلام پہنچانا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے خلاف یا سوءِ ادب نہ تھا۔

▣ لیکن عطار کی شانِ فریب (Duplicity) کو بلند و بالا، پائیدار اور مستحکم و استوار (Durability) دکھانے کی فاسد غرض سے اللہ کا سلام براہِ راست، سیدھا اور بلا واسطہ (Direct) فرشتے نہیں پہنچاتے بلکہ درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو واسطہ بناتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کا سلام الیاس قادری کو پہنچا دینا''۔ یعنی معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! مکّار عطاری کے بیان کے مطابق حضورِ اقدس، سید المحبوبین والمکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک قاصد (Messenger) کی حیثیت دی جا رہی ہے کہ ایک قاصد اور پیغام پہنچانے والے کی حیثیت سے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''اللہ تعالیٰ کا سلام عطار کو پہنچا دیں'' توبہ!! استغفر اللہ!!

▣ ایک نہایت اہم نکتہ کی طرف بھی توجہ درکار ہے کہ اگر واقعی اور یقینی صدق کی منزل میں اللہ تبارک و تعالیٰ الیاس عطار کو سلام بھیج رہا ہے، تو فرشتے سیدھے الیاس عطار کے پاس ہی کیوں نہ پہنچ گئے اور کہہ دیا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے'' بات ختم ہو جاتی، معاملہ رفع دفع ہو جاتا۔ سلام بھیجنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور عطّار دونوں کے درمیان رہتا۔ اس پورے معاملے میں حضور اقدس سید الصادقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

وساطت (Mediation) بیچ میں لانے کا مقصد صرف یہی ہے کہ چاہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور حفظ مراتب و عظمت واحترام کا پاس رہے یا نہ رہے، الیاس عطار کی عظمت کا ڈنکا بجنا چاہیے۔

▣ جھوٹا واقعہ بیان کرنے والے کذّاب عطاری نے اپنے پیر کی اندھی عقیدت میں یا پھر بھاری رقم کی طمع اور حرص حصول میں ٹھن ٹھن گوپال بن کر جو سکھایا گیا اور رٹایا گیا، وہ طوطے کی طرح پڑھ دیا اور بیان کرتے وقت یہ نہ دیکھا کہ الیاس عطار کی عظمت کا ہنکوڑا اچھلانے میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادب شکنی ہو رہی ہے۔

▣ واقعہ نمبر ۲ میں بیان کنندہ عطار کے کہنے کے مطابق "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تشریف لائے، تب آپ اکیلے نہیں تھے بلکہ" اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ بیان کنندہ عطار طوطے سے استفسار کرنا ہے کہ ان صحابۂ کرام کی تعداد کتنی تھی؟ دو، پانچ، پچیس یا مزید؟ اُن میں سے کتنے صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی بتا سکتا ہے؟

▣ عطاری کذّاب کے بیان کے مطابق صحابۂ کرام کی تعداد کثیر ہونی چاہیے۔ کیوں کہ اگر صحابۂ کرام صرف چار، پانچ ہی ہوتے، تو واقعہ بیان کرنے والا بیان کرتا کہ پانچ یا سات تھے۔ جیسا کہ اس نے فرشتوں کی تعداد بتائی کہ چار ۴ تھے۔ اگر صحابۂ کرام کی تعداد شمار کرنا ممکن ہوتا، تو وہ عطاری ضرور یہ بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیّت میں اتنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔

▣ فارسی زبان کی مشہور کہاوت و مثل ہے کہ "دروغ گورا حافظہ نہ باشد" یعنی جھوٹ بولنے والے کا حافظہ نہیں ہوتا، اور وہ اپنے بیان کی تردید خود کرتا ہے۔ یہاں بھی یہی

معاملہ درپیش ہے کہ صحابۂ کرام کی تعداد بتانا عطاری طوطا بھول گیا۔ اُسے تو صرف اپنے گُرو گھنٹال (Fraudulent Tutor) کی عظمت کا پرچم لہرانا مقصود تھا۔ اسے واقعہ کی صداقت و سیاق و سباق سے سروکار نہیں۔ بس گپ ہانکنی ہے اور ہانک دی اور گپ بھی بھاری بھرکم ہانکی۔

▣ حالتِ بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا جھوٹا واقعہ بیان کرنے والے عطاری گپّی داس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا سلام الیاس عطار کو پہنچانے کا پیغام دیتے وقت صحابۂ کرام کی موجودگی بتانا یہ اُس فاسد منشا و مقصد کے تحت ہے کہ یہ واقعہ پڑھنے والا جان لے کہ الیاس عطار وہ عالی رُتبہ والا ولی ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ خفیہ طور پر یا وہ جب اکیلا ہو تب سلام نہیں بھیجتا بلکہ فرشتوں کے توسّط سے صحابۂ کرام کی موجودگی میں عطار کو سلام بھیجنے کی خدمت انجام دینے کا پیغام بھیجا ہے، تاکہ صحابۂ کرام کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا ایک مقرّب اور ذی وجاہت ولی اس پُرفتن دور میں جلوہ فرما ہے، جس کی شان و شوکت اور عظمت و رفعت کا یہ عالم ہے کہ اس کی یعنی عطار کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچانے کی کارگزاری انجام دینے کی ذمے داری حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کی جا رہی ہے۔ (معاذ اللہ ثم استغفر اللہ)

▣ اِن بے حیا اور بے شرم عطاری طوطوں میں غیرت اور حمیت کا اس قدر فقدان ہے کہ اپنے پیر عطار مکّار کی عظمت و رفعت جتانے کی خاطر سراسر جھوٹ پر مشتمل گپ اور ڈنگ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں ان کو ذرّہ برابر بھی خوفِ خدا سے تھرتھراہٹ یا کپکپاہٹ کا احساس تک نہیں ہوتا بلکہ ڈھیٹ اور اَڑیل بن

کر شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر جو بھی سڑے ہوئے بھیجے میں آیا، وہ اپنی گندی زبان سے بکواس کر دی۔

▣ حالتِ بیداری میں دیدار کے مندرجہ بالا دونوں واقعات کے ضمن میں مزید تنقیدی تبصرہ کیا جاسکتا ہے لیکن ہمیں عطار اور عطاریوں کی دیگر بہت ساری عجیب وغریب بھنگیر خانے کی گپ کا انکشاف وابطال کرنا ہے لہٰذا قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ مؤدبانہ استدعا کرتے ہوئے اس مضمون کو اتنے پر ہی بس کرنے کی کوتاہی کرتے ہیں۔

"عطّار کے پہلوان پیر بننے کے ٹھمکے" اور "مریدوں کی تعداد میں اضافہ کی طمع وحسرت"

پیر اور مرید کا رشتہ ایک روحانی اور پاکیزہ رشتہ ہے۔ کسی بزرگ کا مرید ہونا، بیعت ہونا ہوتا ہے۔ لفظ "بیعت" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لفظی معنی بیچنا (To Sell) ہوتا ہے۔ یعنی مرید اپنے مرشدِ برحق کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ اعظم واکرم کی رضا اور خوشنودی کے عوض بیچ دیتا ہے۔ پیر اپنے مرید کے ہادی اور رہبر کی حیثیت سے اس کے ہر دینی معاملے میں رہبری، ہدایت، نصیحت کرتا ہے۔ مصیبت، تکالیف اور موت کے وقت اس کی دستگیری فرما کر ضلالت، گناہِ کبیرہ اور آفات وبلیّات سے حفاظت کرتا ہے۔ دنیا میں تو مرید اپنے پیر کے فیض وکرم سے فیض یاب ہوتا ہی ہے، آخرت میں بھی اپنے مرشد کامل کے فیض اور شفاعت سے بہرہ مند ہوگا۔ راہِ شریعت اور طریقت میں پیر کامل کی رہبری نہایت لازمی اور ضروری ہے، ورنہ شیطان مغالطہ اور دھوکا دے کر گمراہ کر دے گا۔ اسی لیے تو اجلّہٗ اولیائے کرام نے فرمایا

ہے "مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فِی الدُّنْیَا فَشَیْخُ لَہٗ شَیْطَانُ فِی الْاٰخِرَۃِ" یعنی "جس کا دنیا میں کوئی شیخ (مرشد) نہیں، اس کا آخرت میں شیخ شیطان ہے۔" اس مسئلے کی تفصیلی وضاحت جن حضرات کو درکار ہے، وہ امام عشق و محبت، مجدّدِ دین وملت، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف جلیلہ "نَقَاءُ السَّلَافَہ فِیْ اَحْکَامِ الْبَیْعَۃِ وَالْخِلَافَۃِ" ۱۳۱۹ھ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ رسالہ "فتاویٰ رضویہ شریف" (مترجم) جلد نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۴۶۱ تا ۴۹۵ پر ہے۔

علاوہ ازیں کسی کو اپنا مرید بنانا، اس کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ مرید کے عقائد و اعمال کی اصلاح، ہدایت، راہِ نجات، اس کی حفاظت ظاہری و باطنی کی ذمے داری کا بوجھ اپنے کندھے پر لادنا ہے۔ اسی لیے تو اولیائے کاملین اپنے مریدوں کی تعداد میں اضافہ اور کثرت کے متمنّی و خواست گار نہیں ہوتے۔ البتہ درخواست کرنے پر اپنا مرید بنا بھی لیتے ہیں لیکن اپنے مریدوں کی تعداد بہت ہو، پوری دنیا میں میرے پیر و مرشد ہونے کا شہرہ ہو اور ڈنکا بجے، ایسی طمع اور لالچ کبھی نہیں کرتے، بلکہ اتباعِ سنّت کے طور پر داخلِ سلسلہ فرما لیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیر خانہ مارہرہ مقدسہ جو سلسلۂ قادریہ کی بھارت میں راجدھانی ہے۔ ایسی مقدس خانقاہ ہے کہ یہاں ایک چھت کے نیچے تقریباً چودہ قطب کے مزاراتِ عالیہ ہیں۔ راقم الحروف نے اپنے کانوں سے اپنے آقائے نعمت، تاجدارِ برکاتیت، مجدّدِ برکاتیت، احسن العلماء، مرشدِ اعظم، حافظ و قاری و مفتی و علامہ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن المعروف حضور حسن میاں صاحب قبلہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس زبانِ فیض ترجمان سے سماعت کیا ہے کہ "ہمارے خاندان کے

بزرگوں کو اپنا مرید بنانے کی کوئی حرص وطمع نہیں۔ ہمارے خاندان کے بزرگانِ عالی جب کسی کو مرید بناتے تب اُن کی نیت یہ ہوتی کہ اگر کوئی نیک اور متقی شخص ہمارا مرید ہوجائے گا تو اس مرید کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمادے گا۔"

سبحان اللہ! کیا شانِ تواضع وانکساری ہے کہ اپنے آپ پر پیر ہونے کے ناطے فخر نہیں فرماتے بلکہ اپنے نیک مرید کو اپنے لیے ذریعۂ نجات گردانتے ہیں۔

لیکن! افسوس! صد افسوس!

اس دورِ پُرفتن میں کچھ ایسے ناہنجار اشخاص بھی پائے جاتے ہیں، جو پیر و مرشد کے منصب عالی پر لمبی جست (Long Jump) لگا کر چڑھ بیٹھتے ہیں اور پیری مریدی کا کاروبار شروع کردیتے ہیں۔ ہر وقت اپنے مریدوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی فکر اور تاک جھانک میں رہتے ہیں۔ مالِ دنیا کی حرص وطمع اور حصولِ اقتدار کی حسرت میں ان کی نگاہیں شکار کو ڈھونڈتی ہیں اور "آجا۔ پھنستا جا" کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اپنے مریدوں کی تعداد پر صرف فخر ہی نہیں بلکہ تکبر، گھمنڈ، غرور، اھیمان کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انانیت، خودستائی اور مطلق العنانی کے نشے میں مخمور رہتے ہیں۔ مالدار، سیاسی، ذی اقتدار، غنڈے، اوباش اور لوفر قسم کے افراد کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتے ہیں اور اپنے مکر وفریب کے جال میں پھانس کر اُنھیں اپنا مرید بنا کر دَم لیتے ہیں۔ ایسے غیر سماجی اور نامہذب لوگوں کو اپنے مریدوں کی فوج میں بھرتی کرنے کا مقصد صرف اور صرف مالی اعتبار سے تقویت حاصل کرنے کے ساتھ اپنے بازو کی قوت کا استحکام ہوتا ہے۔

ایسے مالی قوت (Money Power) اور بازو کی قوت (Muscle Power) کے دلدادہ اور تاجرانہ نکتۂ نظر (Commercial Thinking) رکھنے والے دنیادار

پیروں میں دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطار کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ جس نے اپنے بازو کی مضبوطی (Muscularity) اور مال و دولت کی بہتات اور فراہمی کے لیے تہذیب و اخلاق اور شرم و حیا کے تمام اُصول اور تقاضوں کو خیر آباد و الوداع کر کے پیری مریدی کے ناٹک کا جو سوانگ رچایا ہے، وہ قابلِ صد نفریں و ملامت ہے۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں عرض کیا گیا، مولوی الیاس اپنے ہر کام کی اہمیت اور فضیلت ثابت کرنے کے لیے جھوٹے اور من گھڑت خوابوں کا خوب سہارا لیتا ہے۔ اپنی پیری مریدی کی دکان چمکانے کے لیے بھی معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے جھوٹے خواب اختراع کیے اور ان خوابوں کی خوب تشہیر کی۔ الیاس عطار نے لوگوں کو اپنا مرید بنانے کی رغبت دلانے کے لیے کثرت سے عطاری طوطوں کو متعیّن کیا ہے، جو لوگوں کے سامنے ایسے جھوٹے خواب بیان کرتے ہیں اور الیاس عطار کی ولایت، بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کے بے ڈھنگے گیت گاتے رہتے ہیں اور الیاس عطار کا مرید ہونے کی فضیلت میں ایسی ڈینگ (Rumour) پھیلاتے ہیں کہ الیاس عطار کا مرید ہونے کا حکم خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس سے آپ خود فیصلہ کر لو کہ ہمارے حضرت الیاس عطار کا رُتبہ اور مرتبہ کتنا بلند اور اعلیٰ ہے۔ اس دور میں ان کے جیسا پیر ملنا ناممکن ہی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو حضرت الیاس کے دست برحق پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا ہمارا آپ کو مدنی مشورہ بلکہ مدنی گذارش ہے کہ آپ حضرت الیاس عطار کے مرید ہو جاؤ اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مشرّف اور مالا مال ہو جاؤ۔ دیر مت کرو۔ نیک کام میں دیری اور تاخیر کیسی؟ آپ اسی وقت ہمارے ساتھ چلیے۔ ہم آپ کو حضرت کے پاس لے چلتے ہیں اور آپ کو مرید کرا

دیتے ہیں۔ اس طرح یہ عطاری طوطے ایک کامیاب سیلز مین (Salesman) کے انداز میں بھولے بھالے لوگوں کو اپنے بہکاوے میں لے لیتے ہیں۔ اُسے سوچنے کا موقع بھی نہیں دیتے بلکہ ایسے چپکتے ہیں کہ اُکھڑنے کا نام نہیں لیتے۔ اس بیچارے کو مکر و فریب کے جال میں پھانس کر بلکہ کھینچا تانی کر کے، قربانی کا بکرا بنا کر الیاس عطار کے ذبح خانہ میں لے جاتے ہیں اور حلال (ذبح) کر دیتے ہیں۔

مولوی الیاس عطار کے مرید بن جانے کے تعلق سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹا خواب پیش خدمت ہے:-

> 'حیدر آباد (باب الاسلام، سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ۱۹۹۰ء کی بات ہے، ہمارا اکثر خاندان بدعقیدہ تھا۔ میں خود تذبذب کا شکار تھا کہ کون سا گروہ سیدھے راستے پر ہے۔ ایک رات میں نے سخت پریشانی کے عالم میں یہ دعا کی: ''یا اللہ عزوجل! مجھے صحیح عقیدے اپنانے کی توفیق عطا فرما'' اس کے بعد میں سو گیا۔ سر کی آنکھیں تو بند ہوئیں، میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ مجھے اپنے شہد سے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب ہو گیا۔ قریب ہی نورانی چہرے والے دو ۲ بزرگ بھی موجود تھے۔ ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے کچھ یوں ارشاد فرمایا ''یہ احمد رضا ہیں، ان کے مسلک کو اپنا لو''۔ پھر دوسری 'ہستی کے بارے میں کچھ اس طرح فرمایا:
> ''یہ الیاس قادری ہیں۔ ان سے مرید ہو جاؤ''۔
> جب میں بیدار ہوا تو اپنی خوش بختی پر پھولے نہ سماتا تھا۔''

حوالہ:- "سرکار کا پیغام عطّار کے نام" (اردو)
ناشر: مکتبۃ المدینہ، محمد علی روڈ، بمبئی۔ خواب نمبر ۱۷، صفحہ نمبر ۴۳

- اس خواب میں بھی خواب دیکھنے والے کا نام و پتہ کچھ بھی نہیں۔ صرف "ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے" لکھ کر گپ ہانکی ہے۔
- خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ اس لیے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا نام رائج الوقت سکّہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کا نام لیے بغیر گاڑی چلنے والی نہیں، دُکان چمکنے والی نہیں، لہٰذا بطور سپر اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؔ کا نام لیا گیا ہے۔
- "اعلیٰ حضرت کا مسلک اپنا لینے کی بات بھی سراسر چھل اور مکر و فریب پر مبنی ہے۔ جب مولوی الیاس عطار خود مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم نہیں، تو اس کا عطاری مرید مسلکِ اعلیٰ حضرت پر کیسے قائم رہے گا؟
- خواب میں آخر میں اپنی مَن بھاتی بات لکھ دی اور وہ یہ کہ خواب دیکھنے والے عطاری سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "یہ الیاس قادری ہیں، ان سے مرید ہو جاؤ" واہ! سستے دام میں زبردست شہرت کر دی۔ گویا کہ دیگر الفاظ میں یہ کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ "آجا۔ جال میں پھنس جا۔"
- عطارؔ کے مخصوص کارکن ہر جگہ اور بالخصوص مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں حج اور عمرہ کے موقع پر جب الیاس عطار وہاں گیا ہوتا ہے، تب عطاری گروہ حجاج اور زائرین کو پھانس کر الیاس عطار کا مرید بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ بالخصوص ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے باشندوں کو پکڑ کر الیاس عطار کی قیام گاہ پر لے

جاتے ہیں اور اسے عطاری بنا کر ہی چھوڑتے ہیں۔

◘ اگر کوئی شخص کسی سُنّی صحیح العقیدہ کامل پیر کا مرید ہوتا ہے، تب اسے یہ کہہ کر پھانستے ہیں کہ آپ مولانا الیاس عطار کے طالب ہو جاؤ۔ طالب کرنے کے لیے بھی ان لوگوں نے جھوٹا خواب اختراع کر لیا ہے۔ وہ خواب کامل پیر کے مریدوں کو سنا کر اسے الیاس عطار کا طالب بنانے کی ترغیب دیتے ہیں اور اُکساتے ہیں۔ ایک خواب جو دعوتِ اسلامی کی جانب سے شائع کردہ کتاب ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' میں چھاپا گیا ہے، وہ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر ذیل میں مندرج ہے:۔

> ''تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ آخری عشرۂ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء کے اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے سندھی ہوٹل (باب المدینہ، کراچی) کے ایک سیّد اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ الحمدللہ عزّوجل! مجھے جیلانی سلسلے میں خلافت حاصل ہے۔ میرا دعوتِ اسلامی کے ماحول اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستگی کا سبب بڑا ایمان افروز ہے۔ میری قسمت کا ستارہ کچھ یوں چمکا کہ ایک رات جب میں سویا تو میری قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی۔ اور خواب میں دو جہاں کے سلطان، شہنشاہِ کون و مکان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا دیدار عالی شان نصیب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے۔ الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

''تم دعوتِ اسلامی کے بانی ''الیاس قادری'' سے طالب ہو جاؤ''، الحمدللہ! سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز (باب المدینہ، کراچی) میں حاضر ہو کر قبلہ شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری سے طالب ہو گیا۔''

حوالہ:- ''سرکار کا پیغام عطار کے نام'' (اردو)

ناشر: مکتبۃ المدینہ، محمد علی روڈ، بمبئ۔ خواب نمبر ۸، صفحہ نمبر ۳۱

واہ! کیا تیر ہدف چلایا ہے؟ جیلانی سلسلے کے خلیفہ سیّد صاحب صرف اتنا ہی تعارف!! خواب دیکھنے والے کا نام عطاری کبھی نہیں چھاپتے۔ چھاپتے بھی کیسے؟ خواب دیکھا ہو تو چھاپیں نا۔ عطار کی ناٹک کمپنی میں جھوٹ کا رول (اداکاری) نبھانے کا ہی دستور رائج ہے۔ دوسرے کامل اور اہلِ سنّت و جماعت کے اجلّۂ پیرانِ طریقت کے مریدوں کو عطّار کا ''طالب'' بنانے کے چکّر میں عطاری طوطوں نے مقدّس خاندانِ ساداتِ کرام کے نام سے جھوٹا خواب گڑھ لیا۔ تاکہ غیر سادات سنّی حضرات کو کہا جا سکے کہ دیکھو! جب ایک سیّد زادہ جو جیلانی سلسلے کا صرف مرید ہی نہیں بلکہ خلیفہ بھی ہے۔ ایسی باوقار شخصیت کو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الیاس عطار کا طالب بننے کا حکم صادر فرمائیں، تو مَا وَ شما کس گنتی میں ہیں؟ دیکھو! خود رسولِ پاک نے اپنے شہزادے سیّد صاحب کو حکم دیا کہ مولانا الیاس صاحب عطار کے طالب ہو جاؤ۔ وہ سید صاحب جیلانی سلسلے کے کسی پیر صاحب کے مرید بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے، لیکن انھوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی بجا آوری کرتے ہوئے امیر دعوتِ اسلامی حضرت الیاس قادری صاحب کے طالب ہو گئے۔ لہٰذا میٹھے اسلامی بھائی! تامُّل

اور تاخیر مت کریں، ابھی اور اسی وقت ہمارے ساتھ چلیے، ہم آپ کو حضرت صاحب کی مدنی قیام گاہ لے چلتے ہیں اور حضرت صاحب سے طالب کروا دیتے ہیں۔ اس طرح سیدھے سادے، بھولے بھالے سنّی بھائیوں کو الیاس عطار کے عطاری ٹھگ سہلا کر، سمجھا کر، پٹا کر، پھسلا کر، رپٹا کر، بہکا کر اور کھسکا کر لے جاتے ہیں اور عطار کا طالب بنا دیتے ہیں۔

حضور احسن العلماء کے مرید کو عطّار کا طالب بن جانے کی دعوت دینے والے عطّاری کو برکاتی بھائی کا سنسنی خیز اور دندان شکن جواب دینا۔ عطّاری بھاگ گئے

غالباً ۱۹۹۴ء کی بات ہے، جب میرا چھوٹا فرزند توصیف رضا حج بیت اللہ شریف اور حاضریٔ مدینہ مقدسہ کے لیے گیا ہوا تھا۔ دورانِ حج اس کی جان پہچان بمبئی سے آئے ہوئے اس کے ہم عمر میمن برادری کے چند نوجوانوں سے ہوگئی۔ وہ نوجوان میرے فرزند توصیف رضا کے پیر بھائی نکلے۔ میرا فرزند توصیف خانقاہِ عالیہ مقدسہ مارہرہ شریف کے سجادہ نشین، گل گلزارِ خاندانِ برکات، آبروئے سنّیت، مرشدِ اعظم حضرت قبلہ حافظ و قاری و مفتی سیّد مصطفیٰ حیدر احسن العلماء المعروف قبلہ حسن میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہے۔ حسنِ اتفاق سے اس کے بمبئی والے دوست بھی حضور احسن العلماء کے مرید تھے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران یہ تمام دوست گنبد خضرا کے نیچے باب جبرئیل کے قریب جمع ہوتے تھے اور بہت ہی آہستہ آواز میں سرکار اعلیٰ حضرت کا نعتیہ

کلام پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن نعت شریف کے وقفے کے دوران توصیف کے بمبئی والے دوست نے بتایا کہ یار! یہ عطّاری بہت پریشان کرتے ہیں۔ مجھ سے ان کی ملاقات اتفاقیہ حرم شریف میں ہوگئی۔ مجھ سے کہنے لگے کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ امیر اہل سنّت حضرت مولانا الیاس قادری بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ تب انھوں نے کہا کہ جناب آپ کو معلوم نہیں ہوگا مگر حقیقت میں حضرت مولانا الیاس قادری صاحب بھی مدینہ شریف تشریف لائے ہوئے ہیں اور فلاں مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چلیے اور حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کریں اور حضرت کا مرید ہونے کی سعادت بھی حاصل کریں۔ میں نے کہہ دیا کہ مجھے الیاس صاحب کا مرید نہیں ہونا۔ کیوں کہ میں مارہرہ مقدّسہ کے سجادہ نشین اور تاجدارِ برکاتیہ حضور احسن العلماء کا مرید ہوں۔ تب ان عطاریوں نے کہا ٹھیک ہے آپ حضرت حسن میاں صاحب کے مرید ہو لہٰذا اب مرید نہیں بننا تو مولانا الیاس قادری کے طالب بن جاؤ۔ میں نے جواب میں کہا: میں سوچ کر بعد میں جواب دوں گا۔

اپنے بمبئی والے برکاتی دوست کی زبانی یہ داستان سُن کر توصیف نے اپنے برکاتی بھائی سے کہا کہ برادرِ طریقت! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں آپ کو ایک جواب سکھاتا ہوں کہ آپ کا جواب سُن کر عطاری طوطے پھُر پھُر کر کے اُڑ جائیں گے اور کبھی آپ کے قریب نہیں آئیں گے۔ وہ جواب یہ ہے کہ، جب بھی یہ عطاری تم سے الیاس عطار سے طالب ہونے کا اصرار کریں، تب ان عطاریوں کو صرف اتنا ہی کہہ دینا کہ ''میں ایسے عظیم شان والے پیر کا مرید ہوں کہ اگر الیاس عطار کو میرا طالب بننا ہے، تو اسے ابھی بلالاؤ، میں اسے اپنا طالب بنالوں گا۔ مجھے ان کا طالب بنانے کی بات

چھوڑو۔" اُس دن کے بعد سے عطاریوں نے توصیف کے بمبئی والے برکاتی بھائی کو چھیڑنا بند کردیا۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس طرح الیکشن (Election) کے دنوں میں سیاسی پارٹی کے کارکنان (Workers) اپنے اُمیدوار کے لیے گھر گھر جا کر ووٹ کی بھیک مانگتے ہیں، مگر ان کا ووٹ (Vote) کی بھیک مانگنا صرف الیکشن کے دنوں تک محدود اور منحصر ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی انداز اور طریقے پر عطّار کے کارکنان ایک ایک شخص کو پکڑ پکڑ کر عطّار کا مرید بنانے میں کوشاں اور متحرک (Canvassar) رہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سیاسی لوگ صرف چناؤ کے دنوں میں ہی اپنی سیاسی پارٹی کے اُمیدوار کی مشہوری میں متحرک ہوتے ہیں، جبکہ دعوتِ اسلامی کے عطّاری طوطے اپنے عطّار کے مریدین کی تعداد میں اضافہ کے لیے بارہ مہینہ متحرک رہتے ہیں۔ یہی ان کی ڈیوٹی (Duty) ہے کہ جتنا ہوسکے اتنا زیادہ لوگوں کو مکروفریب کے جال میں پھنسا کر عطّار کا مرید یا طالب بناؤ۔

مولوی الیاس عطار اپنے مریدوں کی بہت بھاری تعداد پر اس لیے اصرار کرتا ہے کہ وہ مریدین کی کثرت سے اپنے مالی اور بازو کی قوت کو مستحکم، اٹل اور مضبوط بنا سکے۔ تاکہ کٹھ مُلّا قسم کے مولویوں کو خرید سکے اور مخالفت کرنے والے حق گو علما و عوام کو اپنے غنڈوں کے ذریعے مار پیٹ کرا کر یا ڈانٹ ڈپٹ اور دھمکی دے کر خاموش کرا سکے۔ جس طرح سیاسی پارٹی کے سربراہ اپنے مخالفین کو بھاری رقم دے کر خرید لیتے ہیں یا پھر اپنے غنڈوں کے ذریعے اسے ہمیشہ کے لیے خاموش کردیتے ہیں۔ بالکل یہی طرز و انداز مولوی الیاس عطار سربراہِ دعوتِ اسلامی نے اپنایا ہے اور مخالفت کرنے والوں کی آواز کو دبایا ہے۔

عطار کی گھمنڈ بھری شیخی: ''اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند کے مُریدوں کا ریکارڈ توڑ دینے کی ڈینگ ہانکنا''

دنیا پرست پیر جو ہوتے ہیں، اُن کا ایک ہی شیوہ ہوتا ہے، کہ کثرت سے مرید بناؤ۔ تاکہ مال وزر سے تجوری چھلک جائے اور سیٹھ وغنڈے افراد مرید ہونے کی وجہ سے اپنا رُعب، دبدبہ اور ہیبت بھی طاری رہے۔ اپنی پیری اور مریدی کی دُکان چمکانے اور چلانے کے لیے وہ نت نئے نخرے اور شعبدہ بازیاں کرتے رہتے ہیں۔ اپنے کچھ مخصوص مریدوں کو بطور ایجنٹ متعین کرتے ہیں، تاکہ وہ پیر صاحب کے مریدوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خدمت انجام دیں۔ یہ ایجنٹ لوگ پیر صاحب کے تقویٰ، پرہیزگاری، علم وعمل، کرامات، شانِ ارفع واعلیٰ وغیرہ پر مشتمل گپیں لوگوں کو سناتے ہیں اور اپنے پیر صاحب کا مرید بننے کی ترغیب دیتے ہیں، اُکساتے ہیں، اُبھارتے ہیں اور یہاں تک جھوٹ بولتے ہیں کہ اس زمانے میں اُن کے جیسا پیر ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ یہ ایجنٹ لوگ روزانہ کئی افراد کو پھانس کر پیر صاحب کے پاس لاتے ہیں اور مرید بنا دیتے ہیں۔ پیر صاحب کے مریدوں کی فہرست ہزاروں، لاکھوں کی تعداد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ تو پیر صاحب پھولے نہیں سماتے۔ اناپ شناپ اور اوٹ پٹانگ بکواس پر مشتمل شیخی مارنے لگتے ہیں اور اپنی انانیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ایسے دُنیا پرست، لالچی، حریص اور طامع پیروں میں دعوتِ اسلامی کا بانی مولوی الیاس عطارؔ انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ تکبّر اور غرور کے نشے میں اپنے بزرگوں پر نشانہ تاکنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ جب الیاس عطار بریلی شریف آیا تھا، تب اُس نے

آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ پر ہی علمائے کرام کی موجودگی میں بے حیا و شرم ہوکر یہ بڑ ہانکی تھی کہ:۔

''میں اعلیٰ حضرت اور حضور مفتیٔ اعظم کے مریدوں کا ریکارڈ توڑ دوں گا۔''
حوالہ:۔''دعوتِ اسلامی علماء و مشائخ کی نظر میں'' مرتب: حضرت علامہ غلام رسول قادری رضوی، ناشر: مکتبہ سُنّی آواز، پاکستان زیرعنوان: دعوتِ اسلامی سے پرہیز کیوں؟ صفحہ نمبر ۱۴۴

ملاحظہ ہو!! الیاس عطار کو کتنا گھمنڈ اور غرور ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی (Over Confidence) کے نشے میں اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کے مریدوں کی تعداد سے ٹکر لینے کی شیخی بگھار رہا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ امام اہلِ سنّت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بہت ہی کم اسفار (Travelling) فرمائے ہیں، لہٰذا اعلیٰ حضرت کے مریدوں کی تعداد محدود ضرور ہے لیکن تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتی اعظم ہند نے کثرت سے اسفار اور دورے فرمائے ہیں۔ لہٰذا حضور مفتی اعظم ہند کے مریدین کی تعداد ایک کروڑ سے بھی متجاوز ہے لیکن حضور مفتی اعظم ہند کے مریدین کی خاصیت، صفت، قابلیت اور معیار (Quality) اعلیٰ اور نفیس ہے کہ عطار کے دس ہزار مریدوں کو ترازو (Scale) کے ایک پلڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں حضور مفتی اعظم ہند کا صرف ایک مرید رکھو، تو بلاشبہ حضور مفتی اعظم ہند کے مرید کا پلڑا بھاری رہے گا۔

صرف کثرتِ تعدادِ مریدین سے پیر صاحب کی شان و شوکت، جاہ و حشمت اور

عظمت و مرتبت کا اندازہ نہیں لگایا جاتا بلکہ مریدین کس نوعیت (Specific) کے ہیں، یہ دیکھا جائے گا۔ تعداد (Quantity) کا نہیں معیار (Quality) کا اعتبار ہے۔ علاوہ ازیں جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم اختر رضا کے تو کئی کروڑ مریدین ہیں۔ دنیا کے خطّے خطّے میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

ایک اہم بات کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری ہے کہ فقیر راقم الحروف کو آقائے نعمت، مرشدِ برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت عالی میں ایک عرصے تک معیّت میں رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ کے ساتھ متعدد اسفار اور دورے کرنے کی سعادت میسّر ہوئی ہے لیکن حضور مفتی اعظم ہند نے کبھی بھی کسی سے نہیں فرمایا کہ 'میرا مرید بن جا' یا اپنے کسی خاص آدمی سے یہ نہیں کہا کہ فلاں شخص کو میرا مرید بنا دو۔ یہی عمدہ خاصیت اور عادتِ کریمہ حضور قبلہ تاج الشریعہ کی بھی رہی۔ لیکن مولوی عطار آپنے مریدین کی تعداد بڑھانے کے لیے شرم و حیا، تہذیب و تمدّن، شائستگی اور غیرت کو بالائے طاق رکھ کر مرید بنانے کی حرص و طمع میں حواس باختگی اور بوکھلاہٹ (Bewildered) میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ''ننگا سب سے چنگا'' والی مثل پر عمل کرتے ہوئے دوسرے پیروں کے مریدین کو اپنا مرید یا طالب بنانے کے لیے اپنے عطاری چمچوں کو کام پر لگایا ہے کہ مکر و فریب کے ماہر اور تجربہ کار کی حیثیت سے لوگوں کو جھانسا دے کر میرے پاس کھینچ تان کر لے آؤ اور میرے مرید بنا دو۔ جس طرح سیاسی پارٹیاں اپنی پارٹی کی اہمیت جتانے کے لیے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی رکنیت (Membership) کی بھاگ دوڑ میں لگی رہتی ہیں، اسی طرح اپنے گرو گھنٹال الیاس عطار کی اہمیت کا جھنڈا لہرانے کے لیے لوگوں کو ان کا مرید بنانے کے نئے نئے

شعبدے اپنا کر بھان مَتی کے کھیل، کرتب دکھاتے رہتے ہیں۔ عطاری طوطے لوگوں کے سامنے کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں کہ الیاس عطار کے اتنے کروڑ (Crore) مرید ہو گئے ہیں اور مریدوں کی تعداد کے معاملے میں ہمارے امیر اہلِ سنّت جانشین مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ ہمارے الیاس عطار جیسا پیر طریقت آج کی تاریخ میں پوری دنیا میں نہیں۔ ایسی گپ ہانکے رہتے ہیں۔ بھولے بھالے عوام ان کی باتوں میں آکر اور ان کی ٹماخ، ٹماک، ٹیپ ٹاپ اور نمود و نمائش دیکھ کر ان کے فریب کے بھنور کے پیچ در پیچ کی بھول بھلیّوں میں چکرا وے لیتا ہے اور خواستہ یا پھر ناخواستہ الیاس عطار کا مرید بن جاتا ہے۔

مریدوں کی تعداد بڑھانے کا الیاس عطار کا ناٹک اور جلسے میں شامل ہونے والے لوگوں کی تعداد میں مردم شماری میں سراسر جھوٹ کا مظاہرہ

کسی کا مرید ہونا، کسی سے بیعت ہونا یعنی کسی کامل شخصیت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ایمان و عملِ صالح کی پختگی کا قول کرنا اور عہد و پیمان کرنا، اسی کو بیعت کرنا یعنی مرید ہونا کہتے ہیں۔ راہِ طریقت میں مختلف سلاسل میں یہی طریقہ رائج و معمول ہے کہ مرید ہونے والا شخص مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد و پیمان کرے۔ اس رسم میں سب سے اہم اور لازمی شرط یہ ہے کہ مرید ہونے والا شخص مرید ہونے کی نیت سے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ صرف رسمی طور پر ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے وقت ہاتھ میں ہاتھ دینے سے بیعت نہیں ہوگی۔ اس طرح صرف ایک سنّتِ رسول ادا ہوگی اور

ثواب پائے گا لیکن مرید ہونے کے لیے مرید ہونے کی نیت سے ہاتھ میں ہاتھ دینا شرط ہے۔ بغیر نیتِ بیعت مرید نہیں ہوگا۔ لیکن الیاس عطار نے اردو زبان کی مشہور مثل ''مان نہ مان، میں تیرا مہمان'' کو اس طرح تبدیل کر دیا کہ ''بیعت کر، نہ کر۔ میں تیرا مرشد و پیر'' اور زبردستی لوگوں کو اپنی مریدی میں داخل کر لیتا ہے۔

مثال کے طور پر کہیں دعوتِ اسلامی کا اجتماع ہوتا ہے۔ تب عطاری یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اجتماع میں شرکت فرمانے کے لیے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہونے والے ہیں۔ علاوہ ازیں اجتماع میں شریک ہونے والے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا عوام بھاری اور کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ فرض کرلو کہ چالیس ہزار لوگ اجتماع میں شریک تھے۔ دورانِ نعت خوانی اور تقاریر اچانک الیاس عطار اسٹیج پر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہے اور مائیک ہاتھ میں لے کر اعلان کرتا ہے کہ اس وقت اجتماع میں جتنے لوگ موجود ہیں، ان تمام حاضرین کو میں نے اپنا مرید بنالیا۔

اسے کہتے ہیں ''زبردستی کا سودا'' مجمع میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو پہلے سے کسی سنّی صحیح العقیدہ پیروں سے مرید ہوتے ہیں۔ ان تمام کو، ان کی مرضی کے بغیر، ان کی مرید ہونے کی نیّت نہ ہونے کے باوجود جبراً الیاس قادری اپنا مرید بنالیتا ہے۔ دوسرے دن عطّاری چمچے یہ غلط بات تشہیر کرتے ہیں کہ کل شب دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں ایک لاکھ لوگ الیاس عطار کے مرید بنے۔ حالانکہ یہ ایک لاکھ کی تعداد بھی سراسر گپ ہوتی ہے۔ اس طرح مرید بننے والوں کی غلط تعداد شمار کر کے کُل مریدین کی تعداد کا میزان (Total) لگایا جاتا ہے کہ واہ! ہمارے امیر دعوتِ اسلامی کے اتنے کروڑ اور اتنے لاکھ مرید ہو گئے۔

مریدین کی تعداد کے میزان کا تقابل جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ
فی الہند، تاج الشریعہ، حضور قبلہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب علیہ الرحمۃ
والرضوان بلکہ خود تاجدارِ اہلِ سنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ
والرضوان کے مریدین کی تعداد سے کیا جاتا ہے اور سینہ تان کر گھمنڈ و غرور کیا جاتا ہے کہ
ہمارے حضرت عطار کے مریدین کی تعداد اِن دونوں بزرگوں کے مریدین کی تعداد
سے بڑھ گئی۔

ارے بے وقوف نادانو! تم عطاریوں کو کیا معلوم کہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور
تاج الشریعہ کا صرف ایک مرید ہی الیاس عطار کے ایک ہزار سے بھی زائد مریدوں پر
بھاری ہے۔ حالانکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے کثیر التعداد مریدین کی
نصف تعداد تک بھی الیاس عطار کے مریدین کی تعداد نہیں پہنچی۔ اور عطار کے مریدین
کی تعداد کے میزان میں بھی سراسر جھوٹ، کذب بیانی، گپڑ شپڑ، گڈ مڈ اور واہیات گپوں
کی ہی آمیزش ہے۔ علاوہ ازیں الیاس عطار کے یہاں مریدین میں شرافت، قابلیت،
عمدگی وغیرہ معیار (Quality) کا مطلقاً لحاظ نہیں کیا جاتا۔ جو بھی آئے، اسے مرید بنالیا۔
سُنّی، بدمذہب، صلح کلّی وغیرہ ضروری اُمور کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ الیاس عطار کو
مریدین کی مقدار (Quantity) ہی میں دل چسپی ہے۔ پھر چاہے وہ کسی دوسرے پیر کا
مرید ہو، اُسے اپنی مریدی میں لے لینا ہے۔

ایک شریف آدمی کسی غیر کی منکوحہ پر نظر بد نہیں کرتا۔ ٹھیک اسی طرح ایک
دیانت دار اور شریف طبیعت پیر کسی دوسرے پیر کے مرید کو اپنا مرید بنانے کی کوشش تو
کیا، سوچتا بھی نہیں۔ لیکن مُلّا الیاس عطار کو اپنے مرید بنانے کی ایسی حرص اور لالچ کی

بیماری لگی ہے کہ وہ دوسرے پیروں کے مریدین کو اپنی مریدی کے جال میں پھانسنے کی طمع میں مبتلا رہتا ہے۔ حیرت اور تعجب تو تب ہوتا ہے جب عطار اپنی پیری، مریدی کی دُکان چمکانے کی فاسد غرض سے حضور مفتی اعظم ہند اور حضور احسن العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان اور دیگر مشائخ اہلِ سنّت کے مریدوں کو اپنا مرید یا طالب بنا لینے کی غرض سے کمند اور پھندا ڈالتا ہے۔

"خلیفۂ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ کے مرید ہونے کی عطار نے ایک زمانہ میں خواہش ظاہر کی مگر اب اُن کے خلاف مہم چلا کر انھیں گالیاں لکھ کر تحقیر و تذلیل کرتا ہے"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تلمیذ اور بہت ہی پیارے خلیفہ حضرت مولانا و مفتی شیخ الحدیث، محدثِ اعظم پاکستان ابوالفضل علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز نے سرزمین پاکستان کے شہر گوجرانوالہ کی سنگلاخ زمین کو ایک ایسا شاداب اور شادماں گل سرسبد عطا فرمایا ہے جس کی خوشبو، لہک، مہک اور نکہت پورے عالم اسلام میں امتیازی شان وشوکت سے پھیلی ہوئی ہے۔ یعنی ہادیٔ قوم وملّت، بہارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، محافظ و پاسبانِ اہلِ سنّت، آبروئے سنّیت، ترجمانِ مسلکِ رضا حضرت مولانا و علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب، گوجرانوالہ جو "جماعت رضائے مصطفیٰ، پاکستان" کے امیر اور اہلِ سنّت و جماعت کے خواص وعوام کا محبوب ترین ترجمان یعنی ماہ نامہ "رضائے مصطفیٰ" کے سرپرستِ اعلیٰ ہیں۔ آپ علم وفن کے فلک کے درخشاں ستارے ہیں۔ اہلِ علم طبقے میں آپ کے کمالِ علم وفن کا ہمیشہ تذکرہ

ہوتا رہتا ہے۔ علاوہ آپ کے مجاہدانہ کردار اور تصلب فی الدین کا ہر عام و خاص کو اعتراف ہے۔ جب بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف کسی نے آواز اُٹھائی یا مہم چلائی تو حضرت مولانا مفتی ابوداؤد صاحب شیر ببر کی حیثیت سے میدان میں اُترے اور ہر فتنہ و صدائے باطل کی سرکوبی میں آپ نے ایک مردِ مجاہد کا کردار ادا کیا۔

حضرت مفتی ابوداؤد صاحب گوناگوں خوبیوں اور صلاحیتوں کے جامع ہونے کے ساتھ ایک خصوصی شرف کے بھی حامل ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے خلیفہ اور مجاز ہیں۔ ہر سنّی مسلمان آپ کے رُتبہ و مرتبہ سے واقف ہے۔ آپ کی بزرگی، عظمت اور جلالتِ علم کا قائل ہے اور آپ کو قابل صد تعظیم و احترام جانتا اور مانتا ہے۔ اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں مولوی الیاس عطار کی دو متضاد (Contrary) خواہشات پیش کرتے ہیں:۔

▣ بقول مبلغ دعوتِ اسلامی، مولانا حافظ غلام محمد صاحب رضوی، خطیب جامع مسجد، خوشاب، فیصل آباد (پاکستان)

"دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں امیر دعوتِ اسلامی کہا کرتے تھے کہ اگر حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ مجھے بیعت کر کے مجھے اپنے مریدوں میں شامل کرلیں، تو میرے لیے بڑی سعادت ہوگی۔"

لیکن!!!!

▣ اب اس خواہش کے برعکس مولوی الیاس نے اُلٹا دھرا باندھ لیا ہے۔ مذکورہ بالا تحریر کے محرّر حضرت مولانا حافظ غلام محمد صاحب رضوی کے پیر و مرشد حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق گوجرانوالہ کے خلاف ناقابلِ برداشت تحقیری و تذلیلی جملے لکھ کر سخت توہین کرنے کی عطار نے ایک منظم مہم چلائی ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت مولانا ابو داؤد صاحب مدظلہ سرکار اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے پورے پاکستان کے سنّی مسلمانوں کے مقتدا، پیشوا، ہادی اور باوقار رہبر کے منصب عالی پر متمکن ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا مقصدِ حیات صرف اور صرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت بنا لیا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر تقریباً پچاس ۵۰ رسال سے اہلِ سنّت و جماعت اور مسلکِ حق مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ترجمان کی حیثیت سے اشاعتی خدمات انجام دینے کے لیے ایک ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے نام سے نظم وضبط سے شائع ہو رہا ہے اور یہ اشاعتی خدمت حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق کی سرپرستی اور نگرانی میں ہو رہی ہے۔

ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' نے اہلِ سنّت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف جاری کردہ ہر ارتکاب کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ دلائلِ قاہرہ وساطعہ کی روشنی میں ایسے اعلیٰ معیار کے مضامین شائع کیے ہیں کہ مخالفین کو دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں۔

''رضائے مصطفیٰ'' کا کلمۂ حق بر خلاف دعوتِ اسلامی:-

دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں ''رضائے مصطفیٰ'' کے توسط سے حضرت مولانا ابو داؤد گوجرانوالہ اور آپ کی ٹیم بالخصوص علامہ حافظ غلام محمد قادری رضوی، فیصل آباد اور ان کے شاگردِ رشید جناب عبدالسمیع خان، ساہیوال نے کافی جدّوجہد اور مشقت فرما کر دعوتِ اسلامی کے فروغ اور ارتقاع میں نمایاں کردار ادا فرمایا اور گاہے بگاہے مفید مشوروں سے بھی نوازا ہے۔

دعوتِ اسلامی نے مسلکِ اعلیٰ حضرت اور مسلمہ بزرگ علمائے کرام کے فتاوٰی کے خلاف چند مسائل جو سراسر ناجائز تھے انھیں جائز قرار دینے کی مہم چلائی۔ مثلاً ⊙ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا ⊙ تداعی کے ساتھ نوافل کی جماعت قائم کرنا ⊙ ٹی وی، موِوی اور ویڈیو کا استعمال ⊙ تصویر کشی۔ اور تصویر کشی کا حال تو یہاں تک پہنچا کہ دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں مولوی الیاس عطار کی تصویر کھلّم کھلا بیس ۲۰/روپیہ میں فروخت ہونے لگی۔

تب ''رضائے مصطفیٰ'' نے ہمیشہ کی طرح کلمۂ حق بلند کیا اور بہت ہی نرم و مہذبانہ انداز میں دعوتِ اسلامی کے ذمے داروں کو ان تمام ارتکاباتِ قبیحہ سے اجتناب اور پرہیز کرنے کی دردمندانہ اپیل کی۔ مگر صد افسوس! مولوی الیاس عطار اور ان کے رفقا نے پیغامِ حق کو قبول نہیں کیا اور اپنی نازیبا اور خلافِ شریعت حرکتوں پر ڈھٹائی کے ساتھ قائم رہے۔ لہٰذا علامہ حافظ غلام محمد قادری نے مولوی الیاس کو خط لکھا اور نہایت دردمندانہ اور مہذبانہ نرم لہجے میں عرض معروض کیا مگر مولوی الیاس عطار کے بہرے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ بلکہ اردو زبان کی مشہور مثل چوری اور سینہ زوری کے مصداق اپنی اور اپنے مریدوں کی اصلاح کرنے کے بجائے جذبۂ انانیت و گھمنڈ سے متاثر ہوکر فساد و انتشار کا شکار بن کر میدانِ فتنہ میں لڑنے، بھڑنے، مرنے کے لیے کود پڑے۔

▣ کتاب ''مظلوم مبلغ'' کے نام سے فتنہ پروری :-

''رضائے مصطفیٰ'' کے سنہری مشوروں کو قبول کرنے کی بجائے مولوی الیاس عطار کتیانوی نے اپنے ایک پٹّھے عابد علی عائذ حجازی سوکن وٹڈی کے نام سے ایک کتاب ''مظلوم مبلغ'' کے نام سے شائع کروائی۔ اس کتاب میں :-

✪ مولوی الیاس کو بے قصور دین کی تبلیغ کرنے والا کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو، بتایا گیا ہے۔

✪ رضائے مصطفیٰ کے مہذبانہ التماس کا غیر مہذب جارحیت سے جواب دیا گیا ہے۔

✪ مولوی الیاس کو مظلوم اور حضرت علامہ ابوداؤد کو ظالم لکھا ہے۔

✪ لیکن پوری کتاب میں ایک لفظ بھی اس تعلق سے نہیں لکھا کہ مولوی الیاس عطار پر کیا ظلم کیا گیا؟

✪ ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے سرپرست حضرت مولانا ابوداؤد کے خلاف تحریری، بدزبانی اور حقارت وتذلیل آمیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

✪ خلیفۂ اعلیٰ حضرت کے مرید خاص اور پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، و نیز پورے ملک کے علمائے اہلِ سنّت کے مقتدا اور رہبر اور عوامِ اہلِ سنّت کے مرکز عقیدت حضرت علامہ ابو داؤد صاحب کے خلاف مولوی الیاس عطار کے ایما و اشارے بلکہ حکم سے عطاری مصنف کی لکھی گئی کتاب ''مظلوم مبلغ'' میں الزامات، اتہامات، افتراعات، صریح دُشنام طرازی کی بھرمار کی گئی ہے بلکہ گالیاں تک کثرت سے شائع کی گئی ہیں۔

✪ اس کتاب کی وجہ سے سُنیوں کے اتحاد واتفاق پر کاری ضرب لگی اور افتراق وانتشار کا ماحول کھڑا ہو گیا اور ایک نیا فتنہ دعوتِ اسلامی کی طرف سے شروع ہوا۔

✪ ''مظلوم مبلغ'' کتاب سے مسلکِ اعلیٰ حضرت سے ہمدردی رکھنے والے مُتصلّب سنّی حضرات کو گہرا صدمہ پہنچایا گیا ہے۔ صرف اتنے پر بس نہیں بلکہ زخم پر نمک چھڑکتے ہوئے یہ کتاب کراچی شہر میں اور دعوتِ اسلامی کے ملتان کے اجتماع اور ملک بھر میں وسیع پیمانے پر مفت (Free) تقسیم کی گئی، تاکہ اس فتنے کی آگ کے شعلے مزید بھڑکیں اور اہلِ سنّت کے اتحاد واتفاق اس کی لپیٹ میں آجائیں اور جل جائیں۔

ایک سوال: علامہ ابوداؤد کا قصور کیا ہے؟

صرف اتنا ہی قصور ہے کہ انھوں نے دعوتِ اسلامی کی ہمدردی اور صرف سنیت کی بھلائی کے لیے ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' میں نہایت ہی مہذبانہ، مؤدبانہ اور مخلصانہ طرزِ تحریر سے مولوی الیاس عطار کو یہ مشورہ دیا کہ ● ٹی۔وی ویڈیو ● تصویر کشی ● نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ● اجتماعات میں الیاس عطار کی تصویر فروخت کرنا ● تداعی یعنی اعلان کر کے نفل نماز کی جماعت قائم کرنا وغیرہ منہیاتِ شرعیہ سے اجتناب اور اُسے ترک کرنے کی فہمائش اور مشورہ دیا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدّدِ دین وملت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا محقق بریلوی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتی اعظم ہند اور آپ کے دور کے جلیل القدر مفتیانِ کرام وعلمائے عظام کے رسائل، کتب اور فتاوٰی کے حوالے درج فرما کر مولوی الیاس کو نصیحت اور گذارش کی تھی۔ اور کوئی ذاتی معاملہ یا آپسی رنجش کے جذبے سے متاثر ہو کر ایسی کوئی بات نہیں لکھی تھی کہ مولوی الیاس عطار کی تردید، تذلیل، تحقیر یا ہتکِ عزت ہو۔ صرف ہمدردی کے جذبے سے مفید مشورہ دیا تھا۔

مگر بُرا ہو انانیت، مطلق العنانی، غرور، تکبّر اور گھمنڈ کی فطرت و عادت کا کہ حضرت علامہ ابوداؤد صاحب کا مشورہ مولوی الیاس عطار کے لیے آگ کا بھبوکا بنا۔ مولوی الیاس کا رُواں رُواں کھڑا ہوگیا۔ اس کے گھمنڈ کو ٹھیس پہنچی۔ مجھے مشورہ دینے کی ہمت؟ یہ میری شانِ عظمت کے خلاف ہے۔ غصّے سے لال پیلا اور آگ بگولہ ہوگیا۔ میں امیر اہلِ سنّت ! ، دعوتِ اسلامی کا بانی ہونے کا عظیم المرتبت منصب رکھتا ہوں اور

مجھے مشورہ دے کر میری تذلیل وتوہین کرنے والے کو ضرور سزا ملنی چاہیے۔ تاکہ مستقبل میں اور کوئی ایسی ہمت وجسارت نہ کرے۔ میں کیا؟ میری شان کیا؟ میری عزت اور مرتبے پر اُنگلی اُٹھائی جارہی ہے؟ مجھے کسی کے بھی مشورے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اور ایسے بن مانگے مشورے دینے والے کو عقوبت، تعزیر اور سرزنش کا مزہ چکھانا ضروری ہے، جو ایک عبرت ناک تنبیہ بن جائے۔

بس اپنے قلم کاروں میں سے ایسے جری، پھوہڑ، اوباش، لوفر اور کمینہ قلم کار کا انتخاب کیا گیا۔ جو بے حیائی، بے شرمی اور بدتمیزی کی تمام سرحدیں عبور کرنے میں مہارت رکھتا تھا۔ لہٰذا ایک کٹھ ملّا عابد علی عائذ حجازی سوکن وِنڈی سے ایک کتاب ''مظلوم مبلّغ'' مرتب کروائی۔ جسے سیاق وسباق اور حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

''قارئین کرام! سوچیں اور انصاف کریں''

جیسا کہ اوراقِ سابقہ وابتدائیہ میں دعوتِ اسلامی کے دستور کی بحث میں دعوتِ اسلامیہ ضالہ کے منشور نمبر ۴ کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس نمبر ۴ کے طریقۂ کار کو قارئین کرام کی سہولت ربط مضمون کی غرض سے پھر ایک مرتبہ دوہراتے ہیں:-

دستور نمبر ۴ :- **''بیان میں باطل فرقوں کا رَد ہو نہ تذکرہ۔ صرف مثبت انداز میں ضرورتاً اپنے مسلکِ حقّہ کا اظہار ہو۔''**

ملاحظہ فرمائیں کہ گستاخِ رسول بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ کی تردید وتبطیل نہ کی جائے، ایسا آئین (Constitution) دعوتِ اسلامی کی بنیادی پالیسی ہے۔ یعنی گستاخِ رسول کہ جنھوں نے حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع واعلیٰ میں گھنونی اور سڑی ہوئی بے ادبی وتوہین کی ہے، مثلاً وہابی، دیوبندی، تبلیغی، اہل

حدیث، قادیانی، شیعہ، خارجی وغیرہ مذاہب باطلہ کے خلاف کچھ بھی مت بولو۔ ان کا تذکرہ بھی مت کرو یعنی ان کے گستاخانہ عقائد ونظریات کا ذکر تک مت کرو۔ کچھ نہ بولو، کچھ نہ لکھو۔ کیوں؟ اس لیے کہ کہیں ان بدمذہبوں کو اور ان کی حمایت کرنے والوں کو بُرا نہ لگ جائے، کہیں ان کی دل آزاری نہ ہو جائے۔ لہٰذا حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین، بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں کے خلاف کسی بھی قسم کا تردیدی وتنقیدی رویہ مت اپناؤ۔ سب کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرو۔ صلح کلی بن جاؤ۔ اعلاء کلمۃ الحق مت کرو۔ عقیدہ اور ایمان کا معاملہ مت چھیڑو۔ صرف عمل، عمل اور عمل کی ہی بات کرو۔ سُنّتیں پھیلاؤ۔ بدمذہبوں کے رَد کا فرضِ اعظم بھول جاؤ۔ کسی کے خلاف کچھ بھی مت کہو۔ چاہے وہ کیسا ہی بدبخت، گستاخِ رسول ہو۔ ہمیں ان گستاخانِ بارگاہِ رسالت سے پنگا نہیں لینا۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف ہماری تنظیم دعوتِ اسلامی کا فروغ وتشہیر ہے۔ بس میری عظمت کے گیت گاؤ۔ میری کتابوں کی، دعوتِ اسلامی کے اجتماعات اور بارگاہِ رسالت میں میری یعنی عطار کی رسائی، بزرگی، ولایت کے چرچے عام کرو۔ اور اس کام کے لیے خوب جھوٹ بولو، دروغ گوئی اور کذب بیانی کی بہتات کرو۔ جھوٹے خواب اختراع کرو۔ جھوٹے واقعات اور قصے کہانیاں لوگوں میں پھیلاؤ اور ہر طرف میری، صرف میری ہی واہ! واہ! کی صدا گونجتی رہے۔

لیکن ۔۔۔۔۔۔ افسوس ۔۔۔۔۔۔ صد افسوس ۔۔۔۔

وہابیوں، نجدیوں، قادیانیوں اور دیگر بدمذہب، گستاخِ رسول عناصر کے خلاف ایک لفظ بھی نہ بولنے کی تاکید کرنے والے مولوی الیاس عطار مکار نے امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

مرید اور خلیفہ حضرت مولانا ابوداؤد صادق گوجرانوالا اور ان کے مرید و خلیفہ علامہ غلام محمد قادری رضوی فیصل آبادی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کی جانب سے تقریباً پچاس ۵۰ رسال سے نظم وضبط کے ساتھ شائع ہونے والے ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے خلاف اپنے عطاری پلّے کے نام سے ''مظلوم مبلّغ'' نامی کتاب مرتب کروا کر شائع کی اور اس کو وسیع پیمانے پر ملتان کے اجتماع، کراچی شہر اور پورے ملکِ پاکستان میں مفت تقسیم کروایا۔

کیا حضرت مولانا مفتی ابوداؤد گوجرانوالا نے توہین رسول یا شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی سنگین اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ توہینِ رسول کے جرم کی بات تو دور از حال ہے، بلکہ حضرت مفتی ابوداؤد محمد صادق گوجراں والا نے مولوی الیاس عطار کی شانِ ذلیل وخوار کے خلاف ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ بلکہ مولوی الیاس عطار کو صرف خلاف مسلکِ اعلیٰ حضرت ارتکابات ترک کرنے کا مشورہ ہی دیا تھا۔ کوئی فتوٰی صادر نہیں فرمایا تھا۔

حضرت مولانا حافظ غلام محمد فیصل آبادی کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے ''رضائے مصطفیٰ'' میں شائع شدہ حضرت مفتی ابوداؤد کے مضمون کی مناسب عمل واری اور جواب دہی کی گذارش کرتے ہوئے ادب و تعظیم ملحوظ رکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں خط لکھا تھا۔ اور ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' میں حضرت مفتی ابوداؤد صاحب کا مضمون شائع کیا تھا۔ لہٰذا حضرت مولانا غلام محمد فیصل آبادی اور ''رضائے مصطفیٰ'' (میگزین) بھی مولوی الیاس عطار کی لپیٹ جھپیٹ میں آگئے۔ بلکہ کتاب ''مظلوم مبلّغ'' میں مصنف عطاری پلّے نے صفحہ نمبر ۲۴ پر ماہ نامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کو پڑھنا گناہ تک کہہ دیا ہے۔

یہ ہے دعوتِ اسلامی اور مولوی الیاس عطّار مکّار کا طریقۂ کار کے بھید بھرم کی ایک جھلک کہ بدمذہبوں کے خلاف تو ''ٹک ٹک دیدم، دَم نہ کشیدم'' کا رویہ اپنانا اور سلسلۂ رضویہ کے خلیفہ، مقتدائے اہلِ سنّت اور پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت مفتی ابوداؤد کے خلاف گولہ باری کرنا۔

آج تک کسی عطاری طوطے نے اپنے بیان میں یہ نہیں کہا یا یہ نہیں لکھا کہ توہینِ انبیاء واولیاء سے لبریز اور مراسم اہلِ سنّت کو شرک اور بدعت کہنے والی کتابیں ● تقویۃ الایمان ● حفظ الایمان ● براہین قاطعہ ● فتاویٰ رشیدیہ ● الجہد والمقل ● بہشتی زیور وغیرہ جیسی ایمان کو تباہ کرنے والی کتابیں پڑھنا گناہ ہے۔ مگر مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ترجمان وناشر اور پچاس ۵۰ رسال کے عرصۂ دراز سے ملتِ اسلامیہ کی دینی، ملّی، سماجی خدمات انجام دینے والا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والا میگزین ''رضائے مصطفیٰ'' پڑھنا عطّاری مکّاری پلّے کے نزدیک گناہ ہو گیا۔

الحاصل!

عطّار اور عطّاریوں کا صرف ایک ہی مطمح نظر ہے کہ صرف الیاس قادری کے گیت کی بانسری بجانا اور ہر لمحہ یہی کوشش میں رہنا کہ الیاس عطار کی دُکان خوب چلے۔ بلکہ یوں کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ ''شخصیت پرستش کا دوسرا نام دعوتِ اسلامی ہے'' عطار اور عطاریوں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے کوئی لگاؤ، ہمدردی اور چاہت نہیں۔ بات بات میں سرکار اعلیٰ حضرت کے نام کی رٹ لگانا نری ریاکاری اور تصنع ہے۔ سنّی مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور مکر وفریب وچھل کے جال میں پھانسنے کے لیے ہی عطاری

لوگ اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں۔ تعجب تو ان مکّار عطّار اور عطاریوں پر ہوتا ہے کہ ''نام تو اعلیٰ حضرت کا لینا اور کام مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف کرنا''۔ حقیقت یہ ہے کہ عطار اور عطاری اگر اعلیٰ حضرت کا نام نہ لیتے، تو کوئی بھی سنّی مسلمان ان مکّاروں کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیتا۔ اپنی دُکان چلانے، چمکانے کے لیے رائج الوقت سکّہ کی حیثیت سے ہی اعلیٰ حضرت کا نام لیا گیا اور لیا جاتا ہے۔

لہٰذا نبیرۂ اعلیٰ حضرت، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، جانشین وخلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، مقتدائے اہلِ سنّت، امیر اہلِ سنّت، رہبرِ علماء، ہادی مشائخ تاج الشریعہ حضور قبلہ مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے دعوتِ اسلامی اور اس کے امیر کٹھ مُلّا الیاس عطار و مکّار سے دور رہنے میں ہی دنیا و آخرت کی بھلائی و خیر ہے۔

دعوتِ اسلامی کا منافقانہ ارتکاب
''غیروں پر کرم اور اپنوں پر ستم''

دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطار کی ذہنیت شروع سے ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف اور صلح کلّیت کی طرف مائل رہی ہے۔ اسی لیے تو مولوی عطار نے دعوتِ اسلامی کے منشور میں کالم نمبر ۴ میں صاف لکھا ہے کہ ''باطل فرقوں کا ردّ نہ کیا جائے'' حالانکہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مجموعۂ فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ شریف'' (مترجم) کی جلد نمبر ۲۱، صفحہ ۲۵۶ پر صاف لفظوں میں ارقام فرمایا ہے کہ ''بدمذہبوں کا ردّ کرنا فرضِ اعظم ہے'' علاوہ ازیں اسی جلد کے صفحہ

نمبر ۲۵۷ پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "بدمذہبوں کا رد کرنے سے روکنے والا خبیث اور اشد غضب ولعنتِ اکبر کا مستحق ہوگا" مگر مولوی الیاس عطار نے سرکارِ اعلیٰ حضرت کے اس حکم صریح کو بے اعتنائی سے نسیاً منسیاً کردیا اور دعوتِ اسلامی کا طریقۂ کار صلح کلیت کی مہلک روش کو اپناتے ہوئے جاری رکھا۔ کثیر التعداد معتمد، معتبر اور مقتدا، اہلِ سنّت کے جلیل القدر علماء بالخصوص جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے الیاس عطار کی گرفت فرمائی، شرعی حکم سے آگاہ کیا، فہمائش وتنبیہ فرمائی، ہدایت ومشوروں سے نوازا مگر الیاس عطار کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور اس نے اپنے ذاتی مفاد، مال ودولت کی فراہمی کی طمع اور سستی شہرت حاصل کرنے کی فاسد غرض سے انانیت اور ضد کا پہلو تھامے رکھ کر اپنی صلح کلیت کی مہلک روش میں کوئی بدلاؤ اور سدھار نہ کیا۔ ہر دل عزیز اور مقبولِ عام ہونے کی خواہش وحسرت میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے اُصول وضوابط کو فراموش کرکے اپنی دُکان چمکانے میں ہی کارگر رہا۔ سنّی عوام وعلماء کو دھوکہ دینے کے لیے مکر وفریب وچھل کی چال چلتے ہوئے ہمہ وقت میرے رضا، اچھے رضا، پیارے رضا کا وِرد جاری رکھا۔ یہ وِرد دل کی گہرائی سے نہیں، صرف زبانی، ریاکاری اور دھوکہ دہی پر مشتمل ہے۔

الیاس عطار کی صلح کلیت اس کی کتاب "فیضانِ سنّت" سے ہی عیاں وظاہر ہورہی ہے۔ کیوں کہ اس کتاب میں "ایمان اور عقیدہ" کا باب جو سب سے پہلے اور شروع میں ہونا چاہیے، وہ باب ہی موجود نہیں۔ اگر وہ یہ باب کتاب کے شروع میں رکھتا تو اسے ناچار اور لامحالہ عقائد اہلِ سنّت لکھنے پڑتے اور عقائد اہلِ سنّت کی اصل یہی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت "ایمان کی جان" ہے اور آپ کی شانِ اقدس میں

ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا شخص چاہے لاکھ مرتبہ کلمہ شریف پڑھے مگر توہینِ رسول کے ارتکاب کی وجہ سے وہ دائرۂ ایمان واسلام سے خارج اور کافرومرتد ہے۔ اگر صرف اتنا ہی لکھ دیا ہوتا تو تمام باطل فرقوں مثلاً وہابی، نجدی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، غیر مقلد، وغیرہ کا رد خود بخود ہو جاتا۔ مگر الیاس عطار نے سوچی سمجھی اور منظم سازش کے تحت اپنی کتاب ''فیضانِ سنّت'' سے پہلا، اہم، لازمی اور ضروری ''باب الایمان والعقیدہ'' ہی حذف کر دیا اور کتاب میں ابتدا سے ہی فضائل کا بیان شروع کیا۔

دعوتِ اسلامی کے عطاری پلّے ہمیشہ ''اُلٹا دھرا باندھنا'' والے محاورے پر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً ایمان اور عمل۔ اِن دونوں میں سے ایمان کو اولیت، اہمیت اور فوقیت حاصل ہے۔ سب سے پہلے ایمان کی راستی و پختگی ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بعد عمل کی دُرستی پر اصرار ہے۔ مگر عطّاریوں نے صرف عملِ صالح اور اتباعِ سنّت کو ہی ضروری جان کر اُسے اوّلیت واہمیت دی ہے۔ ان کے نزدیک اصلاحِ عقیدہ لازمی امر نہیں۔ بس ایک ہی کام ہے اور یہ کہ لوگوں کو کھینچ تان کر لے آؤ اور انھیں دعوتِ اسلامی کا مبلغ (ہرا طوطا) اور الیاس کتیانوی کا مرید (عطاری) بنا دو۔ پھر چاہے وہ بدعقیدہ یا گمراہ ہو، اس بات سے عطاریوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً:

تبلیغی جماعت میں گھومنے والا بھی دعوتِ اسلامی کا مبلغ:۔

اس سلسلے میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، آبروئے سنّیت، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ حضور قبلہ مفتی محمد اختر رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اصل دستخط والی تحریر کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

فی الواقع الیاس قادری کا طریقہ کار غلط ہے جس پر وہ باوجود فہمائش بسیار
جمے ہوئے ہیں اور انکی تحریک وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر نہایت مشتبہ ہے لہذا
اسکی اعانت اور اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں خود میرے پاس شہادت شرعیہ
گزری کہ ایک شخص نے سیلانی (بریلی) کی مسجد میں خلاف مذہب اہلسنت تقریر کی
یہ شخص دعوت اسلامی کا مبلغ تھا اور اس نے یہ تقریر دعوت اسلامی کے اجتماع میں کی
مجھے یہ بھی معلوم ہوا ... ذریعہ سے ملا کہ ایک شخص جو تبلیغی جماعت میں گشت کرتا ہوتا ہے
وہی شخص دعوت اسلامی کا مبلغ بن گیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوت اسلامی
میں ہر طرح کے ... ہیں اور اسکے دستور میں مبلغ بننے کے لئے مذہب اہلسنت
و جماعت کا پابند ... ضروری نہیں

مندرجہ بالا تحریر کا کمپیوٹر ٹائپنگ ملاحظہ کیجیے:۔

۷۸۶۔ فی الواقع الیاس قادری کا طریقہ کار غلط ہے، جس پر وہ باوجود فہمائش بسیار جمے ہوئے ہیں اور ان کی تحریک وجوہ مذکورہ بالا کی بناپر نہایت مشتبہ ہے، لہٰذا اس کی اعانت اور اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں۔ خود میرے پاس شہادتِ شرعیہ گزری کہ ایک شخص نے سیلانی (بریلی) کی مسجد میں خلافِ مذہب اہلِ سنّت تقریر کی۔ یہ شخص دعوتِ اسلامی کا مبلغ تھا

اوراس نے یہ تقریر دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں کی ہے۔ یہ بھی اطلاع باوثوق ذریعہ سے ملی کہ ایک شخص جو تبلیغی جماعت میں گھومتا پھرتا ہے، وہی شخص دعوتِ اسلامی کا مبلغ بھی بن گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوتِ اسلامی میں ہر طرح کے لوگ ہیں اور اس کے دستور میں مبلغ ہونے کے لیے مذہب اہلِ سنّت و جماعت کا پابند ہونے کی شرط نہیں ہے۔

الفقیر محمد اختر رضا خان قادری غفرلہٗ

(بحوالہ:-''دعوتِ اسلامی علماء و مشائخ اہلسنّت کی نظر میں'' مرتب:- غلام رسول قادری رضوی، ناشر:- مکتبہ سنّی آواز، پاکستان، صفحہ نمبر ۱۱۸)

آقائے نعمت، سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی مندرجہ بالا تحریر سے دعوتِ اسلامی کی قلعی کھل گئی اور عطار کے ڈھول کے اندر کا پول دکھائی دینے لگا۔ ذرا غور فرمائیں وہابیوں کی تبلیغی جماعت کا مبلغ دعوتِ اسلامی میں شامل ہے۔ نہ صرف شامل ہے بلکہ دعوتِ اسلامی کے مخصوص مبلغین میں سے ہے۔ اسی لیے تو دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں اسے تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ موقع ملتے ہی اس نے دل میں بھری ہوئی بدعقیدگی کی گندگی اپنے منہ سے اوک دی اور نام نہاد سنیوں کی تنظیم کے اجتماع میں کھچا کھچ بھرے مجمع میں بے روک ٹوک اور نڈر و بے باک ہوکر مذہب اہلِ سنّت کے خلاف بکواس کر دی اور اجتماع میں موجود تمام عطاری پلّے سنتے رہے۔ کسی نے اُس تبلیچی کو ٹوکا نہیں، روکا نہیں اور نہ ہی اس کی بکواس کا تردیدی جواب دیا۔

تبلیغی جماعت والے کی خلافِ مذہب اہل سنّت بکواس کے سامنے تمام عطاری خاموش بیٹھے رہے۔ لیکن اس نے یا اور کسی بھی فرد نے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں اگر

مولوی الیاس عطار کے خلاف ایک جملہ کیا ایک لفظ بھی بول دیا ہوتا، تو تمام عطاری پتلے، بچھو نے ڈنک مار دیا ہو، ایسی کیفیت سے کھڑے ہو جاتے اور تقریر کرنے والے کے ہاتھ سے مائیک چھین لیتے اور مسجد کے اندر ہی، احترامِ مسجد کو بالائے طاق رکھ کر ماں بہن کی فحش گالیوں سے نوازتے۔ مزید برآں اس کی ایسی پٹائی کرتے کہ وہ چلنے کے قابل بھی نہیں رہتا۔

لیکن یہاں معاملہ الیاس عطار کی توہین یا دعوتِ اسلامی کی مخالفت کا نہ تھا۔ معاملہ تھا مذہب اہلِ سنّت کا۔ لیکن عطاریوں کو اہلِ سنّت کے مذہب کی کوئی پرواہ نہیں۔ ان کا دین و ایمان صرف دعوتِ اسلامی اور مولوی الیاس عطار ہی ہے۔ یہاں تک معاملہ پہنچ گیا ہے کہ اگر کسی عطاری کے سامنے کوئی بد مذہب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرے گا، تو عطاری چپ چاپ رہ کر سن لے گا۔ کچھ بھی نہیں کہے گا بلکہ یہ کہے گا کہ لڑائی جھگڑا کرنا اور قانون ہاتھ میں لینا ہمارا کام نہیں۔ ہم تو صرف اصلاحی پہلو پر ہی گفتگو کرتے ہیں۔ مار پیٹ ہمارا شیوہ نہیں۔ ان عطاریوں کو اُن کے امیر دعوتِ اسلامی نے ایسا ہی سکھایا اور پلایا ہے۔

مولوی الیاس عطار کی ایک کلپ میرے واٹس اپ (WhatsApp) پر آئی تھی۔ اس میں مولوی الیاس عطار نے یہ بیان کیا کہ "اگر تمہارے سامنے کوئی گستاخ حضور اقدس کی توہین کرے، تو بھی اسے "ڈھیبو" مت بلکہ اسے پولیس کے حوالے کر دو" اس بیان میں مولوی الیاس عطار نے "ڈھیبو مت" یعنی "مارو مت" کہا ہے۔ لفظ "ڈھیبنا" اردو میں نہیں ہے، میمنی اور گجراتی زبان کا لفظ ہے۔ میمنی بولی میں کسی کو مارنے کے تعلق سے یوں کہتے ہیں کہ "اِن کے ڈھیبِ وجیاش" یعنی "اس کو مارا" اور گجراتی میں

یوں کہتے ہیں ''آنے ڈھبی نا کھیو'' لیکن اردو زبان کی لغت کی کسی کتاب میں ''ڈِھبنا'' لفظ ہے ہی نہیں۔ یہ ہے الیاس عطار کی اردو دانی اور اس کے باوجود بے حیائی اور بے شرمی سے ''مجدد'' ہونے کا دعویٰ۔ واہ! جاہلوں کے سردار اور سربراہ ''جناب اجہل'' واہ!!!

نوٹ:- گستاخِ رسول کے تعلق سے الیاس عطار کے مذکورہ بیان کو سماعت کرنے کے لیے حسب ذیل سرچ (Search) کریں:-

Youtube Search:
Ilyas Attar bayan (Speach) About Gustakh-e-Rasool

دعوتِ اسلامی کے نام نہاد امیر مولوی الیاس عطار کتیانوی کی مندرجہ بالا تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

> ''بقول الیاس عطار، اگر تمہارے سامنے کوئی شخص حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، تو بھی اس شخص کو کچھ بھی مت کہو، لڑائی جھگڑا مت کرو اور اس شخص کو پولیس (Police) کے حوالے کردو۔''

کتنی پھوہڑپن، بے وقوفی، بدسلیقگی، لچر، بے تکی اور احمقانہ بکواس ہے، یہ سمجھنے کے لیے ذرا اپنے دماغ شریف کو سوز و گداز دونوں طرح کی مشقّت دے کر سوچو کہ:-

▣ مولوی الیاس عطار مسلمانوں کے ایمانی جوش و جذبہ اور عشقِ رسول میں جاں نثاری کے ولولے کو سرد کرنے کی حرکت مذموم کر رہا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو ایسا مردہ دل، پژمردہ خاطر، افسردہ اور مایوس بنانا چاہتا ہے کہ تمہاری موجودگی میں اگر کوئی گستاخ اور بے ادب شخص پیارے آقا و مولیٰ، روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں

توہین کرے، تو چپ چاپ اور خاموشی سے سُن لو۔ کچھ مت بولو۔ جواب مت دو۔ جھگڑا اور لڑائی مت کرو۔ اسے پولیس کے حوالے کر دو۔

◘ لگتا ہے کہ ملّا عطار کا دماغ کیڑے چاٹ گئے ہیں۔ کیسی نادانی پر مشتمل بکواس ہے کہ گستاخِ رسول کو کچھ مت کہو، اسے پولیس کے حوالے کر دو۔ یہ ایک ناممکن فعل کی بے ہودہ نصیحت ہے۔ مثال کے طور پر آپ بمبئی سے کلکتہ ٹرین کا سفر کر رہے ہیں۔ اثنائے راہ ناگپور ریلوے اسٹیشن سے دو ہٹّے کھٹّے مسافر آپ کے کمپارٹمینٹ میں چڑھے اور آپ کے سامنے والی نشست (Seat) پر بیٹھ گئے۔ شکل وصورت، ہیئت، لباس اور چہرے سے عیاں لعنت ونحوست کی وجہ سے پکّے بلکہ سڑے ہوئے وہابی معلوم ہوتے تھے۔ ٹرین چل پڑی، ساتھ ہی ساتھ مسافروں کے درمیان گفتگو کا سلسلہ بھی چل پڑا۔ ٹرین ناگپور اور رائے پور کے درمیان تیز رفتاری سے رواں دواں تھی کہ کسی بات کے ضمن میں آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ناقابلِ برداشت توہین آمیز بکواس کی۔ اُس وقت آپ کیا کریں گے؟ ملّا الیاس کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس گستاخ سے نہایت ہی نرم لہجے میں دریافت کریں گے کہ جناب! آپ کا ٹکٹ کہاں تک کا ہے؟ اُس نے بتایا کہ کلکتہ جا رہا ہوں۔ تب آپ ایک عطاری کے لہجے میں کہیں گے کہ جناب! آپ نے نبیٔ اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ دیکھیے! میں آپ سے کوئی مار پیٹ تو نہیں کرتا۔ صرف ایک گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنا سامان سمیٹ لیں۔ رائے پور اسٹیشن آنے والا ہے۔ آپ کو میرے ساتھ چلنے کے لیے ٹرین سے اُترنا ہوگا۔ وہ کہے گا: کیوں اُترنا ہے؟ تو آپ کہیں گے کہ جناب ہم سفر! آپ نے میرے سامنے حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، لہٰذا آپ کو پولیس کے حوالے کرنے کے لیے تھانے لے چلتا ہوں۔ ہمارے بانیٔ دعوتِ اسلامی کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے میں آپ کو پولیس کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنا سفر منقطع کر کے رائے پور ہی اُتر جائیں، اور کلکتہ جانا موقوف کر دیں۔ تب وہ ہٹا کٹا وہابی آپے سے باہر ہو کر اور غصے میں لال پیلا ہو کر آپ کی کیا دُرگت بنائے گا؟ آپ کو شاباشی دے گا یا پھر کرارا طمانچہ رسید کر کے آپ کے رخساروں کو سرخ کر دے گا؟ اب آپ ہی بتائیں، بے وقوف عطار کی نصیحت اور ہدایت کارگر ثابت ہوئی یا مار کھانے اور پٹنے کا سبب بنا؟

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس وقت اس گستاخ نے توہین کا جملہ کہا تھا، اسی وقت بلا کسی تاخیر کے آپ کی طرف سے ایک زوردار گھونسہ اس کے منحوس چہرے پر ایسا رسید کرتے، کہ اُس گستاخ کے ناک کی ہڈی ہی مفقود ہو جاتی اور اس کا منحوس تھوبڑا متغیّر ہو کر رہ جاتا۔

صلح کلّی، وہابیوں اور بدمذہبوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے والے اور مغربی تہذیب کے دلدادہ، ماڈرن ذہنیت رکھنے والے عناصر کو اپنا گرویدہ اور متاثر کرنے کی فاسد اور طامع غرض سے مولوی الیاس عطار نے اپنی پہچان (Image) یہ بنا رکھی ہے کہ میں اور میری تنظیم کے متبعین نہایت ہی سادہ لوح اور امن پسند ہیں۔ جھگڑا، فساد، ٹنٹا، قضیہ، پھڈّا، لڑائی، تکرار، ردّ و کد ہمارا شیوہ بالکل نہیں۔ ہم لوگ ایسے امن پسند اور صلح جو ہیں کہ ہمارے روبرو اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین و گستاخی کرے تو اس کے ساتھ بھی ہم جھگڑا یا مار پیٹ نہیں کرتے۔ یہ ہمارا اُصول ہے، ہمارا دستور ہے۔ ہم لڑائی اور جھگڑے سے دور بھاگنے والے، بھولے بھالے اور

سیدھے سادے لوگ ہیں۔ کسی کو بھی مارنا، پیٹنا، دھمکانا، کوسنا، ایذا پہنچانا، دُکھ واذیت دینا جیسے قبیح ارتکابات سے ہم یک لخت الگ تھلگ اور کنارہ کش ہیں۔ ہم پیار ومحبت کے متوالے ہیں۔ تواضع وانکساری ہمارا خاص وصف اور طریقہ ہے۔ ہمارا کام صرف اور صرف محبت بھرے انداز میں دین کی تبلیغ ہے۔ تلخی، تُرشی، کڑواہٹ، شدّت، سختی و مخالفت سے ہم کوسوں دور ہیں۔

اس طرح جھوٹ اور سراسر دروغ گوئی پر مشتمل چھل اور دھوکہ دے کر عوام میں اپنی ایک الگ پہچان بنا کر لوگوں کو اپنی طرف راغب اور مائل کرنے کی پالیسی عطار نے اپنائی اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوا۔ لیکن یہ سب کچھ ایک دکھاوا اور ''سُراب'' (ریتیلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند اور سورج کی روشنی سے پانی ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے) تھا۔ آدمی ریت کی چمک کو پانی سمجھ کر پینے بڑھتا ہے یا ریگستان میں پانی کی طلب اور جستجو میں دوڑتا ہے اور جاں بلب ہو جاتا ہے۔ بالکل یہی حال عطار کے دامِ فریب کے شکار عطاریوں کا ہے۔

لیکن ۔۔۔۔ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور گستاخی کرنے والے مردود کے ساتھ تہذیب واخلاق کا مظاہرہ کرنے والے مکّار عطاریوں کے سامنے اگر کسی نے الیاس عطار کے خلاف بول دیا یا دعوتِ اسلامی کے خلاف مسلکِ اعلیٰ حضرت ارتکابات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر کے حق گوئی کا فریضہ انجام دیا تو اس کی آ بنتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ''آ پڑوسن، آ لڑائی، لڑیں'' کا معاملہ ہوتا ہے۔

بدمذہبوں سے میل ملاپ اور رضا والوں کے ساتھ مار دھاڑ کا عطّاری رویّہ

اپنے صلح پسند اور امن وشانتی کے خواستگار ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنے والے عطّاری طوطے صرف بدمذہبوں کے ساتھ ہی نرم رویّہ اختیار کرتے ہیں جبکہ سنّی مسلمانوں کے ساتھ ان کا سلوک ظلم وستم پر مبنی ہوتا ہے۔تہذیب واخلاق کا مظاہرہ صرف ریاکاری پر مبنی دکھاوا اور ڈھونگ دھتورا ہی ہوتا ہے۔عطاریوں کے دل اتنے پژمردہ ہو چکے ہیں کہ توہین رسول کے معاملے میں وہ بے حس وحرکت ہو کر گستاخِ رسول کو دندان شکن جواب اور معقول سزا دینے کے بجائے چپ رہتے ہیں اور بزعم خویش تہذیب واخلاق کے پرستار ہونے کے گمان میں رہتے ہیں۔عشقِ رسول کا جذبہ اور ایمان کا جوش وولولہ سرد اور ماند پڑ گیا ہے۔لیکن جب کبھی بھی ان کے بے وقوف اور پاگل پیر مولوی الیاس عطّار کی عظمت کا معاملہ درپیش ہوتا ہے، تب ایک جانباز، بہادر اور دلیر مجاہد کی طرح میدانِ جنگ وجدال میں کود پڑتے ہیں اور مرنے، مارنے اور مٹنے مٹانے کا جوش اور دلیری دکھانے میں کسی بھی قسم کی کمی اور کوتاہی نہیں کرتے۔اس وقت وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کس پر حملہ آور ہو رہے ہیں؟ اور کیوں ہو رہے ہیں؟ جبکہ کہنے والے نے شریعت مطہرہ کے دائرے اور حد میں رہ کر حق بات کہی ہے۔مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں صحیح گرفت کی ہے۔لیکن عطاری پٹھے اپنے عطار کو دودھ کا دُھلا ہوا اور نہایت اعلیٰ درجے کا ولیِ کامل مانتے ہیں، کہ اس کی شرعی گرفت کرنے والے پر قیامت ڈھا دیتے ہیں۔پھر وہ چاہے اہلِ سنّت کا جلیل القدر عالم، اہلِ بیت کا مطہر فرد یا مسلکِ اعلیٰ حضرت کا علم بردار ہی

کیوں نہ ہو؟ عطار اور دعوتِ اسلامی کے ارتکاباتِ قبیحہ پر شرعی گرفت کرنے والا چاہے عالم ہو یا عوام ہو، سب کے ساتھ دست درازی اور ہتک عزت و آبرو کا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔

ایسے سیکڑوں حوادث رونما ہو چکے ہیں کہ عوامِ اہلِ سنّت تو درکنار، علمائے اہلِ سنّت بھی عطّاریوں کے ظلم وستم کے شکار ہوئے ہیں۔ یہاں اتنی گنجائش اور وسعت نہیں کہ ان تمام حوادث کا تفصیلاً یا اختصاراً تذکرہ کیا جائے۔ لٰہذا چند حوادث کا اشارۃً ذکر قارئین کرام کی معلومات کی خاطر کیا جاتا ہے۔

▣ (۱) مسلکِ اعلیٰ حضرت کے علم بردار اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہیتے مرید اور حافظ قرآن حضرت حافظ فراست اللہ خاں صاحب قبلہ رضوی نوری، ساکن شاہ جہاں پور (یو۔ پی) نے اپنے آبائی شہر شاہ جہاں پور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور علمائے اہلِ سنّت کو بلوایا۔ ان حق گو علماء نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں دعوتِ اسلامی کی خرابیاں بیان فرمائیں اور عوامِ اہلِ سنّت کو اس گمراہ کن پاکستانی تنظیم سے بچنے کی اپیل کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ جہاں پور کے باشندوں نے بڑے پیمانے پر دعوتِ اسلامی کا بائیکاٹ کیا اور شاہجہاں پور سے دعوتِ اسلامی کا صفایا ہو گیا۔

پھر کیا ہوا؟ اخلاقِ حسنہ کے ٹھیکے دار، تواضع وانکساری اور امن وامان کی بانسری بجانے والے، اعلیٰ حضرت کے نام کا نعرہ لگا کر، سنّتوں کا نام لے کر سنیوں کو دھوکہ دینے والے عطاریوں نے اپنے عطّار آقا کا پاکستان سے حکم آنے پر، شاہ جہاں پور کے عطاریوں نے نہایت ضعیف اور عمر رسیدہ بوڑھے شخص حافظ فراست اللہ خاں رضوی کے مکان پر حملہ کر دیا۔ گھر کے اندر گھس کر تمام افراد کو لاٹھی، ڈنڈے اور گھونسوں سے

بے دردی اور بے رحمی سے مارا اور اتنا پیٹا کہ جناب حافظ فراست اللہ خان رضوی کو اسپتال (Hospital) میں داخل (Admit) کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں حافظ صاحب کے گھر کے افراد یہاں تک کہ عورتوں کو بھی مار پیٹ کر کے ایذائیں پہنچائیں۔ ان کے زخموں کا دواخانہ میں علاج اور مرہم پٹی کی گئی۔ حافظ صاحب کے گھر کا سامان، پلنگ، ٹیبل، کرسی وغیرہ بھی توڑ پھوڑ دیئے گئے۔

▣ (۲) خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ سیّد شاہ سراج اظہر صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان، بانی و ناظم و سرپرست: دارالعلوم مفتی اعظم، پھول گلی، بمبئی پر عطاریوں نے صرف اس لیے جارحانہ حملہ کیا کہ آپ دعوتِ اسلامی تنظیم اور اس کے جاہل بانی الیاس عطار کی مخالفت فرماتے تھے۔

▣ (۳) صوبۂ مہاراشٹر کے شہر ڈونڈائچہ (Dondaicha) کی سنیت کے روحِ رواں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے علم بردار، عالمِ جلیل، مفتی ذی وقار، حضرت علامہ مفتی ابوداؤد صاحب رضوی پر دعوتِ اسلامی کی مخالفت کرنے کی وجہ سے عطاریوں نے قاتلانہ حملہ کیا اور آپ کو سخت جسمانی اذیت پہنچائی۔ کئی دنوں تک آپ زیر علاج رہے۔

▣ (۴) مناظر اہلِ سنّت، آفت جانِ وہابیت، عالمِ جلیل، فاضل نبیل، حضرت علامہ مفتی فخرالدین صاحب رضوی، جو ایک زمانے میں دعوتِ اسلامی کے اہم مبلغ کی حیثیت سے دعوتِ اسلامی کے فروغ و تشہیر میں اہم رول ادا کیے ہیں۔ بعدہٗ دعوتِ اسلامی کی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف صلح کلّیت کی پالیسی کی وجہ سے علیحدگی اختیار فرمائی اور دعوتِ اسلامی کی تردید و تبطیل میں نمایاں خدمات انجام دینی شروع کیں۔ وہ حضرت مولانا مفتی فخرالدین صاحب، ساکن ناگپور کو ظالم اور جفاکش عطاریوں نے

بڑی بے دردی اور ظالمانہ طریقے سے مارا پیٹا۔

(۵) مجاہدِ اہلِ سنّت، خلیفۂ تاج الشریعہ، قاضیٔ گجرات اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے علم بردار حضرت علامہ سید سلیم باپو رضوی، نوری، بانی و ناظم :- دار العلوم انوارِ خواجہ، بیڑی (جام نگر) ویراول پٹن تقریر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ وہ جب ویراول شہر کے قریب پہنچے تو دعوتِ اسلامی کے موالی اور غنڈے عطاریوں نے آپ کو گھیر لیا۔ ان کے تیور حضرت کو جسمانی ایذا رسائی پہنچانے کے تھے، لیکن حسنِ اتفاق سے حضرت سلیم باپو کے ساتھ موجود جاں نثار رفقاء نے ان عطاریوں کو للکارا، لہٰذا وہ حضرت کو زد و کوب کرنے کی نازیبا اور ناشائستہ حرکت تو نہ کر سکے لیکن گالی گلوچ اور بدتمیزی کے انداز میں کھلی دھمکی دی کہ اگر آج آپ نے اپنی تقریر میں دعوتِ اسلامی کے خلاف ایک لفظ بھی کہا، تو آپ پٹن ویراول سے اپنے گھر سلامت واپس نہیں جائیں گے۔

(۶) مجاہدِ اہلِ سنّت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت حضرت علامہ بہاء الدین صاحب قادری گلبرگہ شریف کے دعوتِ اسلامی پر اعتراضات اور محاسبہ کا معقول جواب دینے کی بجائے عطاری ظالموں نے مولانا صاحب کو بڑی بے دردی سے مار پیٹ کر زخمی کر دیا اور فٹ پاتھ کے موالیوں کو بھی شرما دیا۔ ایسی فحش اور گندی گالیاں دے کر ان کی ہتک عزت کر کے اپنے اخلاقِ قبیحہ کا مظاہرہ کیا۔

(۷) اودے پور (Udaipur, Raj) کے سنیت کے روحِ رواں، حق گو مقرر حضرت مولانا حافظ محمد سمیر صاحب رضوی پر بھی عطاری حملہ برسرِ عام بازار میں کیا گیا۔ یہاں تک کہ مولانا کو مار پیٹ اور گھونسوں کی شدید ضربیں لگا کر، نیز ان کے کپڑے پھاڑ کر انھیں نیم عریاں کیا گیا اور ان کی عزت و آبرو کی دھجیاں اُڑائی گئیں۔

''قرآن میں مذکور مومن کے سلوک اور عطاریوں کے سلوک میں زمین و آسمان کا فرق''

اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقدس کتاب ''قرآنِ مجید'' میں مؤمن کی صفت، وصف اور سلوک کے تعلق سے صاف ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:-

''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۹)

ترجمہ:- کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (کنزالایمان)

قرآنِ مجید کے مذکورہ ارشاد کے مطابق ایک سچے مؤمن کی شان، عادت، رویّہ اور سلوک یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مؤمن بھائیوں کے ساتھ دینی اور دُنیوی معاملات میں نرمی بھرا سلوک کرتا ہے۔ تواضع، انکساری، ملنساری، خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کے ربط وضبط اور میل جول کا برتاؤ کرتا ہے۔ مگر دین کے دشمن کفّار ومشرکین اور بالخصوص منافقین ومرتدین جنھوں نے بارگاہِ رسالت اور بارگاہِ اولیاء میں سخت اور گھنونی گستاخیاں اور توہینیں کی ہیں، ان کے ساتھ وہ سختی، ترش روئی، تلخ مزاجی، تلخ و ترش گوئی اور تشدّد سے پیش آتا ہے۔

لیکن دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغین کا رُویّہ اور سلوک سراسر قرآنِ مجید میں بیان شدہ مومن کے وصف اور صفت کے برعکس ہے۔ ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' کے بجائے ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ'' اور صفت و وصف ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' کے بجائے ''رُحَمَآءُ لِلْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُرْتَدِیْنَ'' ہے۔ بالخصوص وہ علما و مشائخ اہلِ سنّت جو دعوتِ اسلامی کے خلافِ مسلکِ اعلیٰ حضرت ارتکابات پر شرعی گرفت فرماتے ہیں، ان

کے ساتھ نہایت بدزبانی، بدسلوکی اور بدتمیزی کے ساتھ پیش آتے ہیں بلکہ علمائے کرام اور وہ علماء جو ساداتِ کرام کے مقدّس گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے ساتھ نازیبا، ناشائستہ، ناستودہ اور بے ہودہ حرکت کرتے ہوئے بھی لرزتے نہیں۔ خوفِ خدا سے نابلد اور آخرت میں ہونے والی پوچھ گچھ اور باز پُرس سے نا آشنا اور بے خوف علمائے اہلِ سنّت کے خلاف گندی بکواس، گالی گلوچ یہاں تک کہ دست درازی کرنے میں بھی اتنے بے باک اور جری ہیں کہ محلے کے موالی اور غنڈوں پر بھی سبقت لے جاتے ہیں۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے کچھ اکابر علمائے اہلِ سنت کے ساتھ عطاریوں کی دست درازی کا ذکر کیا ہے۔ اصاغر علمائے اہلِ سنّت اور عوامِ اہلِ سنت پر عطاریوں کے ظلم وستم، تشدّد، جبر و زیادتی تو حصر و شمار میں نہیں۔ عالم وصوفی کی وضع قطع، سر پر ہرا عمامہ، ہاتھ میں تسبیح، بغل میں مصلّٰی اور زبان پر ہر وقت درود شریف کا وِرد اور ذکر رضا کا ڈھونگ رچانے والے عطّاریوں کو دیکھ کر سادہ لوح مسلمان فوراً ان کے دامِ فریب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ عوامِ اہلِ سنّت کو کیا معلوم کہ باہر سے فرشتہ صفت نظر آنے والے اندر سے شیطان فطرت ہیں۔ تقویٰ و پرہیزگاری اور دین کی خدمت کا ناٹک ایک ماہر فن اداکار (Actor) کی طرح بھان متی کا سوانگ اور تماشا ایسا رچاتے ہیں کہ کسی کو ذرّہ برابر بھی شک وشبہ کا احساس تک نہیں ہوتا کہ دین کے مخلص خادم اور ہمدردِ قوم وملت دکھنے والے پکّے بیوپاری اور مکّار سوداگر ہیں۔ ان کا مقصدِ حیات سستی شہرت اور بغیر محنت پیسہ حاصل کرنا ہے۔

لہٰذا۔۔۔عطاری اپنی پہچان (Image) ایک مصلح، ہمدردِ قوم، خادمِ دین وملت، خیرخواہِ اُمتِ مسلمہ، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، ناصرِ حق وصداقت وغیرہ اُمورِ مستحسنہ پر

کامل طور سے عاری، شامل راستی و دیانت داری و ایمانداری، خلوص، اخلاص اور اخوتِ اسلامیہ کا سچا جذبہ رکھنے والے اور اجر و ثواب کے مُعتصم و معتقد، نیک اور صادق گروہ کی بنانے کے لیے ریاکاری، دکھاوا، چھل، دھوکہ دہی، فریب کاری، بناوٹ، حیلہ، تقیہ وغیرہ پر مشتمل تکلّفات رسمی کی آرائش و زیبائش کے ٹھاٹ باٹ کے مظاہرے کا ایسا ناٹک دکھاتے اور سوانگ رچاتے ہیں کہ بھولے بھالے، سادہ لوح، اَن پڑھ تو کیا، ذی شعور، پڑھے لکھے، عقل مند، دانا، ہوشیار اور ہوش مند لوگ بھی عطّاری دھوکے بازوں کے دامِ فریب، دامِ تزویر کے جال اور پھندے میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور ان کے مدح خواں، تعریف کنندہ، معاون، حمایتی اور مددگار بن جاتے ہیں۔ ان کے باطن کی عیاری اور مکّاری سے بے خبر بھولے مسلمان ان کے ظاہری ٹپ ٹاپ سے متاثر ہو کر ان پر وارفتہ اور فریفتہ ہو کر ان کے دل دادہ بن جاتے ہیں۔ لوگوں کو اس حقیقت کا اَتا پتا ہی نہیں ہوتا کہ نیک اور شریف دِکھنے والے یہ عطّاری ڈکیت ہیں۔

مساجد پر قبضہ کر کے شہر میں اپنا تسلّط قائم کرنے کی خطرناک عطّاری منصوبہ بندی (Scheme)

یہ بہروپیے (Simulate) جب پہلی مرتبہ کسی شہر یا گاؤں میں آ دھمکتے ہیں، تب سب سے پہلے یہ معلوم کرتے ہیں کہ یہاں کی مشہور اور بڑی سنّی مسجد کونسی ہے؟ اور یہاں کا مانا جانے والا بڑا اور مشہور عالم کون ہے؟ جب انھیں یہ پتہ لگ جاتا ہے تو عطّاری قافلہ اُس سنّی مسجد میں پہنچ جاتا ہے۔ ان کی ہیئت اور وضع قطع دیکھ کر مسجد کے تمام مقتدی ان کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں کہ یہ کون لوگ مسجد میں آ گئے؟ سنّی ہیں

یا غیر ہیں؟ لیکن نماز کے بعد فاتحہ ثانی میں حضور اقدس جانِ ایمان کا اسم شریف "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر والہانہ انداز میں جو "تقبیل الابھامین" یعنی دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا، فاتحہ کے بعد مدینہ طیبہ کی طرف رُخ کر کے درود شریف کا وِرد کرنا اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا، دیکھ کر امام ومقتدی خوش ہوجاتے ہیں کہ ارے واہ! یہ تو اپنے پیارے سنّی بھائی ہیں۔ عطّاری قافلہ امام ومقتدی حضرات سے مصافحہ کرتا ہے اور نہایت عاجزی و اِنکساری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ پھر آپس میں ایک دوسرے کا تعارف ہوتا ہے۔

عطاری نہایت تواضع وحسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے گذارش کرتے ہیں کہ اگر آپ حضرات کرم فرما کر صرف دس ۱۰ منٹ کے لیے رُک جائیں تو ہم آپ کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، کنزالکرامت، مجددِ دین وملت، امامِ اہلِ سنّت، امامِ عشق ومحبت، حضرت مولانا ومرشدنا ومقتدانا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا عشقِ رسول سے لبریز کلام سنائیں۔ تمام لوگ بیک زبان کہتے ہیں کہ ضرور! ضرور سنائیں۔ لہٰذا عطاری قافلہ میں جو خوش آواز اور خوش الحان نعت خواں ہوتا ہے، وہ ایسے درد بھرے، شیریں اور سُریلی آواز میں اعلیٰ حضرت کی کوئی ایک نعت پڑھتا ہے اور سب حاضرین کو عشقِ رسول کے کیف میں جھوما دیتا ہے۔

بس! کام ہوگیا!۔ شہر کی بڑی سُنّی مسجد کے امام اور مقتدی کو بھرپور اعتماد ہوگیا کہ یہ ہرے عمامے والے پکّے سنّی اور رضا والے ہیں۔ عطاری قافلہ کچھ دیر کے بعد امام صاحب کے حجرے میں خاص ملاقات کی غرض سے جاتا ہے۔ دست بوسی اور قدم بوسی کر کے امام صاحب کی تعظیم وتوقیر کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ امام صاحب کی قرأت اور

دینی خدمت کی تعریف کے پُل باندھنے میں نہایت مبالغہ آرائی کر کے امام صاحب کو ایسا گرویدہ اور متاثر کر لیتے ہیں کہ وہ اِن پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ عطاری قافلہ کو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت بھی دے دیتے ہیں۔ اس طرح عطاری قافلہ مسجد میں اپنا ڈیرہ جما لیتا ہے۔ اس قیام کے دوران عطاری طوطے مسجد کا احترام وادب بجالانے کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ اور اس پہلی بار میں مسجد میں کھانا، پینا وغیرہ نہیں کرتے اور نہ کسی کی دعوت قبول کرتے ہیں بلکہ ہوٹل میں اپنی جیب سے خرچ کر کے کھاتے پیتے ہیں۔ ان کے ایک دو دن کے قیام میں انھیں اس طرح اپنے خرچ سے اشاعت دین کی خدمت کا کام دیکھ کر لوگ اِن کے عقیدت مند بن جاتے ہیں۔ قیام کے دوران عطاری قافلہ مسجد میں درس دیتا ہے، ذکر واذکار، وِرد ووظائف کا مسلسل حلقہ، نعت خوانی کی گونج، ذکر رضا کی رٹ لگاتے رہنا وغیرہ سے مسجد میں ایک نئی رونق لا دیتے ہیں۔ شہر میں خبر پھیل جاتی ہے کہ سنّی مسجد میں رضا والوں کا قافلہ آیا ہوا ہے اور مسلسل نعت خوانی ہو رہی ہے، لہٰذا کثیر تعداد میں لوگ ان کو دیکھنے اور سننے کے لیے آتے ہیں۔ کئی ہمدرد حضرات ان کو نقد، نذرانہ پیش کرتے ہیں مگر یہ عطاری نہایت عاجزی وانکساری کے ادب بھرے لہجے میں انکار کر دیتے ہیں کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ صاحبِ مال گھرانے کے افراد ہیں۔ ہم راہِ خدا میں جان و مال دونوں خرچ کر کے ثواب کمانے اپنے گھروں سے نکلے ہیں۔ عطاری قافلہ ایک دو دن ٹھہر کر چلا جاتا ہے۔

عطاری قافلہ کے جانے کے بعد شہر میں لوگوں کے درمیان ان کا ہی تذکرہ ہوتا ہے کہ کتنے شریف ومخلص لوگ تھے۔ اپنی جیب سے خرچ کر کے ہوٹل میں کھایا پیا۔ کسی کا نذرانہ بھی قبول نہ کیا۔ کسی کے گھر کھانے کی دعوت قبول کر کے زحمت بھی نہ دی۔ ان کا

سلوک اور طور طریقہ نہایت عاجزانہ اور مخلصانہ تھا۔ اعلیٰ حضرت کے سچے دیوانے اور غلام تھے۔ واہ! کیا ہی نیک صفت وفطرت کے مخلص خادم دین تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی تعریف شہر کے ہر فرد کی زبان پر ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر لوگ ان کے گرویدہ و عقیدت مند ہو گئے۔ پہلی مرتبہ کی ملاقات میں لوگ ان سے متاثر (Impress) ہو جاتے ہیں۔

دو مہینے بعد عطاری قافلہ پھر اس شہر میں آتا ہے۔ تب مسجد کے امام صاحب کے لیے کپڑے، جبّہ، عمامہ اور دیگر قیمتی تحفے لاتا ہے۔ اور نقدی نوٹ سے لبریز وزنی لفافہ بطور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں با اثر لوگوں کو دینے کے لیے عطر، سرمہ، بریلی شریف کی انگوٹھیاں لاتا ہے۔ کچھ کتابیں اور رسائل بھی کچھ لوگوں کو بطور تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ عطاریوں کے اس حسنِ اخلاق کے ناٹک کا شہر والوں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ دوسری مرتبہ کا یہ دورہ ایک ہفتہ کا ہوتا ہے۔ لوگوں کی تائید و تحسین، تعاون وحمایت کے طفیل سنّی مسجد میں الیاس عطار کی کسی دوسرے سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کی ہوئی کتاب ''فیضانِ سنّت'' کا درس شروع ہو جاتا ہے۔ ہفتہ وار اجتماع، تربیت، تعلیم اور دیگر تقاریب کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔

عطاریوں کی ایک اہم پالیسی یہ ہوتی ہے کہ ان کا تبلیغی قافلہ جس شہر یا گاؤں میں جاتا ہے، وہاں سب سے پہلے یہ تفتیش اور استفسار کرتے ہیں کہ یہاں کا سب سے بڑا سیٹھ کون ہے؟ اور یہاں کا سب سے بڑا ''بھائی'' یعنی غنڈہ کون ہے؟ علاوہ ازیں یہاں کے با اثر اور صاحبِ اقتدار کون کون ہیں؟ ان کے نام، پتے اور رابطہ نمبر کی فہرست مرتب کرتے ہیں اور دعوت دینے اور اُن سے تعلقات و روابط بڑھانے کی غرض سے

گاہے گاہے ملاقات کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ پھر انھیں دعوت دیتے ہیں کہ "ایک مرتبہ آپ ہمارے ہفتہ وار اجتماع میں تشریف لاکر جلسہ کی رونق بڑھائیں، محفل کو چار چاند لگا دیں اور ہماری حوصلہ افزائی کر کے ہمیں ممنون و مشکور فرمائیں۔" ایسی چاپلوسی اور خوشامد پر مشتمل دعوت پیش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ دعوت دی، وہ نہیں آئے، کوئی بات نہیں۔ دوسری، تیسری، چوتھی مرتبہ دعوت دینے پہنچ گئے۔ دعوت کا سلسلہ ایسا منظم اور چپکاؤ ہوتا ہے کہ غایت الامر غیرت کھا کر بندہ جانے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ عطاریوں کی مرتب کردہ فہرست کے افراد پر ان عطاریوں کی مکمل توجہ اور نگاہ رہتی ہے، بلکہ بحیثیت شکار نشانے پر ہوتے ہیں۔ جب ان میں کا کوئی عطاریوں کی محفل یا اجتماع میں چلا جاتا ہے تو عطاری اس کا پُرتپاک خیر مقدم اور گرم جوشی سے استقبال کر کے اور اس کی تعریف کے پُل باندھ کر اسے ایسا گرویدہ بنالیتے ہیں کہ وہ ان پر فریفتہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح عطاری دھیرے دھیرے سیٹھ، غنڈے اور بااثر لوگوں کی حمایت حاصل کر کے اپنا تسلّط جمالیتے ہیں۔ قوتِ مال اور قوتِ بازو (Money & Muscle Power) کے بل بوتے پر لوگوں پر مسلّط ہو جاتے ہیں۔ مسجد پر عطاری جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ امام صاحب کو بھی دعوتِ اسلامی کی ہری پگڑی باندھ لینے کی فرمائش، پھر اصرار اور بالآخر زبردستی کی جاتی ہے۔ اس طرح مسجد پر عطاری قابض ہوچکے ہوتے ہیں۔ روزانہ عطاری کتاب کا درس، پھر بیان اور بیان میں دعوتِ اسلامی کے بانی الیاس عطار مکّار کی تعریف و توصیف کرنا، الیاس عطار کی دینی خدمات کا تذکرہ، تقویٰ و پرہیزگاری کا پیکر جمیل ہونا، اس کی عملی وجاہت، تواضع و انکساری، حسنِ اخلاق، جود و سخاوت، جذبۂ اصلاحِ معاشرہ وغیرہ کا پرچار جلسے میں بیان کے دوران شروع کردیتے ہیں۔

پھر لوگوں کو دعوتِ اسلامی میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور پُر تپاک انداز میں لوگوں کو مولوی الیاس عطار کا مرید بننے کی نصیحت، مشورہ اور ترغیب دیتے ہیں۔ عطاری مبلغین خود اپنا حال بتاتے ہیں کہ ماضی میں ہم نصاریٰ وضع قطع کے صرف نام کے مسلمان تھے۔ گناہِ کبیرہ وشنیعہ کے مرتکب تھے۔ کبھی مسجد نہیں جاتے تھے۔ البتہ سنیما میں روزانہ بلاناغہ ضرور جاتے تھے۔ رمضان میں کبھی بھی روزہ نہیں رکھتے تھے، البتہ عید کے دن نئے کپڑے پہن کر برائے سیر وتفریح عیدگاہ ضرور جاتے تھے۔ مسلمان بھائیوں سے لڑنا، جھگڑنا، حق تلفی، گالی گلوج، بدتمیزی، لوٹ مار، شراب نوشی، جوا وغیرہ جرائم جو کہ گناہِ کبیرہ پر مشتمل ہیں، ان جرائم کے دلدل میں ہم سرتاپا غرق تھے۔ لیکن الحمدللہ! دعوتِ اسلامی سے تعلق اور امیر دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار سے بیعت ہونے کے طفیل ہماری کایا پلٹ گئی۔ ہماری دنیا ہی تبدیل ہوگئی۔ لہٰذا آپ لوگوں سے التماس ہے کہ آپ حضرات بھی دعوتِ اسلامی سے منسلک ہوکر امیر دعوتِ اسلامی حضرت الیاس صاحب عطار ''باپا'' کے مرید ہوجاؤ۔ ان کے جیسا عظیم الشان اور صاحب کراماتِ کثیرہ آج روئے زمین پر اور کوئی نہیں۔ ان کے مرید ہوجاؤ، پھر دیکھنا ان کے فیض وکرم سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، رحمتیں اور برکتیں کتنی کثرت سے آپ کو حاصل ہوتی ہیں۔ الیاس عطار کے مرید ہونے پر غریبی دور ہونے کی اور تجارت میں عروج و برکت کے تعلق سے دو چار جھوٹی اور گڑھی ہوئی کرامتیں بھی بیان کر کے حصولِ مال ونعمت و دیگر فوائد کی طمع، حرص اور خواہش میں کچھ لوگ دعوتِ اسلامی میں شامل ہوکر الیاس عطار کے غائبانہ مرید ہوجاتے ہیں۔

اب شہر کے مقامی باشندے بھی اپنے سروں پر ہری پگڑی سجانے لگتے ہیں اور یہ

سلسلہ آہستہ آہستہ چلتا رہتا ہے۔ نتیجتاً وہ شہر دعوتِ اسلامی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور شہر کی سڑکوں اور گلی کوچوں میں ہری پگڑی والے عطاریوں کی اچھی خاصی تعداد نظر آتی ہے۔ شہر کے کچھ آوارہ اور اوباش افراد کو عطاری قافلہ اپنا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بنانے میں کسی قسم کی کنجوسی اور بخل نہیں کرتا۔ کیوں کہ اب عطاری قافلہ بجائے ہوٹل کے مسجد کے احاطہ میں کھانا پکا کر کھاتا اور کھلاتا ہے۔ شہر کے سیٹھوں اور غنڈوں کی پشت پناہی اور اوباش و لوفر قسم کے افراد کو دعوتِ اسلامی میں شامل کر لینے کی وجہ سے اب شہر پر عطاریوں کا غلطہ اور تسلّط ہو جاتا ہے۔

اب ان کا نشانہ (Target) مسجد کا امام ہوتا ہے۔ امام صاحب تیس ۳۰ سال سے بھی زائد عرصے سے مسجد کے امام و خطیب کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔ سیدھے سادے مگر ٹاٹن (متصلب) سنّی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عاشق، شیدائی اور فدائی تھے۔ انھوں نے اپنی قیافہ شناسی اور فراست سے بھانپ لیا کہ یہ عطاری قافلہ جب پہلی مرتبہ آیا تھا تو ہر وقت ذکر رضا کی ہی رٹ لگاتا تھا اور ہر بات میں سرکار اعلیٰ حضرت کا ہی نام لیتا تھا لیکن اب عطاری قافلے میں کچھ بدلاؤ آ گیا ہے۔ حالانکہ اپنی امیج اور آبرو کے لیے آج بھی اعلیٰ حضرت کا نام تو ضرور لیتے ہیں مگر اب اس میں کٹوتی اور قلّت ہو گئی ہے اور بجائے اعلیٰ حضرت، یہ عطّاری ہر وقت ذکرِ عطار اور کراماتِ باپا کے تذکرے میں رطب اللّسان رہتے ہیں۔ لیکن بظاہر کوئی ایسی بات نہیں کرتے کہ جس سے سرکار اعلیٰ حضرت کی شان میں توہین ہو۔ البتہ اب اعلیٰ حضرت کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی پہلے دیتے تھے۔ بلکہ اب تو ہر وقت اور ہر بات میں مولوی الیاس کا ہی چرچا و تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ الیاس عطار کی حیرت انگیز کرامات و تصرّفات بیان

کر کے لوگوں کے دلوں پر عطار کی ولایت، عظمت، بزرگی اور اعلیٰ مرتبہ ہونے کا سکہ بٹھایا جاتا ہے۔ اَن پڑھ اور انجان عوام عطاریوں کے وعظ و بیان میں مولوی الیاس عطار کا کثرت سے تذکرہ سن سُن کر مولوی الیاس کے گرویدہ و عاشق ہو جاتے ہیں۔ اس کی ولایت و صاحبِ کرامات کے قائل ہو جاتے ہیں۔

مسجد کا امام عطاریوں کی ان حرکات و سکنات کے سامنے کچھ نہیں بول سکتا بلکہ ٹک ٹک دیدم، دَم نہ کشیدم کے عالم میں چپتی سادھ لیتا ہے۔ کیوں کہ عطاریوں کا اتنا تسلط اور غلبہ ہو جاتا ہے کہ مسجد پر عطاریوں کا قبضہ ہو گیا بلکہ جھنڈا لہرا گیا ہے۔ لہٰذا امام من مار کے بیٹھ رہنے میں ہی خیریت و عافیت سمجھتا ہے۔ حالانکہ امام صاحب کے ساتھ عطاری بظاہر اچھا ہی سلوک کرتے ہیں۔ ہاتھ چوم کر، حضرت۔ حضور۔ قبلہ۔ وغیرہ تعظیم کے القابات سے مسلسل دھوکہ دیتے ہیں۔ امام صاحب سے بہت ہی عاجزانہ و مؤدبانہ لہجے میں گفتگو کرتے ہیں۔ امام صاحب کو نقد نذرانے اور تحائف کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔ اس طرح امام صاحب کو اپنے احسان کے بوجھ تلے دبا کر ممنون و مشکور بنا لیتے ہیں اور آخر کار امام صاحب کو ہرا عمامہ باندھ لینے کی گذارش کرتے ہیں اور مولوی الیاس عطار کا مرید یا طالب بن جانے کی درخواست کی جاتی ہے۔

اس صورت میں امام صاحب کے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں۔ یا تو عطاری بن کر عطاریوں کے رنگ میں رنگ جائے اور سر پر ہرا عمامہ سجا لے یا منصبِ امامت سے استعفیٰ دے کر مصلّٰی عطاریوں کے سپرد کر دے۔ بس عطاریوں کا کام بن گیا۔ امام خود ہی عطاری بن جائے تو زہے نصیب، اور اگر عطاری نہیں بنتا اور استعفیٰ دے دیتا ہے، تو یہ "سونے پہ سہاگا" جیسا نفع پر نفع جیسا معاملہ ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں

مسجد عطاریوں کے قبضہ وتحویل میں آجاتی ہے۔ پاکستان کی اکثر مساجد اور مدارس ان عطاریوں کے مکروفریب پر مشتمل سازش کی وجہ سے عطاریوں کے قبضے میں چلی گئی ہیں اور ہندوستان میں شاہ جہاں پور، اورنگ آباد، لکھیم پور کھیری، دھولیہ، سورت، بڑودہ، وغیرہ کئی شہروں کی کثیر التعداد مساجد اسی طرح عطاریوں کے قبضے میں جا چکی ہیں۔

ہرے (Green) عمامہ کی حقیقت اور ہرے عمامہ کے تعلق سے عطاریوں کا غلو اور مبالغہ

دعوتِ اسلامی کی پہچان (Symbol) ہری پگڑی (عمامہ) رکھی گئی تھی بلکہ دعوتِ اسلامی کے ہر مبلغ کے لیے ہرا عمامہ لازمی اور اشد ضروری ہے۔ تاکہ دور سے اور جم غفیر یعنی ہزاروں کے مجمع اور بھیڑ (Crowd) میں وہ پہچان لیا جائے کہ یہ بندہ عطاری یعنی دعوتِ اسلامی کا مبلغ ہے۔ ان کا ہرا عمامہ بھی عجیب ہیئت اور نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس کی وضع قطع (Shape) بھی سنت طریقے کے عمامہ سے الگ قسم کی ہوتی ہے بلکہ یوں کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ وہ ایک قسم کی ٹوپی (Cap) بلکہ بڑی سائز کا ٹوپا ہی ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ باندھ لیا، پھر مہینوں تک وہ عمامہ بہ شکل ٹوپی استعمال ہوتا رہتا ہے۔ جس طرح ٹوپی اُتار کر رکھ دی جاتی ہے اور پھر پہن لی جاتی ہے، عین اسی شکل وصورت میں عمامہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر مرتبہ پہنتے وقت عمامہ سنت طریقے سے باندھا نہیں جاتا بلکہ ٹوپی کی طرح سر پر رکھ لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عمامہ (ٹوپا) کے رنگ کے تعلق سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہرا یعنی سبز رنگ کا عمامہ باندھنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ علاوہ ازیں ایک مضحکہ خیز جھوٹا دعویٰ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہم عطاری سچے

عاشق رسول ہیں اور گنبد خضریٰ مدینہ منورہ کا رنگ بھی سبز ہے، لہٰذا ہم گنبد خضریٰ کی نسبت سے سبز عمامہ باندھتے ہیں۔

اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں ان کی ضیافت طبع کی خاطر اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں کہ کس رنگ کا عمامہ سنّت ہے؟

▣ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ:۔

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی معرکۃ الآرا کتاب "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" کے صفحہ نمبر ۲ سے فرماتے ہیں کہ:

"دستار مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر اوقات سفید، کبھی کبھار سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی۔"

حل لغت:۔

شاذ و نادر =	1. Seldom	حوالہ: انگریزی اردو
	2. Irregular	ڈکشنری، از: ڈاکٹر عبدالحق،
	3. Miraculous	صفحہ ۹۷۷

حل لغت میں شاذ و نادر کے انگریزی میں تین ۳ معنیٰ جو یہاں پیش کیے گئے ہیں، اُن کے اردو معنی ● بعض اوقات ● خلاف دستور ● حیرت انگیز ہوتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے قول کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدّس عمامہ شریف:۔

- ہمیشہ سفید (White) رنگ کا ہوتا تھا۔
- کبھی کبھی عمامہ شریف سیاہ (Black) رنگ کا بھی ہوا کرتا تھا۔
- آپ خلافِ دستور اور حیرت انگیز طور پر بعض اوقات سبز (Green) رنگ کا عمامہ شریف سرِ اقدس پر باندھتے تھے۔

سبز عمامہ کی ابتدا ایک گمراہ بادشاہ کے حکم سے ہوئی:-

ملتِ اسلامیہ میں سبز عمامہ کی ابتدا ۷۷۳ھ میں ایک گمراہ بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے ہوئی۔ اس گمراہ بادشاہ نے ۷۷۳ھ میں اپنی جماعت کی علامت سبز پگڑی قرار دی۔ اس کے ضمن میں ہم دو ۲ حوالے پیش کر رہے ہیں:-

(۱) امام سید موسیٰ بن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی کتاب ''الدعامہ'' میں فرماتے ہیں کہ۔ ترجمہ: ''سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور نہ شریعت میں اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں تھی۔ یہ علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن حسن کے حکم سے معرضِ وجود میں آئی۔ سبز پگڑی کا بطور خاص علامت اختیار کرنا بدعت ہے اور بدعت پر مداومت گمراہی ہے۔''

(۲) امام المفسرین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:-

> ''سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن شعبان کے حکم سے وجود میں آئی۔ لہٰذا سبز پگڑی کی علامت سنّت ہونے کی شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔''

ماضی کے چند گمراہ فرقوں نے اپنی پہچان سبز عمامہ رکھی:-

اسلامی تاریخ کی اوراق گردانی سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ ماضی کے چند گمراہ اور باطل فرقوں نے اپنی پہچان (Introduction) کے لیے ہرے رنگ کی پگڑی کا ہی انتخاب کیا تھا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ملتِ اسلامیہ میں جو بھی گمراہ اور بدمذہب جماعت پیدا ہوئی، اُس نے بنام سنّتِ رسول ہمیشہ سبز (Green) پگڑی ہی پسند کی ہے بلکہ ہری پگڑی ہی کو اپنی پہچان بنایا ہے۔ مثلاً:-

(۱) معتزلہ فرقے نے اپنے فرقے کی پہچان ہری پگڑی رکھی۔ اسی طرح دیگر گمراہ فرقے والوں نے بھی اپنی پہچان کے لیے ہری پگڑی کو ہی پسند کیا۔

(۲) سب سے زیادہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ **مرزا غلام احمد قادیانی مرتد کذاب** نے زندگی بھر سبز پگڑی ہی باندھی۔ چنانچہ آج بھی جہاں قادیانیوں کی کثرت ہے، وہاں کے قادیانی پیشوا ہری پگڑی باندھتے ہیں۔

(۳) ایسے ہی ایک مرتد فرقہ "چند بشویشروی" (صدیق دین دار کی جماعت) نے بھی اپنے فرقے کی نشانی ہری پگڑی کو قرار دیا۔

(۴) ایک اور گمراہ و بدمذہب فرقہ جسے "فرقۂ مباحیہ" کہا جاتا ہے، اس فرقے کے متبعین کی پگڑی جو وہ بطور اپنی پہچان و علامت پہنتے تھے، اس کا رنگ بھی سبز تھا۔ یہ فرقہ اتنا خطرناک تھا کہ مسلمانوں نے ہی اس فرقے کے تمام افراد کو قتل کر کے اس کا صفایا کر دیا۔ اب اس فرقے کا کہیں بھی نام و نشان نہیں۔

ضروری نکتہ:-

اُمتِ مسلمہ میں بالالتزام و اہتمام حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر تابعین عظام، تبع تابعین کرام، ائمۂ

دین، علماء، فقہاء، محدثین، اولیاء واصفیاء، مجتہدین ملتِ اسلامیہ، بالخصوص ⊙ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ⊙ حضرت سیدنا امام شافعی ⊙ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل اور ⊙ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بھی لازمی طور پر سبز رنگ کا عمامہ استعمال نہیں کیا، سوائے چند گمراہوں اور بدمذہب فرقوں نے۔ اگر کسی گمراہ وبدمذہب فرقے یا کسی تنظیم یا جماعت نے اپنے لیے کوئی خاص رنگ یا کوئی خاص امر لازمی کرلیا اور وہ رنگ وامر اس گمراہ جماعت کی ایسی پہچان بن گیا کہ وہ اسی سے پہچانی جاتی ہے، تو اس سے احتراز کرنا اور اسے ترک کرنا لازمی ہے۔ جیسا کہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، صدر الشریعہ، حضرت علامہ المفتی الشاہ محمد امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ

”محرم کے زمانے میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا شیعوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے اور سرخ رنگ کے کپڑے خوارج کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہیں اور سبز رنگ کے کپڑے جاہل تعزیہ بنانے والوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہیں۔“
(حوالہ: بہارِ شریعت)

▣ رنگ کی وجہ سے مشابہت سے احتیاط کا اعلیٰ حضرت کا واقعہ:۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، ملک العلماء، مفتی ظفر الدین علیہ الرحمۃ والرضوان رنگ کی وجہ سے بدمذہبوں سے مشابہت سے احتراز واحتیاط کے تعلق سے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ:۔

"جناب سیّد ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ مُنشی شوکت علی صاحب سابق محرر چُنگی، ساکن محلہ ذخیرہ حاجی محمد بشیر صاحب پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں اور حضور پُرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے از حد معتقد کہ اکثر لوگ انھیں حضور کا ہی مرید جانتے ہیں۔ محرم الحرام کی کسی ابتدائی تاریخ میں حضور کی خدمت اقدس میں سیاہ ٹوپی اوڑھے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان پر نظر پڑتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

منشی جی! عشرۂ محرم تک تین ۳ رنگ کا کپڑا پہننا نہیں چاہیے۔ ایک سبز کہ علم داروں کا لباس ہے، دوسرا سُرخ کہ خوارج پہنتے ہیں، جنھوں نے شہادتِ امام عالی مقام پر خوشی منائی تھی۔ تیسرا سیاہ، یہ روافض کا لباس ہے۔ آپ کے سر پر سیاہ ٹوپی ہے۔ یہ سنتے ہی منشی جی نے فوراً ٹوپی اُتار لی اور برہنہ سر بیٹھ گئے۔ ارشاد فرمایا: اب تو آپ نے روافض کا اور تشبّہ اختیار کرلیا۔ اور فوراً حکم ہوا کہ اندر مکان سے میری ٹوپی منگالو۔"

منشی شوکت علی کی کالی ٹوپی اُترواکر انھیں اپنی ٹوپی عنایت فرمانے کے بعد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:-

"رویت ہلال سے پہلے روئی کی مرزئی (صدری) پہنے ہوا تھا۔ کہ کپڑے میں تینوں رنگ موجود تھے۔ یعنی اس کی زمین سیاہ تھی اور اس پر سرخ گلاب کے پھول اور شاخیں، پتیاں سبز تھیں۔ اگرچہ اس کے پہنے رہنے سے کسی کا تشبّہ نہ تھا، اس لیے کہ ہر ایک جدا جدا تینوں رنگوں میں سے ایک رنگ اختیار

کرتا ہے، مگر میں نے احتیاطاً اس مرزئی کو اُتار دیا۔"

(حوالہ:- "حیاتِ اعلیٰ حضرت" (اردو)، مصنف: ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری۔ ناشر:- مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی، پاکستان، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۹۴)

مُلّا الیاس عطار نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت گمراہوں اور بدمذہبوں کے استعمال کیے ہوئے ہرے (Green) رنگ کو اپنی پوری جماعت کی پگڑی کا رنگ لازمی قرار دے دیا اور ہری پگڑی کو پوری طاقت سے کھینچ تان کر سنّتِ رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرار دے کر ایک اپنی تنظیم کا سمبل، نشان بنا دیا۔

دعوتِ اسلامی کے مبلغین عطاری ہرے طوطے، ہرے رنگ کی پگڑی صرف اس لیے پسند کرتے ہیں کہ ان کے امیر باپا عطار نے ہرا رنگ اختیار کیا ہے۔ عطاری سنّتِ رسول سمجھ کر ہری پگڑی نہیں باندھتے، کیوں کہ ہری پگڑی سنّت ہے ہی نہیں بلکہ سنّتِ عطار ہے۔ عطّار کا چال چلن اور طور طریقہ اور رفتار و گفتار ہی ان کے لیے لازمی طور پر قابلِ عمل ہے۔ مثلاً مولوی الیاس عطّار نے سبز پگڑی باندھی، تو اب سب عطاری سبز پگڑی باندھنے لگے۔ عطّار نے کاندھے پر چادر رکھی تو اب سب عطاری اپنے کاندھے پر چادر رکھنے لگے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سنّت پر عمل کم اور عطّار کے طور طریقے اور رنگ ڈھنگ اور انداز و طرز پر عمل زیادہ کیا جاتا ہے۔ یہ سب کام دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنّت کی ادائیگی کے لیے نہیں بلکہ صرف اور صرف مولوی الیاس عطّار کی پسند، حکم اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں یعنی جماعتِ دعوتِ اسلامی کے سیمبل (Symbol) اور ٹریڈ مارک (Trade Mark) کی خوب تشہیر (Publicity) ہو۔

علاوہ ازیں سیدھے سادھے، بھولے بھالے سنّی مسلمانوں کو عطّاری یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہماری جماعت کے امیر مولانا الیاس عطّار سچّے عاشق رسول ہیں۔ انھوں نے اپنی پگڑی کا رنگ سبز اختیار کیا ہے۔ اس کی دو ۲ وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ ہری پگڑی باندھنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس آرام گاہ گنبد خضریٰ کا رنگ بھی سبز ہے۔ ان دونوں نسبتوں کی وجہ سے دعوتِ اسلامی کی پہچان کے طور پر عطّار اور عطاریوں کی پگڑیاں سبز رنگ کی ہوتی ہیں۔ کتنا سفید جھوٹ بکتے ہیں یہ لوگ۔ سابقہ اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سبز عمامہ ہرگز سنّت نہیں۔ پھر بھی عطّاری پلّے کھینچ تان کر سبز عمامہ کو سنّتِ رسول میں کھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ ہری پگڑی اس لیے اختیار کی جاتی ہے کہ امیر دعوتِ اسلامی نے سبز پگڑی باندھی۔ سنّتِ عطار کو سنّتِ رسولِ مختار نام دے کر لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

"اب عطاری پگڑی کا رنگ بدل گیا، ہرے طوطے رنگ برنگ (Techni Colour) کے پرندے بن گئے"

مولوی الیاس عطّار کی اندھی عقیدت کی مَے سے سرشار عطاریوں نے سبز پگڑی اپنے سر پر سجالی اور یہ جھوٹ عام کر دیا کہ ہرا (سبز) عمامہ باندھنا سنّتِ رسول ہے۔ ہم عوام مسلمین کو سنّت کا پابند کرتے ہیں لہٰذا دعوتِ اسلامی کے ہر مبلغ کے لیے سبز پگڑی باندھنا لازمی ہے۔

شروع میں جب دعوتِ اسلامی کی تحریک عمل میں آئی، تو ابتدا سے لے کر تقریباً ۳۵ ر سال تک دعوتِ اسلامی کا سیمبل (Symbol) صرف ہری پگڑی تھا۔ عرصۂ دراز تک یعنی تقریباً ۳۵ ر سال تک عطاریوں کی پہچان ہری پگڑی رہی۔ جہاں بھی کوئی ہری پگڑی والا جاہل نظر آتا، لوگ بآسانی پہچان لیتے کہ یہ جناب دعوتِ اسلامی کا عطاری مبلغ ہے۔ شروع شروع میں ان کی تعداد محدود تھی لیکن الیاس عطار کے ناٹک، تصنّع، ریاکاری اور دھوکہ دہی کے طفیل عوام المسلمین ان کے دامِ فریب میں پھنستے گئے اور عطاریوں کی تعداد "دن دونا، رات چوگنا" کی رفتار سے بڑھتی گئی اور دعوتِ اسلامی ایک منظم اور مضبوط تحریک کے طور پر ملّتِ اسلامیہ میں متعارف ہونے لگی۔ تعدادِ مبلغین اور مال وزر کی بکثرت فراہمی کی وجہ سے وہ ہر مقام پر اپنا پلیٹ فارم (Platform) اُستوار کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ریاکاری پر مشتمل ان کی تواضع وانکساری اور بے حد چاپلوسی و خوشامد کرنے کی مہارت کی وجہ سے "ہر دل عزیز" اور مقبولِ عام ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً سیٹھ لوگ اور بھائی لوگ یعنی غنڈے قسم کے اوباش افراد کو اپنا خاص گرویدہ بنالینے کے فن میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

جب کچھ عرصے بعد جس شہر یا گاؤں میں ان کا تسلط (Sway) قائم ہو جاتا ہے، وہاں ان کا رویہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ شروع شروع میں وہ اپنی ساکھ اور طور واطوار کی ساکھ (Image) امن پسند اور مسلمانوں کے خیر خواہ کے طور پر قائم کرتے ہیں لیکن غلبہ اور تسلّط کے حصول کے بعد اُن کا نیا روپ دیکھنے کو ملتا ہے۔ حالانکہ اپنی امن پسند شناخت برقرار رکھنے میں وہ بے حد کوشاں رہتے ہیں، لہٰذا جب بھی یہ عطاری لوگ ظلم و ستم، یا دہشت گردی کا کوئی مذموم ارتکاب کرتے ہیں، تب اپنی پہچان بطور عطاری

پوشیدہ رکھنے کی بھرپور کوشش اور احتیاط کرتے ہیں، تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ دہشت گردی کرنے والے عطاری ہیں اور ان کی بہت ہی سہل پہچان ہری پگڑی ہے۔ لہٰذا عطاری لفنگے جب کبھی بھی غنڈہ گردی یا دہشت گردی کا قابل صد نفریں کوئی مذموم وقبیح ارتکاب کرتے ہیں، تب وہ اپنی پہچان بطور عطاری، چھپانے کے لیے سر سے ہری پگڑی اُتار دیتے ہیں اور برہنہ سر یا ٹوپی پہن کر ہنگامہ مچاتے ہیں اور ظلم وستم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثلاً:-

ہندوستان کے صوبہ کرناٹک (Karnatak) کے مشہور شہر ہبلی (Hubli) جہاں دعوتِ اسلامی کا سخت تسلّط اور کڑا رُعب و دہشت ہے۔ چند سال قبل وہاں کے سنّی مسلمانوں نے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں نامور علمائے اہلِ سنّت کو مدعو کیا۔ اُن علماء میں سے کچھ وہ تھے، جو دعوتِ اسلامی کے مخالف تھے اور اپنی تقاریر میں اکثر اوقات دعوتِ اسلامی کا ردِّ بلیغ فرماتے تھے۔ ہبلی کے جلسے میں ان کی آمد سے عطاریوں کو مرچیں سی لگ گئیں اور وہ آتشِ بغض وعناد سے جل اُٹھے۔ انھیں یہ خوف لاحق ہوا کہ یہ علماء اس جلسے میں اپنی تقریر میں دعوتِ اسلامی کا مدلّل ردّ وابطال کریں گے۔ جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ یہ جلسہ ہی نہ ہونے دیا جائے۔

اس منصوبے کے تحت سینکڑوں عطاری دہشت گردوں نے جلسے کی ابتدا میں ہی ہنگامہ کرکے برہنہ سر یا صرف ٹوپی پہن کر اس طرح حملہ آور ہوئے گویا کہ وہ کسی دشمنِ اسلام کے لشکر پر یلغار اور دھاوا کر رہے ہوں۔ سینکڑوں کی تعداد میں عوام کے بیٹھنے کے لیے منگائی گئی کرسیاں توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ اپنے ہاتھوں میں لاٹھی، ڈنڈے اور پتھر لیے ہوئے لاٹھی زنی، ڈنڈا بازی اور پتھراؤ کا جو تشدّد آمیز رویّہ اپنایا، اسے دیکھ کر جلسے

میں آنے والوں کے دل دہل اُٹھے۔ ایک عجیب سا منظر قائم ہوگیا۔ عطاریوں نے بجلی کے بلب، روشنی کے قمقمے، لاؤڈ اسپیکر، بجلی کے تار، بجلی کے کھمبے، شامیانہ، بیٹھنے کے لیے بچھائے گئے فرش، اسٹیج کے پردے (Curtains) وغیرہ کو نشانہ بنا کر ظلم و تشدد کا وہ ہلکم، تہلکہ، اودھم اور ہنگامہ مچایا کہ تاریخ میں اس کی نظیر شاید و باید ہی ملے۔

عطاریوں کی ہنگامہ آرائی کے شور و غل اور چیخ و پکار سے مجمع کے لوگ دہل اور گھبرا اُٹھے۔ ایک عجیب سی گھبراہٹ اور خوف و ڈر کا ماحول بن گیا۔ مارے ڈر کے لوگ مجمع سے بھاگنے لگے۔ بھاگ دوڑ، بھاگم بھاگ اور دھکّا دھکّی میں کئی افراد شدید زخمی ہو گئے۔ بہت سے ضعیف العمر بزرگ حضرات زمین پر گر کر بھاگنے والوں کے پاؤں تلے روندے گئے۔ بہت سے نوجوانوں نے عطاریوں کی لاٹھیوں کی ضربِ شدید، مار پیٹ کا درد و صدمہ جھیلا۔ اسٹیج کی بجلی کاٹ دی گئی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا اور اندھیرے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے عطاریوں نے لوگوں کی خوب جم کر پٹائی کی۔ انجام کار سنیوں کا ایک عظیم الشان جلسہ صرف دعوتِ اسلامی کے عطاری مبلغوں کی جفاشعاری کی وجہ سے تہس نہس اور موقوف کر دیا گیا۔

قارئین کرام! غور فرمائیں! وہابیوں اور نجدیوں کے جن تقریری جلسوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں سخت گستاخیاں اور توہینیں کی جاتی ہیں، ایسے کسی وہابی نجدی جلسے کو بند کرانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغوں نے کبھی بھی کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ قدم اُٹھانا تو دور کی بات ہے، زبانی مخالفت بھی نہیں کی، بلکہ مخالفت کرنے والے ایماندار سنیوں کو روکا ضرور ہے۔

ہبلی، کرناٹک کے پروگرام کو ناکام بنانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے عطاری

مبلغوں نے ظلم وستم اور بے حیائی و بے شرمی کا جو ننگا ناچ کھیلا ہے، وہ ان کی اصلیت و فطرت کی عکاسی ہے۔شریعت کی خلاف ورزی کا کچھ لحاظ نہیں لیکن اپنی تنظیم کی عزت کا بھر پور لحاظ ہے۔اپنی امن پسندی اور متواضع و منکسر المزاج ہونے کی ساکھ خراب نہ ہو، اس لیے اپنی پہچان پوشیدہ رکھ کے جلسے میں توڑ پھوڑ اور مار پیٹ کرنے والے سب کے سب عطاری مُخربوں نے ہری پگڑی نہیں پہنی تھی۔حالانکہ مقامی لوگوں نے پہچان ہی لیا تھا کہ کل تک امن وشانتی کے علَم بردار بننے والے عطاری باتیں تو بڑی صوفیانہ کرتے تھے مگر آج ان کا کردار دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ چنگیز خان اور ہلاکو وتاتاری کے قرابت دار اور رشتے دار معلوم ہوتے ہیں۔

حج وعمرۂ رمضان کے موقع پر حرمین شریفین میں ایک کروڑ سے زائد حجاج و زائرین ہوتے ہیں۔ایسے کثیر انسانی مجمع وہجوم میں ہری پگڑی والے عطاری آسانی سے پہچان لیے جاتے ہیں۔ایسے ہری پگڑی والے عطاری مبلغین حرمین شریفین کی مساجد کے نجدی وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں تو سنیوں کی نظروں میں آجاتے ہیں کہ یہ کیسے سُنّی ہیں جو زبان سے تو اعلیٰ حضرت کا نام رٹتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی علانیہ طور پر مخالفت کرتے ہوئے نجدی، وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں۔

المختصر! وہابی نجدی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنا، سنّی علماء کی تقریر کے پروگراموں میں ہنگامہ، تہلکہ اور تخریب کاری کے موقع پر دعوتِ اسلامی کے عطاری مبلغوں کی چوری فوراً پکڑی جاتی ہے۔اس کی وجہ ان کا سیمبل (Symbol) ہری پگڑی علانیہ نشان دہی کر دیتا ہے۔لوگوں کے سامنے ان کے ڈھول کا پول کھل جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنی دُکان چلانے کے ہی ہی اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے عشق کا ڈھونگ رچاتے

ہوئے صرف اور صرف دکھاوے کے لیے رضاؔ، رضاؔ کا وِرد کرنے کا ناٹک کرتے ہیں لیکن حقیقت میں عطاریوں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا درد، چاہت اور محبت نہیں۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت کے مسلک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نجدی، وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

اپنی دہشت گردی اور صلح کلّیت کی پول پگڑی کی وجہ سے نہ کھُل جائے، اس لیے مولوی الیاس عطّار نے پینترا بدلتے ہوئے اپنے عطاری پلّوں کو نیا حکم صادر فرمایا کہ اب سے پگڑی کے ہرے رنگ کا اصرار اور مداومت چھوڑ دو اور جو جی میں آئے اس رنگ کی پگڑی باندھو۔ بس! پھر کیا تھا؟ عطاریوں نے دھڑا دھڑ اور فٹا فٹ ہری پگڑیاں اُتار دیں اور مختلف رنگوں کی پگڑیاں باندھنی شروع کر دیں۔ یعنی ہرے طوطے اب رنگ برنگ (Technicolor) کے، پرندے بن کر فضا میں لہرانے لگے۔ اس طرح کے مختلف رنگوں میں عمامہ تبدیل ہونے میں عطاریوں کی محافظت (Safety) اور سلامتی یہ ہوگئی کہ اب ان کا ایک ہی ٹریڈ مارک، (Trade Mark) ہری پگڑی نہ ہونے کی وجہ سے آسانی سے پہچان میں نہیں آئیں گے کہ نجدی وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے یا سنّی مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھانے والے دہشت گرد دعوتِ اسلامی کے عطاری مبلغین ہیں۔

گزشتہ تقریباً تین سال سے عطاریوں کے سروں سے اب ہری پگڑیاں غائب ہوگئی ہیں اور مختلف الوان (Colours) کی پگڑیاں نظر آنے لگی ہیں۔ جب یہ لوگ صرف ہری پگڑی ہی باندھتے تھے، تب لوگوں سے یہی کہتے تھے کہ ہرا عمامہ باندھنا سنّتِ رسول ہے اور نیز گنبد خضریٰ کا رنگ بھی سبز ہے۔ اس لیے ہم صرف اتباعِ سنّت اور گنبد خضریٰ کی محبت کے جذبے سے ہری پگڑی باندھتے ہیں۔ اب ان عطاریوں سے

پوچھو کہ تمہارا اتباعِ سنّت اور گنبد خضریٰ کی محبت کا جذبہ اب کافور بن کر کیوں اُڑ گیا؟ کوئی جواب نہیں دے پائے گا۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ عطاریوں نے ہری پگڑی اتباعِ سنّت یا گنبد خضریٰ کی محبت کے جذبے کے تحت ہرگز نہیں باندھی تھی بلکہ اپنی جماعت کے نام نہاد امیر اور نوٹنکی ماسٹر ملّا الیاس عطار کی اندھی عقیدت اور فاسد اطاعت کے جذبے سے عطّار ''بابا'' کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے باندھی تھی۔ الیاس عطار نے ہری پگڑی باندھی تو عطاریوں نے بھی ہری پگڑی باندھی۔ اب الیاس عطار نے ہری پگڑی اُتار دی، تو عطاریوں نے بھی ہری پگڑیاں اُتار دیں۔ ثابت ہوا کہ عطاریوں کا ہری پگڑی باندھنا اتباعِ سنّت کی وجہ سے نہیں، صرف اتباعِ عطار کی وجہ سے تھا۔ لیکن لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اتباعِ سنّت کی مکّاری کرتے تھے۔

''وہابی نجدی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی اجازت عطاریوں کو مولوی الیاس عطار نے دی ہے''

سنّی مسلمانوں کو چھل اور دھوکہ دینے کی فاسد غرض سے دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغین ہر وقت امام عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی کے نام کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' سے نعت پڑھتے ہیں۔ یہ سب ایک دکھاوا اور چھل ہی ہے۔ تاکہ دنیا کو لگے کہ ہم اعلیٰ حضرت کے فدائی اور دیوانے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے مسلکِ حق کی نشر و اشاعت ہی ہمارا شیوہ ہے۔ یہ باور کرانے کے لیے ہی حسنِ تعلیل کے فن سے ناٹک دکھاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کو گستاخِ رسول، بدمذہب وہابیوں کے رَد میں اعلیٰ حضرت کی لکھی

ہوئی تصانیف جلیلہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکۃ الآرا تصانیف مثلاً ● مہید ایمان ● النھی الاکید ● حسام الحرمین ● المعتمد المستند ● الکوکبۃ الشھابیہ ● سل السیوف الھندیہ ● خالص الاعتقاد ● سبحٰن السبوح اور ● فتاویٰ رضویہ شریف میں گستاخِ رسول اور بدمذہب و بدعقیدہ وہابیوں، نجدیوں کے تعلق سے جو شرعی احکامات ہیں، ان سب سے عطاریوں کو کچھ علاقہ و تعلق نہیں۔ نہ یہ خود جانتے ہیں اور نہ ان پر عمل پیرا ہیں۔ عطاریوں میں گمراہ اور باطل فرقوں سے نفرت کا جذبہ ہے ہی نہیں۔ قومِ مسلم کو اور دعوتِ اسلامی میں نئے شامل ہونے والوں کو باطل فرقوں کے عقائدِ رذیلہ سے نہ واقف کرایا جاتا ہے اور نہ ان گستاخانِ بارگاہِ رسالت سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ بلکہ دعوتِ اسلامی کے مبلغین بدعقیدہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے بھی نہیں بچتے۔ حرمین شریفین میں نجدی وہابی امام کے پیچھے کھلے عام جماعت سے نماز پڑھتے ہیں۔

قائد مسلکِ اعلیٰ حضرت، اسدِ اہلِ سنّت، ماہر رضویات، فخر سادات، رہبر علماء و مشائخ حضرت علامہ مفتی سید محمد حسینی اشرفی، چیف ایڈیٹر ماہ نامہ "سنّی آواز" ناگپور دامت برکاتہم القدسیہ روایت فرماتے ہیں کہ:-

"دعوتِ اسلامی نے بے دینوں اور مرتدوں اور صلح کلیوں سے نفرت کا جذبہ دور کر دیا ہے۔ یہ لوگ حرمین شریفین میں نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت و نفرت نہیں رکھتے۔ ہم نے متعدد بار حج اور زیارتِ روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دعوتِ اسلامی والوں کو نجدیوں کی

اقتدا میں نماز پڑھ کر نکلتے ہوئے دیکھا۔ جب ہم خاص طور پر مغرب اور فجر کی نمازوں میں حرمین مقدسین میں جب نماز قریب الختم ہوتی ہے، اپنی قیام گاہ سے مسجد حرمین مقدسین میں اپنی جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے نکلتے ہیں، تو اُس وقت جماعت سے نماز پڑھ کر نکلنے والوں کی بھیڑ میں دعوتِ اسلامی کے مبلغین کو دیکھا ہے۔ ہم نے اُن ہری پگڑی والوں کو پکڑ کر پوچھا کہ کیا آپ لوگ حرمین مقدسین کے نجدی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ''ہاں۔ ہم پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت صاحب نے ہم کو اجازت دی ہے۔''
(حوالہ:۔سال نامہ سراجِ رضا کا ''احترامِ نبوت نمبر، ۲۰۱۵ء/۱۴۳۵ھ۔ ناشر: انجمن برکاتِ رضا، دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی، بمبئی ۳، صفحہ نمبر ۹۹)

صرف دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغین ہی نہیں بلکہ دعوتِ اسلامی کے امیر خود مولوی الیاس عطار بھی نجدیوں کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔

قائد مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ سید محمد حسینی صاحب روایت فرماتے ہیں کہ:

''جبکہ حقیقت یہ بھی ہے کہ بانیٔ جماعت الیاس عطار صاحب خود بھی نجدیوں کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔''
(حوالہ:۔ایضاً، صفحہ نمبر ۱۰۰)

قارئین کرام! غور فرمائیں۔ ایک سچّا مومن اور عاشق رسول کبھی بھی کسی گستاخِ رسول کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھے گا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ عطاریوں کو عشقِ رسول کا

دعویٰ کرنا تو آتا ہے لیکن عشقِ رسول کا تقاضا کیا ہے؟ یہ انھیں معلوم ہی نہیں۔ یہ کیسے مصنوعی (Duplicate) اور بناوٹی عاشق حشرات الارض کی طرح پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں، جو اعلیٰ حضرت کے نام کی آڑ میں متصلّب سنیوں کو صلح کلیت کا میٹھا زہر پلاتے ہیں۔ تجربے سے یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ گستاخِ رسول وہابی نجدی سے سخت نفرت اور احتراز رکھنے والا کوئی متصلّب سنّی عطاریوں کے جال میں پھنس کر دعوتِ اسلامی میں شامل ہو کر عطاری بن جاتا ہے تو تھوڑے ہی عرصے میں اس کا ''تصلّب فی الدّین'' یعنی دین میں پختگی کا جذبہ ماند پڑھ جاتا ہے اور بدمذہبوں سے نفرت اتنی ڈھیلی پڑ جاتی ہے کہ اب بدمذہبوں کے ساتھ میل ملاپ، کھانا پینا، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا، ان کی مخالفت کرنے سے ہونٹ سی لینا وغیرہ یک لخت ختم ہو جاتا ہے اور حکمت عملی کا لبادہ اوڑھ کر بدمذہبوں کے ساتھ نرمی، اخوت، بھائی چارہ، رواداری اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ شروع ہو جاتا ہے۔

عطاریوں میں عشقِ رسول کا جذبہ صرف دکھاوے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ حقیقت میں وہ ''عشقِ عطّار'' کے متوالے ہیں۔ اس کی ایک مثال یوں سمجھو کہ اگر کسی عطاری کے سامنے کوئی گستاخِ رسول اپنی شقاوتِ قلبی کی وجہ سے حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ عالی میں کوئی توہین آمیز جملہ بکتا ہے، تو یہ عطاری مبلغین ''ٹک ٹک دیدم، دَم نہ کشیدم'' کا رویّہ اپنا کر خاموش رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں سے نہیں اُلجھتے، بے مطلب کا جھگڑا ہو جائے گا۔ ہمارے حضرت صاحب نے لڑائی جھگڑے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر ان امن پسند کے دعوے دار عطاریوں کے سامنے کوئی شخص چاہے وہ عوامی سطح کا ہو یا عالمِ دین ہو، شریعت کے دائرے میں

رہتے ہوئے مولوی الیاس عطار کے خلافِ شرع ارتکابات پر گرفت اور اعتراض کر دے اور عطار کے خلاف کچھ کہہ دے تو یہ عطاری آپے سے باہر ہو کر اپنے جبّہ کی آستینیں چڑھا کر مار پیٹ پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تب یہ لوگ امن پسندی اور اخوتِ اسلامی کا لبادہ اُتار کر اوباشی اور بدمعاشی کا ننگا ناچ ناچنے میں مطلق جھجک اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ یہ ہے ان کا مصنوعی عشقِ رسول کا دعویٰ۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کے وقت خاموش رہنا اور اپنے ''باپا'' الیاس عطار کی توہین پر لڑ مرنا۔ یعنی ان کے نزدیک صرف الیاس عطار کی محبت، عظمت، رفعت، مرتبت اور عُلوّیت ہی سب کچھ ہے۔

عطاریوں کا عموماً جھگڑا مسلکِ اعلیٰ حضرت پر گامزن اور تصلّب کے ساتھ قائم عوامِ اہلِ سنّت و علماء عظام مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسی وارداتیں بکثرت رونما ہوتی ہیں کہ جن علماء اور ہمدردانِ اہلِ سنّت نے جب کبھی بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں مولوی الیاس عطار کی شرعی گرفت فرمائی، تب یہ عطاری ہرے طوطے، کالے کوؤں کی طرح کائیں کائیں کا شور وغل مچاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی بدمذہب مالکِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز بکواس کرتا ہے، تب ان عطاریوں کے منہ پر قفل لگ جاتا ہے۔ عطاری پلّے اس وہم وگمان میں ہیں کہ ان کی تحریک دعوتِ اسلامی کا بانی مولوی الیاس جو کچھ بھی کرتا ہے، وہی شریعت وسنّت ہے۔ پھر چاہے عطّار کا وہ کام سراسر خلافِ شریعت وخلافِ سنّت ہی کیوں نہ ہو۔ علاوہ ازیں صرف زبان سے سرکارِ اعلیٰ حضرت کا نام لینے کا دکھاوا کرنا، جیسے عطّاری ہی سچے ''عاشقِ رضا''، ''مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ٹھیکے دار'' ہیں۔ جبکہ اعلیٰ حضرت تو یہ فرماتے ہیں کہ:

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے

لیکن۔۔۔۔۔۔عطاری لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ دشمنِ احمد کے ساتھ شدّت کے بجائے نرمی اور ریشمی تعلقات قائم کرتے ہوئے ان کے پیٹ کا پانی نہیں ہلتا۔ یہاں تک کہ وہابیوں کے ساتھ اشتراک (Partnership) میں دینی اِدارہ کھولنے کے لیے بھی آمادہ ہوجاتے ہیں۔ گستاخِ رسول وہابیوں، بد مذہبوں کے ساتھ شرکت میں دینی اِدارہ کھولنے کی گھنونی حرکت کا معاملہ ذیل میں درج ہے:-

"جام نگر (گجرات، بھارت) میں وہابیوں کے ساتھ اشتراک میں دینی اِدارہ کھولنے کا عطاریوں کا بھانڈا پھوٹ گیا"

سب سے پہلے اس حقیقت کی طرف التفات وتوجہ فرمائیں کہ آدمی اشتراک یعنی حصّے داری (Partnership) کس کے ساتھ کرتا ہے؟ لامحالہ کہنا پڑے گا کہ صرف اُس کے ساتھ کرے گا جس سے اس کے گہرے تعلقات ہوں، جس کے ساتھ پکّی دوستی اور بے حد محبت ہو۔ جسے وہ جانتا، پہچانتا ہو اور وہ بھی اسی طرح جانتا ہو۔ وہ اس کے ظاہری و باطنی حالات، حال چال، رویہ، دیانت داری، سچائی، وفاداری اور نیک خصلت و روش کے اوصاف سے اچھی طرح واقف ہو۔ جو اس کی نظر میں اعتماد و بھروسے کے لائق ہو۔ اور یہ واقفیت قلیل عرصے کی نہ ہو یعنی دو، چار مہینوں کی ہی جان پہچان نہ ہو بلکہ سالہا سال کی جان پہچان اور دوستانہ تعلق و محبت ہو۔ اپنے دشمن یا انجان شخص کے ساتھ آدمی کبھی بھی حصّے داری میں کوئی کام نہیں کرتا۔ پھر چاہے وہ دُنیوی تجارت کا معاملہ ہو یا کسی

دینی کام کا معاملہ ہو۔

قارئین کرام کو یہ جان کر تعجب، حیرت اور اچنبھے کا شدید جھٹکا لگے گا کہ خود کو اور اپنی تنظیم دعوتِ اسلامی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ترجمان کہتے ہوئے اور ہر وقت رضاؔ، رضاؔ، رضاؔ کی رٹ لگاتے ہوئے جن کی زبانیں نہیں تھکتیں، وہ دعوتِ اسلامی کے امیر اور عطاری مبلغوں نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی بیخ کنی کرنے کی ایسی گھنونی اور مذموم حرکت کی ہے کہ ہر سنّی کی زبان سے صدائے نفریں و ملامت و پھٹکار گونج اُٹھے گی اور ان عطاریوں کے ڈھول کا پول عیاں ہو کر نظر کے سامنے آجائے گا۔

بھارت کے صوبۂ گجرات کا ایک خوب صورت شہر ''جام نگر'' (Jamnagar) ہے، جہاں گورنمنٹ کے درج رجسٹر (Record) کے مطابق تقریباً پچانوے ہزار (95000) کی مسلم آبادی ہے۔ کل چوّن (54) مساجد جام نگر میں ہیں۔ یہاں اسّی فی صد (80%) سُنّی مسلمانوں کی آبادی ہے اور بیس فیصد (20%) نام نہاد مسلم وہابیوں کی آبادی ہے۔ تجارت اور مالی اعتبار سے جام نگر کے مسلمان کافی مضبوط اور ترقی یافتہ ہیں اور کُل مسلم آبادی میں سے بیس فی صد (20%) اہلِ ثروت ہیں۔ باقی کے مسلمانوں میں اکثریت محنت مزدوری، ملازمت، رکشہ چلانا یا ہاتھ لاری میں، پھٹکر (Retailr) وغیرہ مختلف کاروبار کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ! دینی اعتبار سے جام نگر میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کا غلبہ اور اکثریت ہے۔ خلیفۂ تاج الشریعہ، قاضئ گجرات، ناصر و ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت مجاہد اہلِ سنّت، فخر سادات، گلشن فاطمہ کے شاداب پھول، حق گو عالم جلیل، فاضل نبیل، حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد سلیم احمد قادری المعروف سلیم باپو نانی والا قبلہ دامت برکاتھم العالیہ بھی جام نگر کے ایک علاقہ ''بیڈی''

(Bedi) کے باشندے ہیں اور بیڈی میں آپ کا قائم کردہ ادارہ "دارالعلوم انوارِ خواجہ" مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نمایاں اور پُرخلوص خدمات انجام دے رہا ہے۔

جام نگر میں دو ۲ بڑی میمن جماعتیں ہیں۔ایک "ہِکّال میمن جماعت" کہ جن کے ممبران اور متعلقین ٹھاٹھ اور متصلّب سنّی ہیں، جبکہ دوسری "وِہوار یا میمن جماعت"۔ جن کے اکثر افراد پکّے وہابی تبلیغی ہیں اور مالی اعتبار سے سنّی مالداروں سے بہت زیادہ قوی (Strong) ہیں۔ بیرونِ ہند، بالخصوص سعودی عرب سے ان کو بھاری رقم وہابیت پھیلانے کے لیے مسلسل موصول ہوتی رہتی ہے۔

سوئے اتفاق سے جام نگر میں دعوتِ اسلامی تحریک بھی عطّاری فتنہ پھیلانے میں کافی سرگرم ہے۔دعوتِ اسلامی کے عطّاری مبلغین عوامِ اہلِ سنّت اور علمائے اہلِ سنّت سے ہمیشہ دوری اختیار کر کے اپنی الگ تھلگ ٹولی بنام دعوتِ اسلامی نام سے قائم کر رکھی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے عطاری مبلغین مال و زر کے بل بوتے پر رضا والے سنّی مسلمانوں کو حیران پریشان کرنے کی فاسد غرض سے گاہے گاہے ارتکابِ قبیحہ کرتے رہتے ہیں۔امن پسند سنّی مسلم سماج میں فتنے اور فساد کی چنگاری خود لگاتے اور "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" والی مثل پر عمل کرتے ہیں اور بے قصور سنّی مسلمانوں کے خلاف پولیس میں فریاد (Complain) اور کورٹ (Court) میں مقدمہ دائر کرنے کی مذموم حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ایسی کئی واردات رونما ہو چکی ہیں، لیکن تحریر کی طوالت کے خوف سے اختصاراً صرف تین ۳ / واقعات قارئین کرام کی ضیافتِ طبع اور اضافۂ معلومات کی نیتِ صالح سے پیش خدمت کرتے ہیں:-

▣ پہلا واقعہ:-

۲۰۱۱ء میں دعوتِ اسلامی کے مبلغین نے ایک منظم سازش کے تحت دعوتِ اسلامی کے جنید عبدالمجید واڈی والا۔ ساکن: پٹنی واڑ، ناتھی بائی مسجد کے قریب، جام نگر والے کو فریادی بنا کر جناب عرفان محمد قریشی اور عمران محمد حسین قریشی، پٹنی واڑ، جام نگر کے خلاف پولیس میں فریاد کی کہ ہم دعوتِ اسلامی والے ہری پگڑی باندھتے ہیں۔ لہٰذا اِن دونوں مدعا علیہ (Defendant) نے ہم کو دھمکی دی ہے کہ ہری پگڑی پہن کر نکلو گے تو تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ پولیس فریاد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Criminal Case No. 7322/11-

Criminal Prosecution Code. Act No. 504, 506 (2), 114

A- Division City Police Station, Crime Reg. No. 660/11,

dt:- 01-10-11

مندرجہ بالا مقدمہ:-

8th Add. Civil Judge and Add. Chief Judicial Megistrate

Court, Jamnagar:

کی کورٹ میں چلا گیا۔ ملزمین کے خلاف کُل پانچ گواہوں نے گواہی دی مگر گواہوں کی گواہی میں مقدمہ غلط دائر کیے جانے کی وجہ سے کوئی دَم نہیں تھا۔ لہٰذا جناب جج صاحب نے تاریخ ۲۹ رستمبر ۲۰۱۱ء (29-9-2015) کے دن فیصلہ دیتے ہوئے مقدمہ کو غلط مان کر دونوں ملزموں کو باعزت بری اور رہا کر دیا۔ اس فیصلہ (Judgement) سے عطاریوں کے چہروں پر سیاہ کالک لگ گئی۔

◘ دوسرا واقعہ:-

۲۰۱۱ء کے بعد عطّاریوں نے پھر ایک مرتبہ اپنا خوف و دبدبہ قائم کرنے کی غرض سے جام نگر کے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سچّے حامی اور ناشر جناب عمر اسمٰعیل درزادہ۔ ساکن: مہاراجہ سوسائٹی، زلیخا مسجد کے پاس، جام نگر اور ان کے تین ۳/ساتھیوں کے خلاف عطاری مبلغ حسین سلیمان لوشن والا، ساکن جام نگر کے نام سے ایک پولیس فریاد دائر کی۔ جام نگر کے بردھن چوک میں ہم نے ہماری پاکستانی تنظیم دعوتِ اسلامی کی نشر و اشاعت کے لیے جو پردے (بینر/Banner) لگائے تھے، جس کی کُل تعداد ۳۲/تھی، وہ تمام سڑک پر لگے پردوں کو جناب عمر اسمٰعیل درزادہ اور ان کے ساتھیوں نے اُتار کر چوری کر کے لے گئے اور آئی۔ پی۔ سی (Indian Penal Code) نمبر **379** اور **114** کے تحت پولیس فریاد دائر کی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

Criminal Case No. 2793/2012- Digit No. 88

Criminal Prosecution Code. Act No. 379, 114

مندرجہ بالا مقدمہ:-

The Chief Judicial Magistrate Court. Jamnagar

میں سال ۲۰۱۲ء سے ۲۰۲۰ء تک یعنی سات سال، نو ماہ اور ۲۵/دن چلا۔ کل چھ ۶/ گواہ دعوتِ اسلامی کی حمایت میں خاندانی گواہ (جھوٹے گواہ) کی حیثیت سے جانچے گئے۔ چھان بین (Investigation) کے نتیجے میں تمام گواہ نا قابلِ سماعت اور معاند (Hostile) ثابت ہوئے۔ چنانچہ تاریخ ۲۵/فروری ۲۰۲۰ء (25-2-2020) کے دن فاضل جج نے فیصلہ سنایا کہ ملزموں کے خلاف جو مقدمہ دائر کیا گیا ہے وہ جھوٹا ہونے

کے سبب ثابت نہیں ہوتا لہٰذا تمام ملزمین کو باعزت بری اور رہا کر دیا جاتا ہے۔ اس فیصلے سے عطاریوں کے چہروں کا رنگ اڑ گیا اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

◘ تیسرا خطرناک واقعہ:-

"سنیت کو عظیم نقصان پہنچانے کے مذموم ارادے سے وہابیوں سے اشتراک میں دینی ادارہ قائم کرنے کا عطاری منصوبہ"

آر پار کی لڑائی، پولیس میں نالش، کورٹ میں مقدمہ، منی پاور اور مسلز پاور (Muscle Power) ہر محاذ میں ناکام، ذلیل شکست اور ذلت سے دوچار ہونے کے بعد عطاریوں نے "ہارا جواری، پگڑی رکھے" والی مثل پر عمل کرتے ہوئے ترکش کا آخری تیر نکالا اور نہایت ڈھٹائی وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھوں نے گستاخ رسول فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ تبلیغیہ کی جانب ہاتھ بڑھایا اور ناقابل گمان وتصور منصوبہ بنایا۔ وہ منصوبہ اتنا خطرناک تھا کہ جام نگر سے سنیت کا صفایا ہو جائے اور وہابیت کا، اور وہابیوں کے طفیل ومہربانی سے عطاریوں کا تسلط چھا جائے اور جام نگر کے مسلم معاشرے پر وہابیت اور عطاریت چھا جائے۔

اس منصوبہ کے تحت وہابیوں اور عطاریوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے جام نگر میں ایک عظیم الشان ادارہ ایسا قائم کیا جائے جس میں دینی تعلیم یعنی عالم، فاضل کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی دنیوی تعلیم دی جائے اور یہ

اِدارہ دیوبندی، وہابی اور دعوتِ اسلامی دونوں کے اِشتراک (Partnership) یعنی حصّے داری سے قائم کیا جائے اور اس کے لیے کروڑوں، اَربوں روپیہ خرچ کیا جائے اور خرچ کی رقم کا دیوبندی، وہابی اور دعوتِ اسلامی دونوں مل کر انتظام کریں۔ ایک اہم بات کی طرف قارئین کرام خاص توجہ دیں! کہ اوراقِ سابقہ میں دعوتِ اسلامی کے ذریعے سنّیوں کے خلاف دائر کیے گئے مقدمات کے واقعہ نمبر ا میں مدّعی یعنی فریادی نے کورٹ میں اپنی زبانی یہ اعتراف کیا ہے کہ "ہماری تنظیم دعوتِ اسلامی کے سربراہ (Head) مولوی الیاس عطار قادری ہیں، جو کراچی (پاکستان) میں رہتے ہیں اور وہیں سے ہماری تنظیم کا انتظام (Management) وہی کرتے ہیں اور عہدے داروں کا تقرّر (Appointment) کرتے ہیں۔"

(حوالہ: اس مقدمہ کی شنوائی میں فریادی کی زبانی کا گواہ Evidence گواہ نمبر ا، جج مینٹ کاپی کا صفحہ نمبر ۵)

جب مختلف ممالک و امصار (Cities) میں وہاں کے مقامی اشخاص کی دعوتِ اسلامی کی شاخ کے عہدے دار کا تقرر کا معمولی معاملہ بھی دعوتِ اسلامی کے امیر الیاس عطار کی رضا مندی اور تعین پر منحصر (Depent) ہے، تو کیا کروڑوں کی لاگت سے بننے والے وسیع پیمانے کے اِدارے کے معاملے سے مولوی الیاس عطار بے خبر تھے؟ کیا اُن سے اجازت نہیں لی گئی تھی؟ جب دعوتِ اسلامی کے عطاری ہرے طوطے کا غلامئ عطار کا یہ عالم ہے کہ مولوی الیاس عطار کی مرضی و منشا کے خلاف کوئی بھی عطاری پَر نہیں مار سکتا، تو کیا وہابیوں کے اشتراک میں بننے والے دعوتِ اسلامی کے اتنے بڑے اِدارے کے قیام کی اطلاع نہ تھی؟ کیا یہ صرف جام نگر کے مقامی (Local) اور بے

اختیار عطاریوں کا نجی فیصلہ تھا؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ جام نگر میں گستاخِ رسول وہابیوں کی اشتراکیت (Parnership) میں بننے والے اِدارے کی مولوی الیاس کو ضرور خبر تھی اور ان کی رضامندی، خوشی، اجازت اور ایماواشارے کی بنیاد پر ہی اتنا بڑا اِدارہ قائم کرنے کا منصوبہ عمل میں لایا گیا تھا۔ اور اس کے لیے تیاری کرنے کا آغاز بھی ہو گیا تھا۔ لیکن جام نگر کے جاں باز سنّی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے جاں نثار مجاہدوں نے عطاریوں کا یہ خوابوں کا شیش محل چکنا چور کر کے رکھ دیا۔

''دو چار قدم جب منزل تھی گھوڑے نے ٹھوکر کھائی ہے''

وہابیوں کی اشتراک میں کروڑوں کی لاگت (Investment) سے بننے والے اِدارے کے منصوبے کی کامیابی کی منزل کی طرف لشکرِ عطار کے ہرے سپاہی دھوکہ دہی کے فریبی اسپ (Horse) پر سوار ہو کر تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ منزل اب تھوڑے ہی فاصلے پر تھی کہ اچانک یہ حادثہ رونما ہوا کہ ''دو چار قدم جب منزل تھی = گھوڑے نے ٹھوکر کھائی ہے'' والا معاملہ درپیش ہو گیا۔

جام نگر کے وہابیوں کے ساتھ شرکت میں دینی ادارہ قائم کرنے کے تعلق سے وہاں کے عطاری مسلسل وہابیوں سے رابطے میں تھے۔ ادارہ شرکت میں قائم کرنے کے ضمن میں ابتدائی (Primary) گفتگو میں اُصول وشرائط کے نفاذ (Obey) کے ضمن میں اتفاق ہو جانے کے بعد عطاریوں نے کراچی، پاکستان میں مقیم اپنی جماعت کے امیر مولوی الیاس عطار کو مطّلع کیا۔ ان تمام اُصول وضوابط پر غور وفکر کے بعد مولوی الیاس عطار نے اسے منظور کیا اور عطاریوں کو اجازت دی کہ تم وہابیوں کے ساتھ آخرش

(Final) اور قطعی میٹنگ (Meeting) کا انعقاد کرو۔ میں اپنے معتمد اور معتبر ذمے داروں کو بمبئی سے جام نگر بھیجتا ہوں اور انھیں پورا اختیار (Power) دے کر بھیجتا ہوں۔ لٰہذا تم مقامی (جام نگر) فریق (Party) سے رابطہ کر کے کوئی تاریخ متعیّن کرو۔ اپنے ''باپا'' یعنی مولوی الیاس کی طرف سے ہری جھنڈی (Green Signal) ملنے پر عطاریوں نے وہابیوں سے رابطہ کر کے فائنل میٹنگ (Meeting) متعین کرنے میں سرگرم ہو گئے۔

چنانچہ مؤرخہ ۹؍فروری ۲۰۱۴ء (9-2-2014) کے دن بعد نمازِ عشاء جام نگر کے تین بتّی علاقہ میں واقع ''ہوٹل راج محل'' کے کانفرنس ہال میں میٹنگ طے پائی۔ اس میٹنگ میں شرکت نے لیے ⊙ جام نگر کے سڑے ہوئے وہابیوں ⊙ صلح کلیوں ⊙ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے کھلے مخالفوں ⊙ دین سے نابلد قومِ مسلم کے لیڈروں، اہلِ ثروت، ڈاکٹروں، وکیلوں، اور انجینئروں کو مدعو کیا گیا اور میٹنگ کے بعد رات کا کھانا ساتھ میں کھانے کی دعوت دی۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ماننے والے ایک بھی متصلّب سنّی کو دعوت نہیں دی گئی بلکہ اس میٹنگ کا انعقاد نہایت خفیہ (Top Secret) کیا گیا تھا، تا کہ کسی کو بھی ''کانوں کان خبر نہ ہو''۔

خیر! متعینہ دن، وقت اور مقام پر میٹنگ منعقد ہوئی۔ بمبئی سے مولوی الیاس عطار کے خاص معتمد و معتبر عطاری مبلغ سلمان عطاری اپنے ساتھ آئے ہوئے وفد اور جام نگر کے مقامی عطاریوں کے ساتھ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے موجود تھے۔ علاوہ ازیں جام نگر کے گستاخ وہابی اور دیگر مدعوعین بھی حاضر تھے۔ راج محل ہوٹل کا پورا ہال (Hall) منتظمین و مدعوعین سے بھرا ہوا تھا۔ سب سے پہلے مہمان عطاریوں سے جام نگر

کے مدعوین اور بالخصوص وہابیوں اور صلح کلیوں کا تعارف کرایا گیا۔ بمبئی سے آئے ہوئے عطاری وفد نے وہابیوں کے ساتھ پُر تپاک اور گرم جوشی سے مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے اخوّتِ اسلامی اور بھائی چارگی کا مظاہرہ کیا۔

رسمی ضابطہ (Formality) کے بعد پُرسکون ماحول میں میٹنگ کا آغاز ہوا۔ بمبئی سے آئے ہوئے عطاری وفد کے قائد سلمان عطاری نے مائیک سنبھالا اور ملتِ اسلامیہ کی فلاح و بہبود، نیز تعلیم و ترقی کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ کے عنوان سے اپنی گفتگو کی تمہید باندھی تھی کہ اچانک مسلکِ اعلیٰ حضرت کے دیوانے متصلّب سنیوں کا ایک گروہ دعوتی عطاری تخریبی میٹنگ میں آدھمکا۔ وکیل اہلِ سنت جناب ایڈوکیٹ ہارون قاسم پلیجا (**Paleja**) اور مجاہد سنیت جناب عمر بن اسمٰعیل ورزادہ کی رہبری میں تقریباً پندرہ۔ بیس متصلّب رضا والے سنّی حضرات ہوٹل راج محل کے کانفرنس ہال میں گھس گئے۔ انھیں دیکھتے ہی جام نگر کے وہابی اور عطاری سہم گئے اور نہایت بوکھلاہٹ کے عالم میں اِدھر اُدھر سرکنے اور کھسکنے لگے۔ جناب ایڈوکیٹ ہارون بھائی نے بمبئی کے عطاری وفد کے قائد اور میٹنگ کے خطیب سلمان عطاری کے قریب جاکر پوچھا کہ اس وقت سب لوگ مل کر کیا کر رہے ہو؟ اس وقت کون سے معاملے کے تعلق سے میٹنگ منعقد کی گئی ہے؟ کیا آپ وہابیوں کے ساتھ شرکت میں اِدارہ قائم کرنے کے تعلق سے صلاح و مشورہ کرنے جمع ہوئے ہو؟ کیا تم لوگ وہابیوں کے ساتھ تعلقات قائم کیے ہو؟ وہابیوں کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ان کے ساتھ مل کر حصے داری میں دینی اور دُنیوی تعلیم کا ادارہ قائم کرنا چاہتے ہو؟ جناب ایڈوکیٹ ہارون بھائی پلیجا کی گرجتے ہوئے شیر ببر کی للکار سے تمام عطاری دم بخود اور ساکت وصامت ہوکر چپ چاپ ہوکر بیٹھ رہے اور کسی بھی

سوال کا جواب نہ دیا۔ اپنے ہونٹوں کو مضبوط دھاگے سے ایسے سی (Stitch) لیے کہ منہ سے ایک حرف بھی نہیں نکلا۔ لیکن جناب ہارون بھائی مسلسل مکرر اپنے سوالات دوہراتے رہے۔ کسی عطاری نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں اپنی نشست سے اُٹھ کھڑے ہوکر کانفرنس ہال سے بھاگنے لگے۔ انھیں دیکھ کر موجود حاضرین بھی بھاگنے لگے۔ بھگ دوڑ، دھکّم دھکّا اور افراط وتفریط کا سماں پیدا ہوگیا۔ مقامی وہابی اور صلح کلّی تو ایسے دُم دبا کر بھاگے کہ پیچھے مُڑکر نہیں دیکھا۔ بمبئی سے آئے ہوئے عطاری مداری اپنی ڈگڈگی بجانا بند کرکے، مکر وفریب کا جال سمیٹ کر مقامی عطاریوں کے ساتھ "نو دو گیارہ" ہوگئے۔ چند لمحات قبل کا پُرسکون ماحول چیخ و پکار، ہاتھا پائی اور مار پیٹ، کے ہنگامے کے شور وشر میں تبدیل ہوگیا۔ کچھ لوگوں کو چوٹیں آئیں اور کئی لوگ زخمی بھی ہوئے۔

الحاصل! وہابیوں کے اشتراک میں ادارہ قائم کرنے کا عطاریوں کا خیالِ خام کا شیش محل چکنا چور ہوکر رہ گیا اور یہ سب رضآ والے سنّی مجاہدوں کی بدولت ہوا۔ لہٰذا عطاریوں نے رضآ والے سنّی مجاہدوں کو اپنی دولت کے بل بوتے پر پریشان کرنے کا عزم مستحکم کیا۔ مسلوب الحواس اور مسلوب العقل کی تاثیر سے بڑی اور احمق ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے جام نگر کے عطاریوں نے جناب ایڈوکیٹ ہارون بھائی پلیجا اور جناب عمر اسماعیل درزاہ کے خلاف پولیس میں فریاد دائر کی۔ جس کی تفصیل قارئین کرام کی معلومات میں اضافے کی خاطر ذیل میں پیش خدمت ہے:-

- Police Station:- Jamnagar City B- Division Police Station
- F.I.R. No.:- II- 123/14- date:- 9-2-2014

- Complainant:- Junaid A. Majid Pat- Panch Hatdi-Jamnagar
- Charge Sheet No.:- II- 345/14- date:- 8-6-2014
- Accused Person:- (1) Haroon Ismail Paleja
  (2) Omar Alias Husain Qasim Darjada
- Custody & Bail:- Arrested & Released on Bail.
  dt:- 26-5-2014
- Crime Under I.P.C.:- 323- 504-506 (2)-114
  G.P. Act:- No. 135 (1)
- Court:- In the Court of 2nd Addl. Sr. Civil Judge & A.C.J.M., Jamnagar
- Court CNR No:- GJJM- 020051322014
- Filing & Registration No.:- 4078/2014 dt:- 16-6-2014
- First Hearing Date:- 28-08-2014
- Last Hearing Date:- 30-06-2022

مندرجہ بالا مقدمہ فی الحال جام نگر کے کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ تاریخ پہ تاریخ (پیشی پہ پیشی) پڑتی رہتی ہے اور جناب ہارون بھائی پلیجا اور جناب عمر بھائی درزادہ پیشی کے دن کورٹ میں حاضر رہتے ہیں۔ ۲۰۱۴ء سے ۲۰۲۳ء یعنی تقریباً نو ۹/ سال سے یہ دونوں حضرات کورٹ کے چکّر کاٹنے میں حیران و پریشان ہیں۔ اور ان کی پریشانی صرف اور صرف عطّاری ہرے طوطوں کی وجہ سے ہے۔

ان ظالم عطاریوں سے پوچھو کہ کیا تم نے کسی گستاخِ رسول، بدمذہبوں سے کبھی پنگا لیا ہے؟ جھگڑا کیا ہے؟ ان کے خلاف کبھی پولیس میں نالش کی ہے؟ کبھی ان کے

خلاف کورٹ میں مقدمہ دائر کیا ہے؟ نہیں، کبھی نہیں! کیوں کہ ان بدمذہبوں کے ساتھ تمہارے خوش گوار اور ریشمی تعلقات ہیں۔ بلکہ بہت ہی گہرے تعلقات ہیں۔ اسی لیے تو اِن منافقوں کے ساتھ مل کر اور حصّے داری میں وسیع پیانے کا دینی اِدارہ قائم کرنے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے جام نگر کے مجاہدوں کا کہ انھوں نے عین وقت پر آ کر تمہارا سنیت کی بیخ کنی کا پلان خاک میں ملا دیا اور اعلیٰ حضرت کے نام کا لبادہ اوڑھ کر سنیوں کو چھل اور دھوکہ دینے کی تمہاری اصلیت ننگی کر دی۔

''پاکستانی رقّاص (Dancer) عطار کے ٹھمکے اور ڈانس کی ٹھُمک بھرے نخرے''

موجودہ دور میں مذہب کے نام پر عیش وعشرت منانے کی بدی بھی عام ہوتی جا رہی ہے۔ اپنے نفس کو نشاط وشادمانی کا مزہ چکھانے کے لیے لوگ مذہب کی آڑ لینے لگے ہیں۔ اپنے ارتکابِ قبیحہ کو جائز اور مناسب بلکہ مستحسن ثابت کرنے کے لیے مذہب کا سہارا لیا جاتا ہے۔ مثلاً رقص یعنی ناچ یعنی ڈانس جو اسلام میں روا نہیں، نہ شادی میں، نہ مذہبی جلوس (Procession) میں، نہ اور کوئی موقع پر۔ یہ بدی کفّار ومشرکین میں عام طور سے رائج ہے۔

سماج کے خالص دُنیوی دستور کے اعتبار سے ناچنا، گانا، بجانا، ڈھول ڈھمکّا، باجا گاجا، مزامیر کے ساتھ دھوم دھڑکّا یہ سب سینیما (فلم/Film) اور ناٹک میں کثرت سے ہوتا ہے۔ فلموں میں اسی کی دھوم دھام ہوتی ہے۔ جس فلم میں کوئی گانا (گیت) نہیں ہوتا یا اگر ہوتا ہے تو اس میں ناچنا کودنا اور ڈھول ڈھمکا نہیں ہوتا، وہ فلم ٹکٹ کھڑکی

(Ticket Window) پرنا کام ہوجاتی ہے۔ ان کے اثرات کی وجہ سے دورِ حاضر میں عوام الناس کی ایسی ہی ذہنیت بن چکی ہے۔ ان کو ناچنے، گانے، کودنے سے ایسا لگاؤ ہوگیا ہے کہ اس کو ذہنی اور قلبی سکون کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ دیگر مذاہب کے ساتھ ساتھ یہ بدی دھیرے دھیرے ملّتِ اسلامیہ کے متبعین میں سرایت کرتی جارہی ہے۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل، متاثر اور راغب کرنے کا یہ بہت آسان فارمولا (Formula) ہے۔

لہٰذا کچھ تجارت پیشہ ذہنیت رکھنے والے اور نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے اپنی پیری مریدی کی دُکان چلانے کے لیے رقص کے مذموم خرافات کو دین ٹھہرانے کا ارتکاب کرکے ''بڑھیا مری تو مری۔ آگرہ تو دیکھا'' والی مثل پر عمل پیرا ہوکر اپنے ذاتی مفاد کے لیے دین کا عظیم نقصان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

زیادہ دُکھ اور تعجب تو تب ہوتا ہے کہ کچھ اَن پڑھ اور جاہل قسم کے لوگ رہبرِ قوم، ہادیٔ ملت، بانیٔ تنظیم اور خیرخواہِ اُمت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے رقص و سرور اور ناچنے کودنے کی حرکت کو عشقِ رسول کے وجد و کیف اور حال آنا میں کھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حال اور وَجد کے بہانے خود تو ناچتے کودتے ہیں، ساتھ میں اپنے اندھ بھکتوں کو بھی نچاتے اور اُچھل کود کراتے ہیں۔ ان جاہل رہبر میں کسی قسم کی علمی و فنّی لیاقت تو نہیں کہ اپنی علمی و فنی صلاحیتوں سے اپنا کوئی مقام بنا سکے یا اپنی کوئی خاص انفرادی پہچان و اثر (Image) پیدا کرسکے۔ لہٰذا وہ عشقِ رسول کے کیف و سُرور اور حال و وَجد کے نام پر ناچنے کودنے کے اختراعی ڈھونگ دھتوروں سے کام لے کر، صرف اور صرف ریاکاری اور فریب دہی سے مرکّب ارتکابات کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ڈھونگی اور مکّاروں کی فہرست میں دعوتِ اسلامی کے بانی اور امیر میمن مولوی الیاس کتیانوی عطار کا نام نمایاں طور پر سرِفہرست آتا ہے۔

علم وفن سے نابلد اور ناآشنا ہونے کے باوجود رہبر قوم اور پیشوائے ملّتِ اسلامیہ بننے کی حرص وطمع کی تکمیل کے لیے "بناوٹی عاشقِ رسول" کا روپ دھار کر رقاص کا رول ادا کرتا ہے۔ تصنّع اور بناوٹ کا ایسا ننگا ناچ ناچتا ہے کہ غور وفکر کی نگاہ رکھنے والا پہلی ہی نظر میں بھانپ لیتا ہے کہ بہروپیا عاشقِ رسول کا سوانگ رچا کر کھلی مکّاری کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ لیکن مولوی الیاس عطار کے عطّاری پلّے واہ! واہ! اور سبحان اللہ! کی صدائیں بلند کر کے "باپا عطّار" کے ڈھونگ دھتورے کو داد وتحسین سے نوازتے ہیں۔ داد وتحسین دینے والوں میں کچھ عطّاری تنخواہ دار ہوتے ہیں، جو متعینہ تجویز کے تحت معمور ہوتے ہیں تاکہ وہ نئے عطاریوں کو پکّا عطّار بھگت بننے کی رغبت دلائیں۔

مساجد کی حرمت پامال کر کے تماشا گاہ بنانے کا عطّاری ارتکاب

دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں مولوی الیاس عطار نے ٹی۔ وی (T.V.) کی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ ٹی وی کو سرکارِ دوعالم، جانِ ایمان حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن ٹھہرا کر لوگوں کے گھروں سے ٹی وی کے کثیر التعداد سیٹ باہر نکلوائے اور چوراہوں پر ان کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں کی ضربِ شدید سے چورا چورا کر کے ٹی وی سے اپنی سخت نفرت کا مظاہرہ کیا تھا۔ لیکن اب وہی ٹی وی مولوی الیاس کا چہیتا اور پیارا بن گیا ہے۔

جب سے مدنی چینل شروع ہوا، ہر عطاری کے گھر میں ٹی وی سیٹ ہونا لازمی اور اشد ضروری ہو گیا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ جس ٹی وی سیٹ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن ٹھہرا کر گھروں سے باہر نکلوا کر سڑکوں اور چوراہوں پر توڑا تھا، اُسی ٹی وی

سیٹ کو عطاریوں نے اب مساجد میں گھسیٹر دیا ہے بلکہ منبر رسول پر سجا دیا تھا۔ جن مساجد پر دعوتِ اسلامی کا غلبہ، قبضہ اور تسلّط ہوتا ہے، اُن مساجد میں نماز کے بعد اعلان ہوتا ہے اور مصلیوں کو تھوڑی دیر ٹھہر جانے کی گذارش کی جاتی ہے۔ مصلّیانِ مسجد ٹھہر جاتے ہیں، پھر ٹی وی یا لیپ ٹاپ آن (On) کیا جاتا ہے اور مدنی چینل میں ''دیدارِ عطّار'' کے نام پر مولوی الیاس عطار کا ''بھانڈ بھگیتا انس'' دکھایا جاتا ہے۔ کوئی نعت خواں شخص اپنی پُر درد اور سُریلی آواز میں خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتا ہے۔ جسے سُن کر مولوی الیاس عطار سراسر ریا کاری، تصنّع، چھل اور فریب کا مظاہرہ کرتے ہوئے عشقِ نبی کے کیف میں جھومتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے اس کے جھومنے میں شدّت آتی ہے۔ بیٹھنے کی حالت چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھا کر اپنے سر کو ہلانے لگتا ہے۔ اس کی مُنڈی کی جنبش آہستہ آہستہ تیز ہوتی جاتی ہے اور پورا بدن اُچھل کود کرنے لگتا ہے اور رقص و سُرور کا ماحول کھڑا کیا جاتا ہے اور مولوی الیاس کو وجد و حال آنے لگا ہو، ایسا مصنوعی رول (Acting) اور سوانگ رچا جاتا ہے۔ پھر چند لمحات کے بعد وجد میں دیوانگی اور جنون کی بناوٹی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ اور الیاس عطار ناچنے لگتا ہے۔ اُسے ناچتا دیکھ کر وہاں موجود عطّاری پلّے بھی الیاس عطار کی متابعت میں ناچنے کودنے لگتے ہیں۔

مسجد کے منبر پر رکھے ہوئے ٹی وی کے پردے پر مدنی چینل میں دکھائے جانے والے مناظر دیکھ کر مسجد میں موجود عطاری عشقِ رسول کا ڈھونگ رچاتے ہوئے مسجد کی حرمت اور ادب کو بالائے طاق رکھ کر بے ڈھنگے طور پر اُچھلنے، کودنے اور لوٹنے لگتے ہیں۔ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے اور ایک دیوار سے دوسری دیوار تک، زمین پر لیٹے لیٹے لُڑھکتے اور کروٹیں بدلتے ہوئے مصنوعی وجد کی حالت میں مچلنے کی

ایسی مذموم حرکت کرتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں بچھائی گئیں چٹائیاں درہم برہم، اُلٹ پلٹ اور خلط ملط ہوجاتی ہیں۔ اس ناچ کود کے تماشے سے ایسا شور شرابا اور غل مچتا ہے کہ مسجد کا خاموش اور پُرسکون ماحول ہنگامہ آرائی اور تماشا بازی کی چیخ و چلّاہٹ سے نیلام گھر میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

مساجد صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ مسجد کے احکام سے ہے کہ:-

''مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں، نہ آواز بلند کرنا جائز۔''
(حوالہ:- ''درمختار''، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۲۶، بحوالہ:- بہارِ شریعت، ناشر: قادری کتاب گھر، بریلی شریف، جلد نمبر ۱، حصّہ ۳، صفحہ ۶۴۸)

لیکن افسوس! کہ اتباعِ سنّت کے دعوے دار بلکہ اپنے کو ٹھیکے دار گردانتے والے عطاری حدیث شریف کے ارشاد کی کھلّم کھلاّ مخالفت کرکے مساجد کی حرمت اور احترام و ادب کو پامال کرنے میں ذرّہ برابر بھی جھجک محسوس نہیں کرتے بلکہ اپنے تماشائی اور ہنگامہ آرائی ارتکاب کو دین کے کام میں کھپانے کی مذموم اور قبیح حرکت کرتے ہیں۔ مساجد میں دیدارِ عطّار کے بہانے عطّار کا ڈانس (Dance) دکھایا جاتا ہے۔ شور و غل مچایا جاتا ہے۔ بے ڈھنگا رقص اور مضحکہ خیز اُچھل کود سے مساجد میں سنیما گھر (Theatre) جیسی آلائش بھری فضا قائم کردی جاتی ہے۔

مساجد میں لیپ ٹاپ کو منبر پر سجا کر اور گھروں میں ٹی وی پر ''مدنی چینل'' کی نشریات (Broad Cast) کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ڈانسر امیر ملاّ الیاس کی ولایت، علمی وجاہت، عظمت، بزرگی، کرامات، دینی خدمات، عشقِ رسول

کی سچی تڑپ، رفعت وغیرہ کی عالمی پیمانے پر تشہیر (International Publicity) کی جائے، اور عوام الناس کو یہ دھوکہ دیا جائے کہ مدنی چینل صرف مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ عوام کا ذہن ہموار کرنے کے لیے امامِ عشق و محبت سرکارِ اعلیٰ حضرت کے نام کو مقدّم (Antecedent) رکھنا اور ایک سراسر جھوٹ اور دروغ گوئی پر مشتمل منادی (Announcement) کرتے رہنا کہ ''مدنی چینل مسلکِ اعلیٰ حضرت کی دھوم مچا رہا ہے اور دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل نے اعلیٰ حضرت کا نام اور ذات کو دنیا بھر میں متعارف کرایا ہے۔'' (معاذاللہ! ولعنۃ اللہ علی الکاذبین)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مبارک نام صرف عطّاری گروہ (فرقہ) یعنی دعوتِ اسلامی کی تشہیر کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ اگر ان عطّاریوں کو اعلیٰ حضرت سے محبت ہوتی، تو وہ اعلیٰ حضرت کے ''اعلائے کلمۃ الحق'' یعنی صدائے حق بلند کرنے کے مشن مسلکِ حق و صداقت ''مسلکِ اعلیٰ حضرت'' پر تصلّب سے قائم و پابند ہوتے اور بارگاہِ رسالت کے گستاخ وہابیوں، دیوبندیوں، نجدیوں، سلفیوں وغیرہ کا ردّ و ابطال کرتے۔ لیکن دعوتِ اسلامی کے آئین و دستور میں تو بدمذہبوں کا رَد کرنے کی ممانعت نافذ کی گئی ہے۔

لٰہذا دعوتِ اسلامی نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لیے نہیں بلکہ اپنے مفاد یعنی عطّار اور عطّاریوں کی دُکان چمکانے کے لیے ہی مدنی چینل قائم کر کے سادہ لوح اور بھولے بھالے سنیوں کو چھل اور دھوکہ دیا ہے۔ وہابی دیوبندی، اہلِ حدیث، قادیانی اور دیگر فرقۂ باطلہ کے سینکڑوں چینلز مسلسل ٹی وی پر نشر ہوتے رہتے ہیں اور عقائد اہلِ سنّت کے خلاف زہر ہلاہل اُگلا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ذاکر نائیک (نالائق)،

طاہر گیاوی، طاہر القادری (پادری)، توصیف الرحمٰن، معراج ربانی وغیرہ کھلے الفاظ میں توہین انبیاء واولیاء کی بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اہلِ سنّت و جماعت کے حقائق پر مبنی عقائد کو کفر اور شرک کے فتوے اور ناجائز، حرام اور بدعت کے خود ساختہ فتوؤں کے کیچڑ اُچھالتے رہتے ہیں۔ قارئین کرام! آپ قسم سے کہنا کہ کیا دعوتِ اسلامی نے مدنی چینل سے اس کا جواب دیا؟ کبھی بدمذہبوں کے عقائد باطلہ کا رَد کیا؟ کبھی کسی گستاخِ رسول کی گستاخی کا دندان شکن جواب دیا؟ تو جواب میں صرف نہیں، نہیں اور نہیں ہی آئے گا۔ حد تو یہ ہے کہ مدنی چینل پر کبھی عقائد حقہ اہلِ سنّت کا ثبوت نہیں دیا جاتا۔ کبھی بھی اصلاحِ عقائد کے تعلق سے گفتگو نہیں کی جاتی۔ صرف اصلاحِ اعمال پر زور دیا جاتا ہے۔ بے شک اصلاحِ عمل ایک مؤمن کے لیے لازمی ہے لیکن اصلاحِ عمل سے مقدم اصلاحِ عقیدہ ہے۔ تصلّب فی الدین کا نام ونشان نہیں اور صرف سنّت کی پابندی کی رٹ لگاتے رہنا، کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک دکھاوا اور ڈھونگ ہی ہے۔

سنّتِ صحابہ تو یہ ہے کہ اللہ و رسول سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرنا اور دشمنی کرنے والوں سے عداوت و نفرت کرنا۔ صحابۂ کرام کی پاکیزہ حیاتِ طیبہ کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ عشقِ رسول کے سچے جذبات سے سرشار صحابۂ کرام نے حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور توہین کرنے والے کسی کو بھی نہیں بخشا بلکہ اسے فی النار جہنم ہی کیا۔ پھر وہ گستاخی کرنے والا چاہے اس کا حقیقی باپ، بیٹا، رشتے دار یا عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ کسی کے ساتھ کوئی رعایت، نرمی یا محبت کا سلوک نہیں کیا۔ صحابۂ کرام کے ایسے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کبھی بھی ملّا الیاس کی دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل پر نہیں کیا جاتا۔

گستاخِ رسول اور بدعقیدہ سے سنّی مسلمانوں کو قلبی عداوت اور طبعی نفرت پیدا ہو، ایسی کوئی بھی بات مدنی چینل پر نہیں کہی جاتی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اگر واقعی مدنی چینل مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت وخدمت کے لیے شروع کیا گیا ہے تو مسلکِ اعلیٰ حضرت یہ ہے کہ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں کا ایمان بچاؤ اور ایمان بچانے کے لیے ضروری ہے کہ بے ایمان اور بد مذہب فرقوں کے عقائد باطلہ، رزیلہ، مقبوحہ اور مُتنفّرہ کو ان کی کتابیں دکھا کر پیش کیا جائے، تاکہ ایمان والے سنّی مسلمان ان سے نفرت، دوری اور احتراز کریں اور ان کی سنگت سے کنارہ کشی اور علیحدگی اختیار کر کے اپنا ایمان بچا سکیں۔

ایمان اور عقائد کے معاملے میں گڑبڑی اور عمل کی دُرستی وسنّت کی پابندی کا کوئی فائدہ نہیں۔ تمام اعمالِ صالحہ سے مقدّم ایمان ہے۔ ایک لمحہ بھر کے لیے ایمان میں پیدا شدہ خرابی سالہا سال کی عبادت کو اکارت کر دیتی ہے۔ اگر آپ کے کُرتے کی جیب کی سلائی ٹوٹ گئی اور آپ جیب میں سونے کے سکّے (Gold Coins) ڈالتے رہو، تو سکّے محفوظ ہو کر جیب میں جمع نہیں ہوں گے، بلکہ پھٹی جیب سے نکل کر ضائع اور اکارت ہو جائیں گے۔

لہٰذا اشد ضروری ہے کہ سب سے پہلے پھٹی ہوئی جیب کو درست کرو، بعد میں اس میں مال بھرو۔ اسی طرح سب سے پہلے اپنا مذبذب عقیدہ مستحکم بنائیں، بعد میں اتّباعِ سنّت کی طرف متوجہ ہوں۔ توہین رسول کرنے والوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کے تعلق سے تذبذب ختم کر کے تصلّب اختیار کریں۔ دوغلی اور دورنگی پالیسی ترک کر کے یک رنگی یعنی ٹناٹن متصلّب سُنّی بن کر عقیدہ پختہ بنائیں، بعد میں نیک اعمال کی جانب راغب ہوں۔ عقیدہ دُرست ہے تو عمل درست ہے۔ عمل کو قابلِ قبول بنانے کے لیے عقیدے کی پختگی نہایت لازمی اور اشد ضروری ہے۔ گستاخِ رسول کو امام عشق ومحبت سرکار

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے کلاب النّار یعنی جہنم کے کتّے لکھا ہے۔
ایک عاشقِ رسول کی نظر میں دنیا کی سب سے بدترین مخلوق اگر کوئی ہے تو وہ گستاخِ رسول ہے۔ لہٰذا مخلوق میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت گستاخِ رسول ہے۔ ان گستاخوں سے نفرت وعداوت ہی عشقِ رسول کا تقاضا ہے۔ قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے۔

عشق کا تقاضا تو یہ ہے کہ "اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ" یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنی۔ اسی کسوٹی پر ایک عاشقِ رسول کو پرکھا جاتا ہے۔ اور تاریخ کے اوراق میں بے شمار مثالیں سنہرے حروف سے منقش ہیں کہ سچا عاشقِ رسول اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں اور گستاخوں سے دشمنی مول لینے میں کبھی بھی جھجکتا نہیں۔ وہ بلا کسی بھی خوف وڈر کے گستاخِ رسول کی ہجو، تذلیل، تبطیل، تحقیر، توبیخ، حقارت اور اس کی عیوب ظاہر کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ خوش اُسلوبی سے پیش آنا بھی اسے گوارا نہیں ہوتا۔ اسی کا نام "تَصَلُّبْ فِی الدِّیْن" ہے۔ وہ کبھی بھی ہر دل عزیز بننے کا رویہ نہیں اپناتا بلکہ بقولِ اعلیٰ حضرت:۔

"دشمنِ احمد پہ شِدّت کیجیے   ملحدوں کی کیا مُروّت کیجیے

پر عمل پیرا رہتا ہے۔ گستاخِ رسول کے ساتھ عداوت، خُشونت، خصومت، کراہت اور تلخی وتُرشی اپنانے میں صرف عشقِ رسول کا جذبہ ہی کارگر ہوتا ہے۔

صرف ناچنے کودنے کا ڈھونگ رچانے سے، عاشقِ رسول نہیں بنا جاسکتا۔ لیکن مدنی چینل پر عطاریوں نے عشقِ رسول کے نام پر ناچنے کودنے کا سوانگ رچا کر عاشقِ رسول کے زمرے میں گھسنے کی مضحکہ خیز حرکت کر کے تصنّع اور ریاکاری کا جو مظاہرہ کیا ہے، وہ لائق صد ملامت ہے۔

مدنی چینل کے توسّط سے دعوتِ اسلامی نے ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی کوئی دھوم نہیں مچائی اور نہ ہی اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات مدنی چینل کے طفیل عالمی پیمانے پر متعارف ہوئی۔ البتہ اعلیٰ حضرت کے نام کا سہارا لے کر دعوتِ اسلامی کے ڈھونگی امیر مُلّا الیاس عطار کتیانوی کی خوب تشہیر (Publicity) کی جاتی ہے۔ مدنی چینل پر الیاس عطار اور عطاریوں کو عشقِ رسول کے نام پر ناچتے کودتے ضرور دکھایا جاتا ہے۔ پاؤں میں ریاکاری کے گھنگرو اور پازیب کی جھنکار، تصنّع اور بناوٹ کے ہاتھ کنگن میں ٹھمک، چھل اور فریب کے اَچھوتے کمر کے لچکے، دھوکے بازی اور مکّاری کی لپ جھپ، اُچھل کود اور سر کی مُنڈی و گردن جھٹکے سے مرکّب بھدّا رقص کرتے ہوئے مولوی الیاس عطار کو ٹی وی چینل پر دیکھ کر بدمذہب، وہابی ہنستے ہیں اور مذاق اُڑاتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک طعنے مارتے ہیں کہ بریلویوں کو ناچنے کودنے کے سوا آتا ہی کیا ہے؟

مولوی الیاس عطار کا مدنی چینل پر رقص کرتا دیکھ کر وہابی و دیگر بدمذاہب کو تمام اہلِ سنّت و جماعت کو بدنام کرنے کا اور ٹھٹّھا اُڑانے کا موقع ملتا ہے۔ حالاں کہ مولوی الیاس عطار کو مدنی چینل پر ناچتا کودتا دیکھ کر عطاری پلّے تو ضرور خوش ہوتے ہیں اور اپنے "باپا" عطار کی ناچ نچنیا کو معاذ اللہ عشقِ رسول کا وَجد اور کیف کا نام دیتے ہیں اور عطار کی متابعت کرتے ہوئے عطاری بھی ناچنے کودنے لگتے ہیں اور وجد و حال کا نام دے کر اپنے ناچ کو موزوں اور مناسب ٹھہرانے کی قبیح حرکت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

عطار اور عطاریوں سے سوال کرو کہ عشقِ رسول کے نام پر تمہارا ناچنا مناسب و مستحسن و دُرست ہونے کے ثبوت میں تمہارے پاس کیا دلیل و برہان ہے؟ کیا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم عشقِ رسول کے جوش و وَجد تمہاری طرح کبھی ناچے ہیں؟ اگر

تمہارے پاس کوئی دلیل یا ثبوت ہے تو پیش کرو کہ عشقِ رسول کے جوش وحال میں صحابۂ کرام ناچے تھے تو کب ناچے تھے؟ مکۂ معظّمہ میں ناچے تھے یا مدینہ منورہ میں؟ ہجرت سے پہلے ناچے تھے یا بعد میں؟ دن میں ناچے تھے یا رات میں؟ اور کیوں ناچے تھے؟ مسجد کے اندر ناچے تھے یا مسجد کے باہر میدان میں؟ کتنی دیر ناچے تھے؟ اجتماعی طور پر ناچے تھے یا انفرادی طور پر؟ اگر اجتماعی طور پر ناچے تھے، تو ناچنے والوں کی تعداد کیا تھی؟ ان کے مبارک نام کیا تھے؟ مہاجرین تھے یا انصار؟ اگر انفرادی طور پر عشقِ رسول کے وجد وحال میں کون صحابی ناچے تھے؟ اس صحابی کا اسم گرامی کیا تھا؟ ان کی عمر کیا تھی؟ کب ایمان لاکر اسلام لائے تھے؟ کہاں کے باشندے تھے؟ ان کا دنیا سے پردہ کب ہوا تھا؟ وغیرہ تفصیل مع دلیل اور کتب معتبرہ، معتمدہ ومستندہ کے حوالوں سے جلد نمبر، حصہ نمبر، باب نمبر، فصل نمبر، صفحہ نمبر، مع ناشر کے نام وپتہ کے ساتھ پیش کرو۔

صحابۂ کرام کے مقدس زمانے کے بعد تابعین، تبع تابعین، مفسرین کرام، محدثین عظام، اتقیا، اصفیا، صلحا، مشائخین، علماء، مفتیان ذوی الاحترام، فقہاء، اولیاء وغیرہ، بے شمار ہادیانِ قوم وملّت اپنے اپنے سینوں میں عشقِ رسول کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے ہوئے تھے۔ جو عشقِ رسول کا سچا درد اور جذبہ رکھتے تھے اور عشقِ رسول کے کیف وسرور کے حامل تھے لیکن ان میں سے ایک بھی عشقِ رسول کے نام پر وجد کے عالم میں نہیں ناچا۔ کیا کوئی مجدّد کبھی ناچا ہے؟ کیا کوئی مجتہد کبھی ناچا ہے؟ میدانِ جہاد میں عظیم فتوحات کے حصول کی خوشی میں مجاہدین اسلام کبھی بھی نہیں ناچے۔ عشقِ رسول کے کیف ووجد اور فراق وہجر رسول کے حزن وغم میں کبھی بھی کوئی عاشقِ رسول نہیں ناچا۔ عاشق ومدّاحِ رسول، نعت گو شعرا حضرت حسّان بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت

عامر بن اکوع، حضرت کعب بن مالک، حضرت عباس سلمی، حضرت عدی بن حاتم طائی، حضرت حمید بن نور الہلالی، حضرت ابوالطفیل بن عامر واثلہ لیثی کنانی، حضرت ابوعقیل لبید بن ربیعہ، حضرت قیس بن عبداللہ المعروف بہ ''نابغہ جعدی''، حضرت ایمن بن خزیمہ اسدی، حضرت اعشیٰ بن مازن، حضرت ابوعبداللہ اسود بن سریع ساعدی تمیمی، حضرت لبید وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ جو کہ بارگاہِ رسالت میں بڑی خوش الحانی سے نعت رسول پڑھ کر جھومتے تھے اور سامعین کو بھی جھوما دیتے تھے۔ لیکن وہ تمام حضرات کیف و وجد اور حال کے نام پر کبھی بھی نہیں ناچے اور نہ کسی کو نچایا۔ جبکہ مولوی الیاس عطار مکّار نے اپنے ناچنے کا شوق پورا کرنے کے لیے عشقِ رسول کے وجد و حال کا بہانہ ڈھونڈ نکالا اور ناچتا ہے۔ ایک ماہر رقّاص (Dancer) کی ادا سے ناچ نچیّا، ٹھمکے، لٹکے، مٹکے، چٹکے، جھٹکے سے گردن اور بدن کو تھر تھراتا ہے اور فنِ رقص کے کرتب دکھاتا ہے۔ اسے فنِ رقّاصی کے جوہر دکھاتے ہوئے ناچتا دیکھ کر اس کے اندھے عقیدت مند اور بھگت، عطاری پلّے بھی دونوں ہاتھوں کو آسمان کی جانب اونچا کر کے زور، زور سے اپنی مُنڈی ہلاتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بے تکے و بے ڈھنگے انداز میں اُچھل کود شروع کر دیتے ہیں اور شور وغل، چیخ و پکار اور مصنوعی دیوانگی کی شوریدہ سری کا ہنگامہ مچا کر ایسی چیخم دھاڑ بلند کرتے ہیں کہ یوں لگتا ہے اِس وقت ہم مسجد میں نہیں بلکہ کسی سبزی منڈی یا مچھلی مارکیٹ میں ہیں۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ عطّار اور عطاریوں نے اپنی اس نازیبا اور قابلِ ملامت حرکتِ رقص کو عشقِ رسول کے وجد کا حسین جامہ پہنا کر چھل اور مکر وفریب کی نادرِ زمن مثال پیش کی ہے۔ اگر عطار اور ان کے چیلوں کو ناچنے کا اتنا ہی شوق ہے، تو وہ کسی

ڈانس اکیڈمی (Dance Academy) کے ممبر بن جائیں یا پھر کسی ڈانس ناٹک میں بھرتی ہو جائیں۔ ہم ان کو روکنے نہیں جائیں گے۔ مگر جب انھوں نے اپنی اس حرکت قبیحہ شنیعہ کو عشقِ رسول کے وجد کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی کی ہے، تو اب ہمارا دینی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم صدائے احتجاج وتردید بلند کریں۔

رمضان کے الوداع کے غم اور خشیتِ الٰہی میں عطّار کی حضرت عمر فاروق اعظم سے ہمسری کی ڈینگ

مولوی الیاس کے ڈھونگ وڈھکوسلے حد سے تجاوز کرتے ہوئے عطّار کی اہمیت، عظمت، وقعت، رفعت اور عظیم مرتبت کے ڈھول پیٹنے اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے میں شرم وحیا اور غیرت ولحاظ کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ سراسر ریاکاری، مکّاری، چھل، دھوکہ بازی اور ڈھونگ دھتیا کو درست، مناسب اور مستحسن ٹھہرانے کے لیے جلیل القدر صحابیٔ رسول، امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمسری کا دعویٰ کرنے میں ان کو شرم نہیں آتی۔

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ رمضان کا مہینہ کے رخصت ہونے کے غم واضطراب میں عید کے دن آپ روتے تھے۔ حضرت فاروق کی اتباع کا ناٹک کرتے ہوئے مولوی الیاس عطار نے عید کے دن ماہِ رمضان کے رخصت ہو جانے کے غم کا مظاہرہ کیا اور عطار کے اس ڈھونگی ارتکاب کو "فیضانِ سنّت" کتاب میں شائع کیا گیا ہے۔

فیضانِ سنّت، قدیم ایڈیشن، ناشر: مکتبۃ المدینہ، شہید مسجد، کھارا در، کراچی

(پاکستان) میں زیرعنوان ''تعارف مصنف فیضانِ سنّت'' مولوی نیاز احمد سلیمانی، مظفر گڑھی کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:-

(مولوی الیاس عطار کے) ''اس نرالے انداز میں شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھلک نظر آتی ہے۔''
(حوالہ:- صفحہ نمبر ۲۵)

واہ! اردو زبان کی ایک مشہور مثل ہے کہ ''کہاں یہ۔ کہاں وہ'' مدنی چینل پر مولوی الیاس عطار کا وہ ناٹک جو انھوں نے رمضان المبارک کے رخصت ہونے کے غم میں فلمی اداکاری کے طرز پر کہنہ مشق نوٹنکی ایکٹر کی طرح بھجتے ہوئے جس نے دیکھا ہے، وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب ڈھونگ دھتورا ہی ہے۔ صدق و اخلاص کا نام و نشان تک نہیں۔ صرف ٹی وی پر مدنی چینل پر دکھانے کے لیے اداکاری (Acting) کی گئی ہے۔ زور، زور سے آنکھ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ آئے اور صرف منہ سے بھینس اور بکری جیسی آواز نکال کر ہا۔ ہو۔ کا شوروغل مچاتے ہوئے لوٹنا، لڑھکنا، پھسلنا، ایک دیوار سے دوسری دیوار تک لڑھکنی کھانا، کروٹیں بدلتے ہوئے اِدھر سے اُدھر لیٹی ہوئی حالت میں گرداوے کھانا وغیرہ اداکاری صرف اسی لیے کی جاتی ہے کہ مدنی چینل پہ دکھائی جاسکے کہ دیکھو! دعوتِ اسلامی کے امیر مولانا الیاس عطار بھی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح رمضان المبارک کے رخصت ہونے پر غمگین ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ ٹی وی پر دکھائی جانے والی اداکاری کرتے وقت مولوی الیاس عطار اکیلا نہیں ہوتا بلکہ اداکاری کرتے ہوئے، دھوکہ دہی کا رول کرتے وقت الیاس عطار کے اِردگرد متعدد عطاری موجود ہوتے ہیں، اور وہ اس بات کا دھیان رکھتے ہیں کہ اداکاری کرتے وقت

اِدھر سے اُدھر لڑھکنی کھانے اور پھسلنے میں عطّار کا سر میز، کرسی اور پلنگ کے پائے سے نہ ٹکرا جائے اور عطار کو کہیں چوٹ نہ آ جائے۔

ہم قارئین کرام کی توجہ اس امر کی طرف ملتفت کرانا چاہتے ہیں کہ ماہِ رمضان کی جدائی کے غم میں الیاس عطار جس طرح رونے دھونے اور لوٹنے لپٹنے کا ناٹک کرتا ہے، کیا امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی اپنے ساتھی صحابہ کی موجودگی میں ماہِ رمضان المبارک کے رخصت ہونے کے غم وفراق میں لوٹے، پھسلے اور لڑھکے ہیں؟ کیا اس کی عالمی پیمانے پر تشہیر کی گئی ہے؟ نہیں! کبھی نہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم کا غم حقیقت وصداقت واخلاص پر مبنی تھا اور الیاس عطار کا ارتکاب ڈھونگ، ریا، چھل، دِکھاوا اور ناٹک پر بنی ہے۔ پھر بھی معاذ اللہ! یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ "عطّار کے اس نرالے انداز میں شانِ فاروقِ اعظم کی جھلک نظر آتی ہے۔" عطاریوں کے اس مضحکہ خیز پروپیگنڈہ پر صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ:-

"ٹوٹی نانگ، پاؤں نہ ہاتھ = کہے چلوں میں گھوڑے کے ساتھ"

ایک نہایت حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مدنی چینل پر عطّار کو روتا اور سِسکتا بتایا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرتِ عطار خوفِ خدا سے لرزتے، بلکتے اور روتے ہیں۔ حد ہوگئی ریاکاری کی نشر ونمائش کی۔ مزید یہ کہ عطار کے اس ناٹک کو بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کی متابعت میں کھپایا جاتا ہے۔ بے شک بزرگانِ دین خوفِ خدا سے ضرور لرزاں ہو کر روئے ہیں مگر تنہائی اور خلوت میں، لیکن عطار کے رونے کا ڈھونگ ٹی وی پر دکھا کر عالمی پیمانے پر تشہیر کی جاتی ہے کہ عطار ولیٔ کامل ہے اور خوفِ خدا سے لرزاں ہو کر روتا ہے۔ (دھوکے باز کہیں کا)

اجتماع میں آئے لوگوں کو بے وقوف بنانے کا الیاس عطار کا ایک نیا ڈھکوسلہ

"بے حیائی کا جامہ پہن کر" الیاس عطار نے "بے حیا باش۔ ہر چہ خواہی کن" یعنی "بے حیا بن جا۔ پھر جو چاہے کر" والی کہاوت پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو بے وقوف بنا کر دعوتِ اسلامی کے اجتماع اور خاص طور پر اپنی اہمیت باور کرانے کے لیے ایک نیا ناٹک شروع کیا اور وہ یہ ہے:-

▣ اجتماع میں دُعا کے وقت حضورِ اقدس کا تشریف لانا:-

دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں دُعا سے کچھ دیر پہلے یہ اعلان کیا جاتا ہے اور اعلان کرتے وقت اندھیرا کر دیا جاتا ہے۔ اعلان یہ ہوتا ہے کہ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب دُعا شروع ہو رہی ہے اور اجتماع میں شامل ہونے کے لیے حضور اقدس، جانِ ایمان نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ پھر مولوی الیاس عطار مائیک سنبھالتا ہے اور کنٹری (Commentary) شروع کرتا ہے۔ آنکھوں دیکھا حال بیان (Live Telecast) کرنا شروع کرتا ہے کہ:-

> "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لے آئے۔ اب جدّہ پہنچ گئے۔ اب کراچی (پاکستان) پہنچ گئے۔ اب یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دو۔"

حوالہ:- ''دعوت اسلامی علماء ومشائخ اہلسنت کی نظر میں'' مرتب:- حضرت علامہ مفتی غلام رسول قادری رضوی، ناشر:- مکتبہ سنی آواز پاکستان۔ میں شامل مضمون ''دعوت اسلامی سے پرہیز کیوں؟'' مضمون جناب انجینئر حسن سعید خان۔ صفحہ نمبر ۱۹۰)

مندرجہ بالا گپ جو دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے تعلق سے ماری گئی اور حاضرین کو بے وقوف بنانے کی سازش کی گئی ہے، اس پر ذیل میں مرقوم اُمور غور طلب ہیں:-

- عوام الناس کو دعوتِ اسلامی تنظیم کی جانب راغب کر کے دعوتِ اسلامی کے مبلغین کی تعداد میں کثیر التعداد اضافہ کرنے کی فاسد غرض سے یہ گپ ماری جا رہی ہے کہ ہمارے اجتماع کی کتنی عظیم الشان اہمیت اور وقعت ہے کہ خود حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجتماع میں شرکت فرمانے مدینہ شریف سے پاکستان کے شہر میں بذاتِ خود، بہ نفس نفیس تشریف لا رہے ہیں۔
- سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اجتماع میں تشریف لانا عین ''دعا'' کے وقت بتایا جا رہا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتظار فرما رہے ہیں کہ کب مولوی الیاس دُعا مانگنا شروع کرے اور میں حجرہ شریف سے باہر نکلوں۔
- اب ذرا مولوی الیاس عطار کی رننگ کمنٹری (Running Commentary) پر توجہ دیں۔ عطار کا اعلان ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور جدہ پہنچ گئے۔ اب کراچی (پاکستان) پہنچ گئے۔ اب یہاں تشریف لے آئے۔ اس گپ ہانکنے میں صرف اور صرف الیاس عطار

کی عظمت ورفعت کی تشہیر کرنا مقصود ہے کہ دیکھو دیکھو! عطار صاحب کی بصارت کتنی تیز ہے، ان کی قوتِ باصرہ (Power of Vision) کا یہ عالم ہے کہ پاکستان میں موجود رہتے ہوئے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدینہ شریف میں اپنے حجرے سے باہر آنا دیکھ رہے ہیں۔ عطار صاحب کا علمِ غیب دیکھو کہ پاکستان سے بلا واسطہ اور فی الفور دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ شریف سے نکلے، پھر مدینہ سے جدّہ، پھر جدّہ سے کراچی پاکستان اور پھر کراچی سے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں تشریف لے آئے۔

- مولوی الیاس عطار اپنی گپ اور ڈینگ (Gossip) میں ''خود اپنے ہی جال میں صیاد آ گیا'' کی حالت وکیفیت میں گرفتار ہو گیا۔

پہلی:۔ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرہ شریف مدینہ طیبہ سے جدّہ کیوں گئے؟ حالانکہ الیاس عطار نے یہ اعلان کیا کہ اب مدینہ سے جدّہ پہنچ گئے۔ عام طور سے ''پہنچ گئے'' کا جملہ مسافت (Distance) طے کرنے کے بعد یعنی سفر کرنے کے بعد اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے پر کیا جاتا ہے۔ تو کیا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں شرکت فرمانے کے لیے سفر کی ابتدا مدینہ سے جدّہ تک کی۔ سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ آپ جدّہ کیوں تشریف لے گئے؟ کیا جدّہ ہوائی اڈے سے فلائٹ میں آنا تھا؟ ہم اہلِ سنّت و جماعت کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حاضر و ناظر محبوبِ اعظم حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا تصرّف عطا فرمایا ہے

کہ آپ پلک جھپکنے کی دیر سے بھی کم مدت میں مشرق سے مغرب یعنی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تشریف لے جانے کا اختیار و تصرف رکھتے ہیں۔

● لیکن بقول الیاس عطار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حجرہ شریف سے باہر تشریف لاکر مدینہ اور پھر مدینہ سے جدہ اور کراچی آنے کی بات کسی بھی ذی شعور کے گلے سے نہیں اُترتی۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ بقول الیاس عطار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعوتِ اسلامی کے اجتماع کے اختتام پر دعا میں شامل ہونے کے لیے ہوائی جہاز (Flight) سے تشریف لائے، تو یہ ایک ایسی گپ ہے کہ جو گپ ہونے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتی۔ کیا حضور اقدس معاذ اللہ اس انتظار میں تھے کہ کب مولوی الیاس دعا مانگنا شروع کرے اور میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں۔ تو حجرہ سے مدینہ ہوائی اڈہ (Airport)، پھر مدینہ سے جدہ فلائٹ سے جانا۔ پھر جدہ سے کراچی ہوائی اڈے پر پہنچنا، ان تمام اُمور میں کم از کم پانچ گھنٹے کا وقت صَرف ہوگا۔ تو کیا مولوی الیاس عطار حضور کی تشریف آوری اور شرکت کے انتظار میں پانچ گھنٹے تک دُعا مانگتے رہے؟ اتنی طویل دعا میں مجمع بھی ہاتھ دعا کے لیے اُٹھائے ہوئے کھڑا رہا؟ ایسی زمین آسمان کے قلابے ملانے والی گپ مولوی الیاس عطار نے اپنی عظمت کی تشہیر کے لیے ہی ماری ہے بلکہ اگر خورد نظر سے دیکھا جائے مولوی الیاس کو پتہ ہی نہیں چلا کہ میں نے اپنی شانِ ارفع و اعلیٰ کا لوہا منوانے کی جو یہ گپ ماری ہے، اس میں نادانستہ بارگاہِ رسالت کی توہین و تنقیص ہوگئی ہے۔ یعنی معاذ اللہ! مدینہ سے جدہ، پھر کراچی، پھر اجتماع والے شہر تک پہنچنے کے لیے حضور اقدس کو کتنی زحمت و کلفت برداشت

کرنی پڑی اور ہوائی جہاز کا سہارا لینا پڑا۔مگر واہ! دعوتِ اسلامی کے نام نہاد امیر مولوی الیاس کی قوتِ باصرہ اور نگاہِ بعید بین کا کیا کہنا کہ پاکستان کے اجتماع میں موجود رہتے ہوئے حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر (Travelling) کی تمام کیفیت اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور آپ کے سفر کا آنکھوں دیکھا حال مائیک پر اناؤنس (Announce) کر رہے ہیں۔ایک ایسی ہی گپ منہاجِ القرآن کے سربراہ اور نصرانی فطرت شیعہ ایجنٹ مولوی نجس پادری (نام نہاد طاہر القادری) نے بھی بڑے زور کے تپاک اور طمطراق سے ماری ہے۔ان شاءاللہ! اس کی تفصیل کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ اس گپ میں بھی طاہر القادری نے اپنی عظمت و رفعت اور بارگاہِ رسالت میں اپنی قربت، رسائی اور پہنچ کا ڈھول پیٹا ہے۔

- مولوی الیاس کی مذکورہ بالا گپ کے تعلق سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے بلکہ بہت سخت شرعی گرفت بھی کی جاسکتی ہے۔لیکن طوالتِ مضمون کے خوف سے مزید خامہ فرسائی نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ کٹھ مُلّا طاہر القادری اور ڈھونگی بابا الیاس عطار جیسے نام نہاد مجدّد، شیخ الاسلام، امیر اہلِ سنّت اور نہ جانے کیا کیا القابات بذاتِ خود اپنے لیے چسپاں کر لیتے ہیں اور سنیوں کے مقتدا، پیشوا، ہادی، مصلح، رہبر اور رہنما بن بیٹھتے ہیں بلکہ یوں کہنے میں قطعاً مبالغہ نہ ہوگا کہ ایسے اعلیٰ منصب پر جست لگا کر چڑھ جاتے ہیں۔ایسے اَن پڑھ اور جاہل امیروں میں علمِ دین کی معلومات اور روحانیت کا نام ونشان تک نہیں ہوتا۔لہٰذا وہ اپنی روحانیت اور عظمت کی تشہیر کے لیے ایسے جھوٹے مناظر اور

رؤیا (خواب) اختراع کرتے ہیں اور معاذ اللہ! اپنے جھوٹ کو حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت جھوٹ نہ بولیں تو پیٹ اُپھر جائے، والی کے کامل مصداق ہوتے ہیں۔

المختصر! اپنی عظمت و شوکت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لیے دورِ حاضر میں مولوی الیاس عطار اور طاہر القادری (نجس پادری) جیسے لوگ ڈِھٹائی، ڈھکوسلہ، ڈھونگ دھپّا، مکر و فریب، عیاری، ریاکاری، تصنّع، چھل، دَغا، دھوکہ وغیرہ سے مرکّب ناٹک بھیجتے ہیں اور سیدھے سادے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھانس کر شکار بناتے ہیں۔

”مولوی الیاس عطّار کی فطرتِ جھوٹا لپاٹی“

تقریباً پندرہ [۱۵] یا سترہ [۱۷] سال پہلے دعوتِ اسلامی کے کان پور اجتماع میں شرکت کرنے مولوی الیاس عطار، پاکستان سے ہندوستان آئے تھے۔ تب دعوتِ اسلامی کے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کے ارتکابات کی وجہ سے عوام و خواص میں مخالفت کا ماحول تھا اور لوگ دعوتِ اسلامی کو شک کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اپنی اور اپنی تنظیم کی مخالفت کا شور و غل ماند اور سرد کرنے کی غرض سے مولوی الیاس عطار نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پاسبان، اکابر اہلِ سنّت علمائے کرام سے رابطہ کیا اور اپنی صفائی پیش کی۔ جن علمائے عظام سے الیاس عطار نے رابطہ قائم کیا تھا، وہ علماء دعوتِ اسلامی کے طریقۂ کار سے سخت نالاں اور ناراض تھے۔ انھوں نے الیاس عطار کی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی

روشنی میں شرعی گرفت فرمائی۔ جس پر مولوی الیاس عطار نادم ہوئے، پھر اپنی اور اپنی تنظیم کی کوتاہی و غلطی کا اعتراف واقرار کیا اور آئندہ ایسی غلطی وکوتاہی نہ ہونے کا وعدہ کرتے ہوئے اطمینان دلایا۔ الیاس عطار کے صرف زبانی اقرار وعہد و پیمان پر اعتماد نہ کرتے ہوئے اکابر علمائے کرام نے مناسب یہی سمجھا کہ مولوی الیاس عطار سے تحریری عہد و پیمان (Written Statement) لے لیا جائے۔ چنانچہ علمائے اہلِ سنّت نے الیاس عطار سے اپنے عہد و پیمان تحریر میں دینے کا حکم صادر فرمایا۔ جس کو مولوی الیاس نے بخوشی قبول کرتے ہوئے علمائے اہلِ سنّت نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جو کچھ بھی فرمایا، وہ لکھ کر اور دستخط کر کے دے دیا۔ لہٰذا ہندوستان کے علمائے اہلِ سنّت دعوتِ اسلامی اور مولوی الیاس عطار کے معاملے میں مطمئن ہو گئے اور کان پور کے اجتماع کی مخالفت نہیں کی۔ بس الیاس عطار کا کام ہو گیا۔ علمائے اہلِ سنّت کے اعتراض اور مخالفت سے بے خوف اور مطمئن ہو کر ہندوستان میں دعوتِ اسلامی کی خوب تشہیر کی، اجتماعات کیے، ہزاروں کی تعداد میں سنّی مسلمان دعوتِ اسلامی سے منسلک ہو گئے۔

جو سنّی مسلمان دعوتِ اسلامی کے دستور اور طور طریقے کی وجہ سے مخالفت میں ہمیشہ سرگرم رہتے تھے اور کھلے طور پر مخالف تھے، ان کے منہ مُقفّل ہو گئے یعنی تالے لگ گئے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے پابند رہنے کی مولوی الیاس عطار کی تحریری قبولیت سے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے مخالفین نے سکوت اختیار کر لیا۔ علماء اور عوامِ اہلِ سنّت کی مخالفت معدوم اور کالعدم ہونے پر الیاس عطار کو اپنا گھوڑا دوڑانے کے لیے وسیع میدان میسر آ گیا اور ہندوستان کے شہروں اور دیہاتوں میں بھاری تعداد میں دعوتِ اسلامی کی شاخیں قائم ہو گئیں اور لوگ جوق در جوق اس تحریک میں شمولیت اختیار کرنے لگے اور مولوی الیاس عطار کے معتقد و معاون بن گئے۔

لیکن۔۔۔۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی الیاس عطار نے ہند کے علمائے اہلِ سنّت کو جو تحریریں دی تھیں، وہ ایک چھَل اور دھوکہ ہی تھا بلکہ کھلی ہوئی مکّاری تھی۔ اس نے جو تحریریں علمائے اہلِ سنّت کو لکھ کر دی تھیں، وہ صداقت اور اخلاص پر مبنی نہیں تھیں، سراسر مکر وفریب اور دھوکہ دہی پر مشتمل تھیں۔ ہندوستان کے سفر کے دوران کوئی مزاحمت، مخالفت اور تعرّض وروک نہ ہو، اسی مقصد اور مفاد کی فاسد نیت سے الیاس قادری نے علمائے اہلِ سنّت کو وہ عہد و پیمان لکھ کر دیا تھا۔ جس کی اہمیت مولوی الیاس کے نزدیک صرف ہندوستان کے سفر کے دوران ہی تھی۔ ایک چھل تھی، ایک دھوکہ تھا۔ مکر اور فریب کا نادر نمونہ تھا۔ علماء وعوامِ اہلِ سنّت کے جذبات و اعتقاد کے ساتھ ستم گاری کی نایاب مثال تھی۔ ہندوستان کا سفر ختم ہونے پر پاکستان جا کر الیاس عطار اپنی شانِ مکّاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکر گیا اور اپنے تحریری عہد و پیمان سے پھر گیا۔ حق سے انحراف کر کے مکّاری کرنے کا اقرار خود مولوی الیاس عطار نے اس طرح کیا ہے:۔

''ہندوستان کے دورہ کے دوران میں نے کچھ تحریریں دی ہیں۔ وہ حالات کی مجبوری تھی۔ وہ تحریریں ضرورت پڑنے پر دکھائی جائیں مگر ان پر عمل نہ کیا جائے۔ عمل اپنے تحریکی انداز میں کیا جائے۔''
حوالہ:۔ مولوی الیاس کی اصل تحریر جس میں ان کے ہاتھ سے کیے ہوئے دستخط موجود ہیں۔ اس اصل تحریر کا عکس جس کو انجمن تحفظ ایمان، بریلی شریف نے کتاب ''دعوت اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب کیوں؟'' کے صفحہ نمبر ۶ پر شائع کیا ہے۔

نوٹ:۔ الیاس عطار کی اس اصلی تحریر کا عکس صفحہ ۲۹۵ پر ہے

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مولوی الیاس عطار کتنی بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ اپنی مکّاری اور فریب کاری کا اعتراف کر رہا ہے۔ عوام تو عوام بلکہ معزز علمائے کرام کے ساتھ بھی مکّاری اور دھوکہ بازی کرتے ہوئے جھجک تک محسوس نہ کی بلکہ رافضیوں کی طرح ''تقیّہ بازی'' اپنائی اور علمائے عظام نے جو فرمایا، اُسے ''آمَنَّا وَ صَدَّقنَا'' کہہ کر تحریر لکھ دی اور ایک منافق کا رویہ اپنایا، یعنی ''دل میں کچھ اور زبان پر کچھ'' یعنی علمائے کرام کی تیار کی ہوئی تحریر پر عہد و پیان کے دستخط کرتے وقت مَن ہی مَن میں مسکراتا ہوگا کہ لے لو! جتنے چاہو بیان و دستخط لے لو مگر میں تو ''مَنْ چِه مِی سَرَایَمْ وَ طَنْبُوْرَهْ مَنْ چِه مِی سَرَایَد'' والی مثل کا پکّا عامل ہوں۔ یہ فارسی زبان کی مشہور کہاوت ہے اور یہ کہاوت اس وقت کہی جاتی ہے جس کسی شخص کا اعتقاد و عمل اس کی تحریر کے خلاف ہو۔ الیاس عطار نے خود اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہندوستان کے دورہ کے دوران میں نے کچھ تحریریں دی ہیں، وہ حالات کی مجبوری تھی'' یعنی مولوی الیاس عطار نے وہ تحریریں صدقِ دل سے نہیں بناوٹ اور چھل کی بنا پر دی ہیں اور علمائے اہلِ سنّت کے ساتھ دھوکہ بازی کی ہے۔ اسی لیے تو اپنے عطاری متبعین کو ہدایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اُن پر عمل نہ کیا جائے، عمل اپنے تحریکی انداز میں کیا جائے۔''

یعنی اے میرے عطاری چمچو! میں نے جو تحریری معاہدہ کیا تھا، وہ ایک بناوٹ ہے، اس پر عمل نہیں کرنا۔ ہم تو ''کہیں کچھ۔ کریں کچھ'' والی مثل کے پیروکار ہیں۔ زبان سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی بات کرنا مگر عمل دعوتِ اسلامی کے اندازِ صلح کلّیت کے طرز سے ہی کرنا ہے۔ الیاس عطار کا یہ ڈھونگ و فریب اس کی قلبی شقاوت اور بدمعاشی کا ثبوت ہے۔

دعوتِ اسلامی والے عطّاری پلّے اپنے خلافِ شرع ارتکاب اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں، تو فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں اور آئندہ یہ غلطی نہیں ہوگی، ایسا عہد و پیمان کرتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عہد و پیمان اپنی جان چھڑانے کے لیے ہوتا ہے۔ عمل تو وہی کریں گے، جو کُتّے کی دُم ٹیڑھی کی ٹیڑھی کے مطابق ان عطاریوں کو سکھایا گیا ہے۔ ان کے طرزِ عمل میں کوئی سُدھار یا تبدیلی نہیں آتی، وہی کریں گے جو عطّار کہے۔ پھر چاہے وہ کام مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف صلح کلّیت پر ہی کیوں مشتمل نہ ہو۔ ان کا صرف ایک ہی نعرہ ہے "ہم نہیں سُدھریں گے۔ جو عطّار کہے وہی کریں گے۔"

مادرِ صُلح کلّیت یعنی عطّاریت

وہابیت، دیوبندیت، غیر مقلّدیت، نیچریت، قادیانیت، شیعیت و دیگر باطل فرقوں نے صدیوں سے ملتِ اسلامیہ کے متبعین صادق یعنی فرقۂ ناجیہ اہلِ سنّت و جماعت کے ناک میں دَم کر رکھا ہے لیکن پچھلے تیس ۳۰ چالیس ۴۰ سال سے صلح کلّیت کے فتنے نے سنّی مسلمانوں میں خلفشار کے ہیجان نے اضطراب، بے چینی، بے تابی، گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کا ماحول قائم کر رکھا ہے۔ خوب یاد رکھیں کہ صلح کلّیت پہلا زینہ ہے گمراہیت کا اور صلح کلیت کی بیماری سے ایمان کی تباہی ہو جاتی ہے۔ صلح کلّیت ایسی مہلک بیماری ہے کہ اگر اس کا بروقت علاج نہ کیا گیا، تو یہ بیماری آہستہ آہستہ پھیلتی اور سرایت کرتی جاتی ہے اور انجام کار مُہلک (Destructive) ثابت ہوتی ہے۔

صلح کلّیت کا بنیادی اُصول یہ ہے کہ سب سے مل جل کر رہو۔ کسی کو بھی بُرا مت

کہو۔ امن پسندی کا دامن اتنی مضبوطی سے تھامو کہ اگر کوئی گستاخ تمہارے سامنے حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اعلیٰ وقار میں توہین کرے، تو بھی اُسے کچھ مت کہو، اس سے جھگڑا لڑائی مت کرو۔ خاموشی اختیار کر کے چپ چاپ سُن لو۔ اگر توہین کرنے والا جھوٹا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ضرور سزا وعقوبت کرے گا، ہم کون ہوتے ہیں اسے سزا دینے والے یا انتقام لینے والے؟ ارے ہمیں تو یہ حکم ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔ سماج کا امن واتحاد قائم رکھنے کے لیے کسی کو بھی کچھ مت کہو۔ خاص کر مذہبی معاملات میں نہایت احتیاط وضبط کرنا چاہیے۔ مذہب کے نام پر فتنہ وفساد برپا نہیں کرنا چاہیے۔

یہ ہے صلح کلّیت کی اصل پالیسی کہ لوگوں کے منہ پر قفل لگ جائے۔ یعنی بدعقیدہ اور بدمذہب فرقہ کے لوگ کفریات پر مشتمل گمراہیت آزادی کے ساتھ پھیلاتے رہیں، تو پھیلانے دو۔ مگر ہمیں ان کے خلاف کچھ نہیں بولنا۔ بدعقیدہ کا رَد (Refutation) نہیں کرنا بلکہ ان کے عقائدِ باطلہ کا تذکرہ (Remembrance) تک نہیں کرنا۔ ہمیں ان جھگڑوں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو صرف اپنی اصلاح کرنی ہے۔ ہمارا شیوہ صرف اتباعِ شریعت وسنّت ہونا چاہیے۔ اس نظریے کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ دورِ حاضر میں ایمان کے لٹیرے دن دہاڑے بھولے بھالے مسلمانوں کی متاعِ ایمان برسرِ عام لوٹ رہے ہیں، اور انھیں روکنے والا کوئی نہیں۔ البتہ علمائے حق جو اہلِ سنّت و جماعت کے ہمدرد اور ناشر ہیں، وہ اپنی خدماتِ جلیلہ سے مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سرگرم ہیں اور عوام المسلمین کو بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ سے مُتنبّہ کر کے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔

لیکن۔۔۔۔

ان علمائے حق کی حقانیت وصداقت پر مبنی تقریر، تحریر اور گفتگو کو پسند نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔ علمائے حق بدمذہبوں کے عقائد باطلہ انھیں کی کتابوں سے دکھا دکھا کر ان کا ردِ بلیغ فرماتے ہیں، تو یہ حق بات بہت سے لوگوں کو پسند نہیں آتی اور ان کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ یہ بریلوی اور رضا والے مولانا حضرات مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں، آپس میں پھوٹ ڈالتے ہیں۔۔۔ مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق توڑتے ہیں۔ آج کے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سنّی وہابی کے اختلافات کو بھول جائیں۔ اسلام اور کلمے کے نام پر ایک ہوجائیں۔ متحد ہو کر مشرکین ونصاریٰ کے ظلم وستم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور ان کے ظلم وستم کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی طاقت، حوصلہ اور آپسی اتحاد پیدا کریں۔

صلح کلّیت کے مرض نے مسلمانوں کے حوصلے اتنے پست کردیئے ہیں کہ وہ ذہنی اعتبار سے اتنے کھوکھلے، ڈرپوک، بزدل اور کم حوصلہ ہوچکے کہ اپنی ماضی کی درخشاں سنہری تاریخ بھی بھول گئے ہیں۔ شجاعت، بہادری، ہمت، مردانگی، دلیری، جرأت اور جواں مردی سے مرمٹنے کی جو مثالیں اسلام کے کفن بردوش مجاہدوں نے اپنے خون سے لکھی ہیں، وہ بھول گئے ہیں اور ایسے نامرد ہوگئے ہیں کہ ان کی بزدلی اور نامردی کے کرتب دیکھ کر شرم سے سر جھک جاتا ہے۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول کا جذبہ اب سرد پڑ گیا ہے۔ حالانکہ زبان سے عشقِ رسول کا دعویٰ کرنے والے بکثرت ملتے ہیں، لیکن ان کے عشقِ رسول کا دعویٰ صرف زبانی جمع خرچ اور دکھاوے پر مشتمل ہوتا ہے۔ بہت کم افراد ایسے ملیں گے جو عشقِ رسول کے

دعوے میں خلوصِ قلب اور خلوصِ نیت کے حامل ہوں۔ کیوں کہ صرف عشقِ رسول کا دعویٰ کرنا اور صرف دکھاوے کے طور پر ''یا رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان'' کے نعرے لگانے سے عشقِ رسول کے تقاضے کی تکمیل نہیں ہوتی۔ عشقِ رسول کے حقوق کی ادائیگی کا تقاضا یہ ہے کہ ''رسول اللہ کے چاہنے والوں سے دلی محبت کرنا اور گستاخِ رسول کے ساتھ قلبی عداوت ونفرت کا مظاہرہ کرنا'' اس کے برعکس گستاخِ رسول کے ساتھ نرم رویّہ اور نیک برتاؤ کرنا، ان کے رَدّ و ابطال سے باز رہنا، ان کی تذلیل وتوبیخ سے اجتناب کرنا، ان کے ساتھ تُرش روئی اور پراگندہ سلوک کرنے سے پہلو بچانا، یہ تمام اُمور عشقِ رسول کے اُصولِ موضوعہ اور ضوابط اصلیہ کے خلاف ہیں اور اسی کا نام صلح کلّیت ہے۔ صلح کلیت مرض کے مریض کی ذہنیت ہی یہ بن جاتی ہے کہ ہر ایک کا ''ہر دل عزیز بنو'' کسی کو بھی بُرا لگے ایسا مت کرو۔ یہ پالیسی عوام میں مقبول ہوکر بہت ہی مُشتہر اور پھیلی ہے۔ اور اس بدی و مرض کو پھیلانے میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نام نہاد تحریک دعوتِ اسلامی تنظیم نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی عالم گیر شہرت اور مقبولیت کا راز یہی ہے کہ انھوں نے دین کے معاملے میں ہمیشہ مثبت (Positive) رول ہی ادا کیا۔ عقیدہ اور ایمان کے تعلق سے ہمیشہ کنارہ کش ہی رہے۔ حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سڑی ہوئی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنے والوں کے تعلق سے منہ پر علی گڑھی تالا لگا لیا۔ اولیائے عظام کی عقیدت و محبت میں کیے جانے والے جائز اور مستحسن کاموں کو، جو کہ صدیوں سے مراسمِ اہلِ سنّت کے طور پر ملتِ اسلامیہ میں رائج وجاری تھے، ان تمام نیک کاموں پر کفر و شرک و بدعت کے فتوے تھوپنے والے بدعقیدہ اور بدمذہبوں کے خلاف زبان سے ایک حرف تک نہیں

نکالنا۔ دکھاوے کے طور پر نعت پڑھنا اور جھومنا، نماز کی تعلیم، دینی تعلیم کا درس، تقویٰ اور پرہیزگاری کا ڈھونگ، امن وشانتی کے علم بردار بننا، لوگوں کو نیک راہ پر گامزن کرنا، اصلاحِ اعمال میں حد درجہ جدوجہد و کوشاں رہنا، تواضع و انکساری کا دکھاوا، اخوتِ اسلامی کا ناٹک اور میٹھی میٹھی باتوں کے مکر وفریب کے جال میں لوگوں کو پھانسنا وغیرہ سے ہر دل عزیز ہونے کا مربّہ لوگوں کو ایسا کھلایا کہ لوگ دعوتِ اسلامی کے گرویدہ، مانوس اور راغب ہو گئے۔ اس پر طرّہ یہ کہ ہر وقت امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام وردِ زبان رکھنا اور اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' سے نعتیں پڑھنا اور عشقِ رضاؔ کے نغمے بلند کرنا۔ ان سب باتوں نے عوامِ اہلِ سنّت کو دعوتِ اسلامی کا اس قدر دیوانہ، ہمدرد، معاون اور معتقد بنا دیا کہ یہ تحریک ہند و پاک تک محدود نہ رہتے ہوئے کئی ممالک کی سرحدوں کو عبور کر کے عالمی پیمانے پر پھیل گئی۔

دعوتِ اسلامی تحریک نے بدعقیدہ تحریک تبلیغی وہابی جماعت کا نقش قدم اختیار کر کے صرف اعمالِ صالحہ کا ہی پیغام عام کیا۔ کبھی بھی عقیدہ کے تعلق سے لب کشائی کی جرأت نہ کی۔ نہ اپنا یعنی اہلِ سنّت کا عقیدہ اور اس کے ثبوت کے دلائل و براہین کے متعلق تقریری وتحریری بیان دیا اور نہ ہی بدعقیدہ و بدمذہب فرقوں کے عقائد باطلہ، رذیلہ، شنیعہ کا ردّ وابطال کیا۔ صرف میٹھی میٹھی باتیں ہی کیں۔ یعنی حق گوئی کا فریضہ کبھی انجام نہیں دیا۔ بدعقیدہ فرقے کی توہینِ رسول، گستاخیٔ اولیاء اور بے ادبیٔ بزرگانِ دین پر مشتمل عقائدِ باطلہ کا ردّ کر کے مسلمانوں کے ایمان بچانے کے بجائے صرف جاہل عابد ہی بنائے۔ دعوتِ اسلامی کے اس طرزِ عمل کو اَن پڑھ مسلمانوں نے خوب پسند کیا،

سراہا، قدر کی، داد دی اور ہر طرح کا تعاون دیا۔ لوگوں نے یہ بھی تعریف کی کہ دیکھو! یہ کتنے نیک اور اچھے لوگ ہیں۔ نہایت ہی امن پسند ہیں۔ کبھی بھی لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد کی بات نہیں کرتے۔ سنّی اور وہابی کا اختلاف برپا کر کے مسلمانوں میں پھوٹ نہیں ڈالتے۔ مذہب کے نام پر مسلمانوں میں نا اتفاقی پیدا نہیں کرتے۔ اس امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور اُس امام کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی، ایسا اختلاف کبھی بھی کھڑا نہیں کرتے اور ہر فرقہ کے امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ واہ! اُن کا اخوتِ اسلامی کا اور "ایک بنو۔ نیک بنو" کا پیغام اصلاحِ معاشرہ کے لیے کافی مفید ہے۔

حق گوئی اور بدمذہب کا رَد "فرضِ اعظم" کے فریضہ سے قصداً اور عمداً غافل اور تارک ہو کر دعوتِ اسلامی نے اپنی نئی پہچان پیدا کر لی اور وہ ہے صلح کلیت (Reconciliation with All Sect) یعنی ہر مذہب و فرقہ کے ساتھ دوستانہ سلوک رکھنا۔

صلح کلّیت کا یہ مرض دعوتِ اسلامی کے جراثیم کی بدولت اتنا وسیع پیمانے پر پھیلا (Extend) ہوا ہے کہ اب عوام الناس میں سے اکثر لوگوں کی ذہنیت بدعقیدہ اور بدمذہب کا رَد کرنا پسند نہیں کرتی۔ حق گوئی، تحفظِ ایمان اور اصلاحِ عقیدہ پر مشتمل تقریروں سے اُکتاتے ہیں بلکہ خفگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ انھیں تو صرف ولیوں کے قصّے، کہانیاں، فضیلتِ اعمال اور اجر و ثواب کا ڈھیر سارا خزانہ ملے، ایسے وِرد و وظائف اور عملیات کی سماعت میں ہی دل چسپی ہوتی ہے۔ اور یہ سب باتیں معجونِ مُرکّب کے طور پر بھنگِ صلح کلّیت کے دعوتِ اسلامی کے گندھے ہوئے آٹے سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

دعوتِ اسلامی نے اپنی صلح کلّیت کے ارتکاب کو درست اور مناسب ٹھہرانے کے لیے "حکمتِ عملی" کا بہانہ ڈھونڈ نکالا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی کھلّم کھلا اور سراسر مخالفت

کرتے ہوئے عطاری لوگ وہابی دیوبندی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جب ان کے اس عمل پر گرفت کی جاتی ہے، تو وہ جھٹ سے یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے حکمتِ عملی کے طور پر ایسا کیا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطار کی تربیت و پرداخت اتنی مہلک اور خطرناک ہے کہ دعوتِ اسلامی میں شامل ہونے والا متصلّب اور کٹر ٹناٹن سنّی چند ہی دنوں میں عطّاریوں کے سنگ رہ کر صلح کلیت کے وبائی (Contagion) مرض کا مریض بن جاتا ہے۔ اور گستاخِ رسول کا جانی دشمن اپنے جذبۂ عشقِ رسول سے ہاتھ دھو کر ردِّ بدمذہباں کی مخالفت اور صرف اصلاحی پہلو کی حمایت کرتا ہے۔ فارسی زبان کی مشہور کہاوت ''ہر کہ در کانِ نمک رفت۔ نمک شُد'' کے مصداق عطاریوں کے ساتھ رہ کر صلح کلّی بن جاتا ہے اور ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے'' والی مثل کا مصداق بن جاتا ہے۔

''بمبئی کے پہلے سفر میں الیاس عطّار کی صلح کلّیت کا بھانڈا پھوٹا''

وہابی، دیوبندی فرقہ کے پیشواؤں نے بارگاہِ رسالت میں سڑی ہوئی گستاخیاں اور گھنونی بے ادبیاں کر کے اپنی شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کیا۔ مثلاً ● مولوی اشرف علی تھانوی نے حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچّوں، پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دی۔ (دیکھو: حفظ الایمان) ● مولوی قاسم نانوتوی نے حضور اقدس، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہوئے یہاں تک لکھ مارا کہ ''اب بھی کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے'' (دیکھو: تحذیر الناس) ● مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی نے حضورِ اقدس، عالم ما کان وما یکون

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ بتایا اور خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن بتایا۔ (دیکھو: براہین قاطعہ اور فتاویٰ رشیدیہ) ● مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کو بنیاد بنا کر مولوی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ وغیرہ۔

ماحول کی پراگندگی کا عالم یہ تھا کہ ملتِ اسلامیہ عجیب کشمکش اور کشیدگی میں مبتلا تھی۔ مذہب کے نام پر جھگڑے اور فساد کا بازار گرم تھا۔ وہابیوں کے زر خرید غلام علمائے سوء یعنی کٹھ ملّاؤں نے عوام کے عقائد اس حد تک بگاڑ کر رکھ دیئے تھے کہ ملتِ اسلامیہ میں صدیوں سے رائج جائز اور مستحسن معمولات اور مروّجات پر شرک وکفر و بدعت کے فتاوے تھوپے جاتے تھے اور ان فتاویٰ کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات کے من چاہے غلط تراجم و مفاہیم اور حدیث شریف کے خود ساختہ جھوٹے مطالب بیان کر کے حدیث کے صحیح معنی، مراد اور مفہوم کو متغیّر کرنے کی فاسد نیت سے خبط مطلب کا ارتکاب کیا جارہا تھا۔

ہر مسلمان پریشان و ہراسان تھا۔ ہر جگہ عقیدہ اور معمول کے تعلق سے اختلاف، لڑائی جھگڑا، فتنہ اور فساد کی خانہ جنگی نے جینا مشکل کر دیا تھا۔ مذہب اور عقیدہ کے نام پر بھائی بھائی میں جھگڑا، باپ بیٹے میں اختلاف، دوست دوست میں ہاتھا پائی، میاں بیوی میں تُو تُو، میں میں کا ہنگامہ، رشتے داروں میں آپس میں گالی گلوچ، مسجد کے نمازیوں میں آپس میں مار پیٹ کا شور وغل وغیرہ نے ملّتِ اسلامیہ کا مذہبی، سماجی اور رواجی انتظام چکنا چور کر دیا تھا۔ والد نے اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہا، تو بیٹا باپ پر برس پڑا کہ ابا جان! آپ نے شرک کر ڈالا۔ امّی نے گھر میں غوثِ پاک کی نیاز بنائی تو بیٹا لال، پیلا ہو کر چیختا

ہے کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ بیوی نے خاتونِ جنت کی نیاز کی کھیر پکائی، تو شریر شوہر نے آسمان سر پر اُٹھا کر اودھم مچایا کہ یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔ مسجد میں کچھ لوگ کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کرتے ہیں تو وہابی ذہنیت کے لوگ جنگ وجدال کا ماحول بناتے ہوئے آستین چڑھا کر لڑنے مرنے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دادا جان کو دفن کر کے اُن کی قبر پر اذان دینے کے لیے پوتا کھڑا ہوا، اذان دینی شروع کی، تو شہر خموشاں معرکہ رن میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ غرض پُر امن معاشرے کے امن و امان اور ملتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا گیا اور اتحاد افراط وتفریط کی مذموم فضا سے درہم برہم ہوگیا تھا۔

غریب اور حاجت مند لوگوں کے لیے بدمذہبوں نے مال و دولت کی تھیلیاں کھول کر رکھ دیں۔ بکاؤ مولویوں اور ڈھونگی پیروں کے لمبے لمبے جُبّوں کی بڑی بڑی جیبیں (Pockets) سونے چاندی کے سکّوں سے چھلکا دی گئیں۔ صحیح العقیدہ اور نیک فطرت مسلمان حالاتِ حاضرہ کی مسموم وزہریلی فضا کے مہلک اثرات سے خوفزدہ اور افسردہ ہوکر بارگاہِ الٰہی میں خلوصِ دل سے روتے اور گڑگڑاتے ہوئے دست بہ دُعا تھے اور نُصرتِ خداوندی کے منتظر تھے۔ کیوں کہ مقامی علماء میں صرف چند علماء کو مستثنیٰ کر کے خطبا اور واعظین کا یہ عالم تھا کہ ان کے منہ پر سنہری تالے لگ گئے تھے۔ بدعقیدگی کے فتنے کو حکومتِ برطانیہ کی پشت پناہی حاصل تھی، لہٰذا زرِ کثیر صرف کر کے ان کو خرید لیا گیا تھا اور حق گوئی کا فریضہ ادا نہ کرنے کی قیمت کے عوض ان کے منہ مُقفّل کر دیئے گئے تھے۔ کچھ علماء ایسے تھے جو بکاؤ نہیں تھے۔ استقلال کے ساتھ حق اور صداقت پر قائم تھے، لیکن طبیعت کے نرم، ڈرپوک، خائف اور بزدل تھے۔ انھوں نے بھی ڈر وخوف سے اپنے منہ سی لیے تھے۔

ایسے سنگین اور ایمان کُش ماحول میں ملّتِ اسلامیہ کی ہدایت و رہبری کے لیے اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفّظ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچّے عاشق زار امام احمد رضا اعلیٰ حضرت مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علوم وفنونِ کثیرہ کی لازوال دولت کا سرمایہ عنایت فرما کر، دلائل و براہین کے آلات واسلحہ جات سے لیث فرما کر، مجدّد کے منصب جلیل پر متمکّن فرما کر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور بدمذہبیت کا قلعہ قمع کرنے دنیا میں بھیجا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے قرآن وحدیث کے صحیح معنی، مطلب، مفہوم، مقصد اور مُراد بیان فرما کر عقائد اہلِ سنّت کی صداقت کی آسان تفہیمات کے لیے قرآن وحدیث کے دلائلِ ساطعہ اور براہین جلیلہ کے وہ انبار لگائے اور بدمذہبوں کے عقائد باطلہ کا ایسا رَدِ بلیغ فرمایا کہ تمام بدمذہب فرقوں کے علماء و پیشوا دَم بخود ہو کر ساکت وصامت رہ گئے۔

امام احمد رضا مجتہد بریلوی کی نادرِ زمن تصانیف قاہرہ کا رَد یا جواب لکھنے سے یک لخت عاجز و قاصر بدمذہب فرقے کے مولاؤں نے طرح طرح کے جھوٹے اور کذب وافترا پر مشتمل الزامات واختراعات تھوپنے شروع کیے کہ امام احمد رضا بریلوی نے اپنی ذاتی رنجش اور بغض وعداوت کے جذبے سے علمائے دیو بند کی مخالفت میں شرعی احکام صادر فرمائے ہیں۔ اس غلط پروپیگنڈہ کے ذریعے وہابیوں کا مقصد اعلیٰ حضرت کی دلائل قاہرہ سے لبریز تصانیفِ جلیلہ کی اہمیت گھٹانا اور مجروح کرنا تھا۔

”گستاخِ رسول وہابی قادیانی فرقہ پر حرمین شریفین کے ۳۳ر علماء کا کفر کا فتویٰ“

سنہ ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جب حج و زیارتِ حرمین شریفین تشریف لے گئے، تب آپ نے ہندوستان کے وہابی دیوبندی اور قادیانی فرقے کے عقائدِ باطلہ کفریہ کی عبارات ان کی کتابوں سے نقل فرما کر اُس زمانے کے حرمین شریفین کے علمائے حق سے اِستفسار فرمایا اور ان کے اوپر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ اس تعلق سے استفتیٰ یعنی فتویٰ پوچھا۔

مکہ معظمہ کے بیس ۲۰ر اور مدینہ منورہ کے تیرہ ۱۳ر یعنی کل تینتیس ۳۳ر علمائے حرمین شریفین نے وہابی دیوبندی اور قادیانی فرقے کے کل پانچ ۵ر پیشواؤں [۱] مولوی قاسم نانوتوی [۲] مولوی رشید احمد گنگوہی [۳] مولوی اشرف علی تھانوی [۴] مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور [۵] مرزا غلام احمد قادیانی پر کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور یہاں تک حکم نافذ فرمایا کہ:-

”مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ“

یعنی:- ”جو شخص ان گستاخ مولویوں کے عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔“

اس فتوے کی پوری تفصیل کتاب مستطاب ”حُسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلٰى مُنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ“ میں درج ہے۔ تاریخی حیثیت رکھنے والی یہ کتاب ”حسام الحرمین شریفین“ نے تمام بدعقیدہ مذاہب کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا اور کتاب شائع ہونے کے بعد عوام المسلمین کا ایمان دن دہاڑے لوٹنا بدمذہبوں کے لیے مشکل ہو گیا، کیوں کہ

''حسام الحرمین'' کتاب حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کی حیثیت سے پورے عالم اسلام میں شہرت یافتہ ہوگئی تھی۔ اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کی طرح معاملہ صاف ہوگیا تھا۔ اس کتاب نے وہابیت کے ڈھونگی اور فریبی چہرے کو بے نقاب کردیا اور وہابیت کا مسخ شدہ، مکروہ چہرہ لوگ بآسانی پہچاننے لگے۔ یہاں تک کہ کتاب ''حسام الحرمین'' بدعقیدگی اور بدمذہبیت کا بخار ناپنے کی اکائی (Unit) یعنی تھرما میٹر (Thermometre) کی حیثیت سے عوام وخواص میں اتنی رائج اور مشہور ہوگئی کہ جس شخص کی سنیت میں وہابیت کا شبہ محسوس ہوتا، اس کی صفائی اور حقیقت کی عقدہ کشائی کے لیے اس کے سامنے کتاب حسام الحرمین پیش کی جانے لگی۔ تا کہ سچ اور جھوٹ کا بیّن امتیاز آشکارا ہوکر سامنے آجائے۔ اگر وہ مُتَشَابَہ و مشکوک شخص سنّی اور صحیح العقیدہ ہوگا، تو بلا تامّل وترّدد اور وقفہ وتذبذب کے فوراً حسام الحرمین شریفین کی تصدیق، تائید، توثیق اور تقریظ کردے گا۔ اور اپنا سنّی صحیح العقیدہ ہونا لوگوں کو باور کرائے گا۔ حسام الحرمین کی تصدیق کے سبب وہ مشکوک شخص شک وشبہ کے گمان سے براءت اور چھٹکارا حاصل کرلے گا اور لوگ اس کے صحیح العقیدہ سنّی ہونے کا اعتماد وبھروسہ کریں گے۔

اگر وہ مشکوک شخص چھپا ہوا وہابی یا خفیہ منافق، بدمذہب اور صلح کلّی ہوگا، تو ''حسام الحرمین شریفین'' کی تصدیق نہیں کرے گا۔ بلکہ ہزار شوشے اور بہانے نکالے گا، متعدد عذر پیش کر کے ٹال مٹول کرے گا، مگر تصدیق نہیں کرے گا۔ زبانی جمع خرچ کرتے ہوئے اپنے سنّی صحیح العقیدہ ہونے کی رٹ ضرور لگائے گا، مگر کتاب ''حسام الحرمین شریفین'' پر تصدیقی وتقریظی دستخط نہیں کرے گا۔ ایسا مشکوک شخص چاہے لاکھ مرتبہ اپنی زبان سے اپنا صحیح العقیدہ سُنّی ہونا ظاہر کرے مگر پھر بھی عوام وخواص اہلِ سنّت کی نظر میں اس کی سنّیت مجروح اور مشکوک ہی رہے گی۔ لوگ اسے مستور الحال اور مشکوک کی حیثیت سے ہی دیکھیں گے۔

⊡ "مولوی الیاس عطّار کا حسام الحرمین کتاب پر تصدیقی دستخط کرنے سے صاف انکار اور بمبئی میں ہنگامہ

دعوتِ اسلامی کی ابتدا پاکستان کے شہر کراچی سے ہوئی۔ دعوتِ اسلامی کا طرز عمل اور طریقۂ کار مروّج قدیم طریقۂ رُشد و ہدایت سے الگ ہٹ کر ایک نئے انداز میں تھا۔ کچھ باتیں ایسی تھیں جو خواص وعوامِ اہلِ سنّت کے لیے تشویش ناک، باعثِ گھبراہٹ و پریشانی اور قابلِ اعتراض و گرفت تھیں۔ مثلاً: بدمذہبوں کا رَد نہ کرنا، جلوسِ میلادالنبی اور اعراسِ بزرگانِ دین کو دعوتِ اسلامی کے بینر (Banner) تلے منانے کی ممانعت، علمائے دین کی قدر و منزلت سے انحراف، گستاخِ رسول بدعقیدہ و بدمذہب عناصر سے نفرت وبُغض وعداوت کی شدّت کے بجائے پلپلا اور نرم رویّہ، بدمذہبوں کے ساتھ نرم اور ریشمی سلوک، صلح کلّیت پر مشتمل روش اختیار کر کے امن پسندی کے نام پر تصنّع بھری تواضع وانکساری کا مظاہرہ وغیرہ۔ اس کے برعکس ہر وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا تذکرہ وردِ زبان، اعلیٰ حضرت کا ہی نعتیہ کلام پڑھنا، ہر لمحہ اعلیٰ حضرت کے نام کی رٹ لگاتے رہنا، اپنی تحریک دعوتِ اسلامی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے منسوب و موسوم کرنا۔ لہٰذا اِن دو ۲ متضاد باتوں کی وجہ سے اکثر سُنّی حضرات شش و پنج میں تھے کہ دعوتِ اسلامی کو سنّی تحریک اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک مانا جائے یا نہیں؟

لہٰذا۔۔۔ جب دعوتِ اسلامی کے امیر پہلی مرتبہ بمبئی آئے، تب بمبئی شہر کے جلیل القدر علمائے اہلِ سنّت نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ مولوی الیاس عطار سے

"حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین" کی تصدیق کرالی جائے، تاکہ ان کی سُنّیت کے تعلق سے جو شبہات واعتراضات ہیں، ان کا ازالہ اور صفائی ہوجائے اور ان کی سنّیت مُسلّم ومقبول ہوجائے اور جماعت اہلِ سنّت کے علماء وعوام میں دعوتِ اسلامی کے تعلق سے جو خلفشار پھیلا ہوا ہے، اس کا مداوا (Remedying) ہوجائے۔

اسی نیتِ صالح سے بمبئی کے علمائے اہلِ سنّت کا وفد مولوی الیاس عطار کے پاس گیا اور تفصیلی گفتگو کے بعد علماء کے وفد نے مولوی الیاس عطار سے اصرار فرمایا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی کے استفسار پر حرمین شریفین کے علمائے جلیل کے فتویٰ المعروف حسام الحرمین شریفین پر اپنے تصدیقی دستخط کردیں۔ مگر مولوی الیاس عطار نے حسام الحرمین شریفین پر اپنے دستخط کرنے سے صاف انکار کردیا۔ یہ خبر بجلی کی رفتار سے بمبئی میں پھیل گئی اور بمبئی کے متصلّب سنّی مسلمان طیش میں آگئے اور پراگندگی وانتشار کا ماحول پیدا ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت کی حسام الحرمین پر دستخط کرنے سے انکار کی مولوی الیاس عطار کی جرأت اور بے باکی کی وجہ سے مسلمانوں میں غم وغصّہ کی لہر دوڑ گئی۔ لہٰذا سرکارِ اعلیٰ حضرت کے مسلکِ حق کا سچّا دیوانہ ایک مردِ مجاہد اپنی شانِ غضنفری دکھاتے ہوئے غصّے میں لال ہوکر مولوی الیاس تک پہنچ گیا اور سب کے سامنے مولوی الیاس عطار کو اس کے رُخسار پر ایک کرارا طمانچہ رسید کردیا۔ عشق کے جوش اور ولولے کے جذبے سے مارا گیا وہ طمانچہ ایسا زوردار اور بھرپور تھا کہ مولوی الیاس عطار کے اوسان خطا ہوگئے۔ اپنے باپا کی ایسی خستہ حالی دیکھ کر وہاں موجود تمام عطاری مبلّغین سہم گئے اور دَم بخود ہوکر رہ گئے۔

”صرف ایک طمانچہ لگتے ہی دعوتِ اسلامی کے شکم غلیظ سے سنّی دعوتِ اسلامی کا تولّد ہونا“

مولوی الیاس عطار کتیانوی اور حافظ شاکر نوری جونا گڑھی کا اصل وطنِ مالوف ایک ہی ہے۔ دونوں ہندوستان کے صوبۂ گجرات کے کاٹھیا واڑ علاقے کے ضلع جونا گڑھ کے باشندے ہیں اور اس پر طرّہ یہ کہ دونوں تاجر قومِ میمن برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولوی (نام نہاد) حافظ شاکر جونا گڑھی دعوتِ اسلامی کی بنیاد پڑنے کے دورِ آغاز سے دعوتِ اسلامی کے اہم رُکن اور ذمے دار مبلغ کی حیثیت سے کارندہ (Officer) تھے۔ مگر وہ الیاس کے ماتحت ہوکر ان کے ہاتھ کے نیچے رہ کر کام کرتے تھے۔ البتہ دونوں میمن برادر (Memon Brothers) دعوتِ اسلامی کے روحِ رواں تھے۔ مگر عہدہ و اقتدار میں شاکر جونا گڑھی، الیاس کتیانوی کا تابع تھا۔ شاکر جونا گڑھی تابع رہ کر اُکتا گیا تھا۔ اسے تابع (Obedient) سے متبوع (Obeyed) بننا تھا۔ عہدہ و اقتدار کی منصب نشینی کا وہ عرصۂ دراز سے خواہاں، متمنّی، طامع، حریص اور لالچی تھا۔ اس خواہش اور طمع کی چنگاری دل میں لگی ہوئی تھی مگر بغاوت کے لیے راہ ہموار نہ ہوئی تھی۔ وہ کسی مناسب موقع اور بہانے کے انتظار و جستجو میں تھا اور بمبئی کے ایک مردِ مجاہد کے طمانچہ سے شاکر جونا گڑھی کو لاٹری (Lottery) لگ گئی۔

حسام الحرمین کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے شاکر جونا گڑھی کو الیاس کتیانوی کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے کا سنہرا موقع اور بہانہ مل گیا کہ میں اس تحریک کے ساتھ رہنا ہرگز پسند نہیں کرتا، جس کا بانی اور امیر حسام الحرمین شریفین کی تصدیق کرنے

سے انکار کرتا ہے۔ لہٰذا آج سے میں دعوتِ اسلامی سے سبک دوش، بے تعلّق، بَری الذّمّہ (Unaccountable) ہوتا ہوں اور دین کی خدمت کے لیے میں اپنی نئی تحریک کا آغاز کرتا ہوں۔ میری اس نئی تحریک کا نام ''سُنّی دعوتِ اسلامی'' ہوگا۔

اب سنیوں کو دھوکہ اور فریب دینے والی دو ۲ر تحریکیں ہوگئیں:۔

[۱] دعوتِ اسلامی۔.D.I جو پہلے سے موجود تھی۔

[۲] سنّی دعوتِ اسلامی۔.S.D.I جو دعوتِ اسلامی کی ناخواستہ، ناراست، نازیبا اور ناسازگار اولاد کی حیثیت سے وجود میں آئی۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ کتیانوی میمن سیٹھ کی کمپنی سے جوناگڑھی میمن منیجر نے الگ ہوکر اپنی نئی کمپنی شروع کردی۔ یعنی صلح کلّیت کی نشر و اشاعت کی اب ایک کے بجائے دو ۲ر ایجنسی (Agency) یعنی آڑھت ہوگئیں۔ یا یوں کہیے کہ دو ۲ر جیب کترے الگ ہوگئے۔ ایک دائیں جانب کی جیب کاٹتا ہے اور دوسرا بائیں جانب کی جیب کاٹتا ہے۔ دونوں میمن کمپنیاں (Companies) قومِ مسلم سے بے شمار دولت بٹورتی ہیں اور اپنی تجوریاں بھرتی ہیں، یا جائیداد میں اضافہ کرتی ہیں۔ مذہب کے نام پر تاجرانہ نقطۂ نظر سے صلح کلّیت کی دُکان کھول رکھی ہے۔

وہابیوں سے مناظرہ کرنے کی بھی ممانعت

یہ اُس وقت کی بات ہے جب مناظرِ اہلِ سنّت، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت علامہ فخر الدین صاحب رضوی ناگ پوری دعوتِ اسلامی سے وابستہ تھے اور اُس وقت وہ دعوتِ اسلامی کے نائب امیر ہندوستان تھے۔ ناگ پور کے وہابیوں کی جراٴت اس قدر

بڑھی ہوئی تھی کہ اُنھوں نے سنیوں کو للکارا اور مناظرہ کرنے کا چیلنج (Challenge) دیا۔ اُن کا چیلنج قبول نہ کر کے مناظرہ کرنے سے راہِ فرار اختیار کرنے میں سنیت کی بدنامی اور بغیر جنگ کیے شکستِ فاش قبول کرنا تھا۔ لہٰذا مفتی فخر الدین صاحب وہابیوں کی طرف سے دیے گئے چیلنج کو قبول کر کے مناظرہ کے لیے تیار ہو گئے اور وہابیوں کی کفریہ عبارتوں پر مشتمل گمراہ کن کتابیں اور دیگر براہین جمع کر کے ابتدائی (Primary) تیاری اور آمادگی بھی کر لی۔ آپ دعوتِ اسلامی کے نائب امیر ہند تھے اور مناظرہ خود کرنے والے تھے، لہٰذا انھوں نے دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطّار سے مناظرہ کرنے کی اجازت طلب کی، تو مولوی الیاس عطّار نے صاف منع کرتے ہوئے مفتی فخر الدین صاحب سے یہ کہا کہ دعوتِ اسلامی کے نام سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔ مفتی فخر الدین صاحب نے جواباً کہا کہ میں دعوتِ اسلامی کے بینر (Banner) تلے مناظرہ نہیں کروں گا بلکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے مناظرہ کروں گا۔ یہاں تک کہ دعوتِ اسلامی کی پہچان ہری پگڑی بھی نہیں باندھوں گا، صرف ٹوپی پہن کر جاؤں گا۔ لیکن اس کے باوجود مولوی الیاس نے مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور یہ کہا کہ

تم دعوتِ اسلامی سے منسلک ہو، لہٰذا ردِّ وہابیہ اور وہابیوں سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔
(حوالہ:- ''دعوتِ اسلامی علماء و مشائخ کی نظر میں''، مرتب: علامہ غلام رسول قادری رضوی، ناشر:- مکتبہ سنّی آواز، کراچی، پاکستان، صفحہ نمبر ۲۳۹)

ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی الیاس عطار کو گستاخِ رسول وہابیوں کا رَد کرنے سے کیا تکلیف ہے؟ اور کیوں ہے؟ کچھ تو ہے، جس کی پردہ داری ہے۔

خوب یاد رکھو کہ۔۔۔

بارگاہِ رسالت میں بڑی ہوئی گستاخی اور توہین و بے ادبی کرنے والے بدعقیدہ وہابیوں کا رَد و ابطال کا فریضہ انجام دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ یعنی ردِّ بدمذہب کوئی مستحب کام نہیں کہ اگر نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بدعقیدہ کا رَد کرنا صرف فرض ہی نہیں بلکہ فرضِ اعظم ہے۔ اگر بدعقیدہ فرقے کے رَد سے اجتناب کر کے صرف اور صرف اصلاحِ اعمال پر ہی بیان کیا جائے گا تو عوام المسلمین کو بدعقیدہ فرقے کے عقائد باطلہ سے آگہی کیوں کر ہوگی؟ ان سے لوگ دور کیسے رہیں گے؟ پیارے آقا و مولیٰ، نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کی گئی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر مشتمل ان کے عقائد باطلہ کا علم لوگوں کو کیوں کر ہوگا؟ اگر ان کے عقائد باطلہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت و عداوت رکھ کر ان سے دوری اختیار نہیں کریں گے تو لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کے ایمان برباد ہو جائیں گے۔ اگر ایمان درست و صحیح ہے تو اعمال مقبول ہیں۔ کیوں کہ اعمال کی مقبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ اگر ایمان ہے تو اعمال قابلِ قبول ہیں، ورنہ مردود و باطل ہیں۔ لہٰذا اس دور میں ایمان کی سلامتی کے لیے بدمذہبوں کا رَد لازمی اور ضروری بلکہ فرضِ اعظم ہے۔

اعلیٰ حضرت، امام عشق و محبت، امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فتاویٰ کے مجموعہ "فتاویٰ رضویہ شریف"، جلد ۲۱، صفحہ نمبر ۲۵۶ پر صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی گمراہ، بددین مسلمانوں کو بہکائے تو ان کا رَد کرنا فرضِ اعظم ہے۔ نیز اسی جلد کے صفحہ نمبر ۲۵۷ پر فرماتے ہیں کہ "جو خبیث بدمذہب کو دفع کرنے سے روکے، اس پر اشد غضب اور لعنتِ اکبر ہوگی۔" اعلیٰ حضرت کے مسلک کی نشر و اشاعت کا بوگس

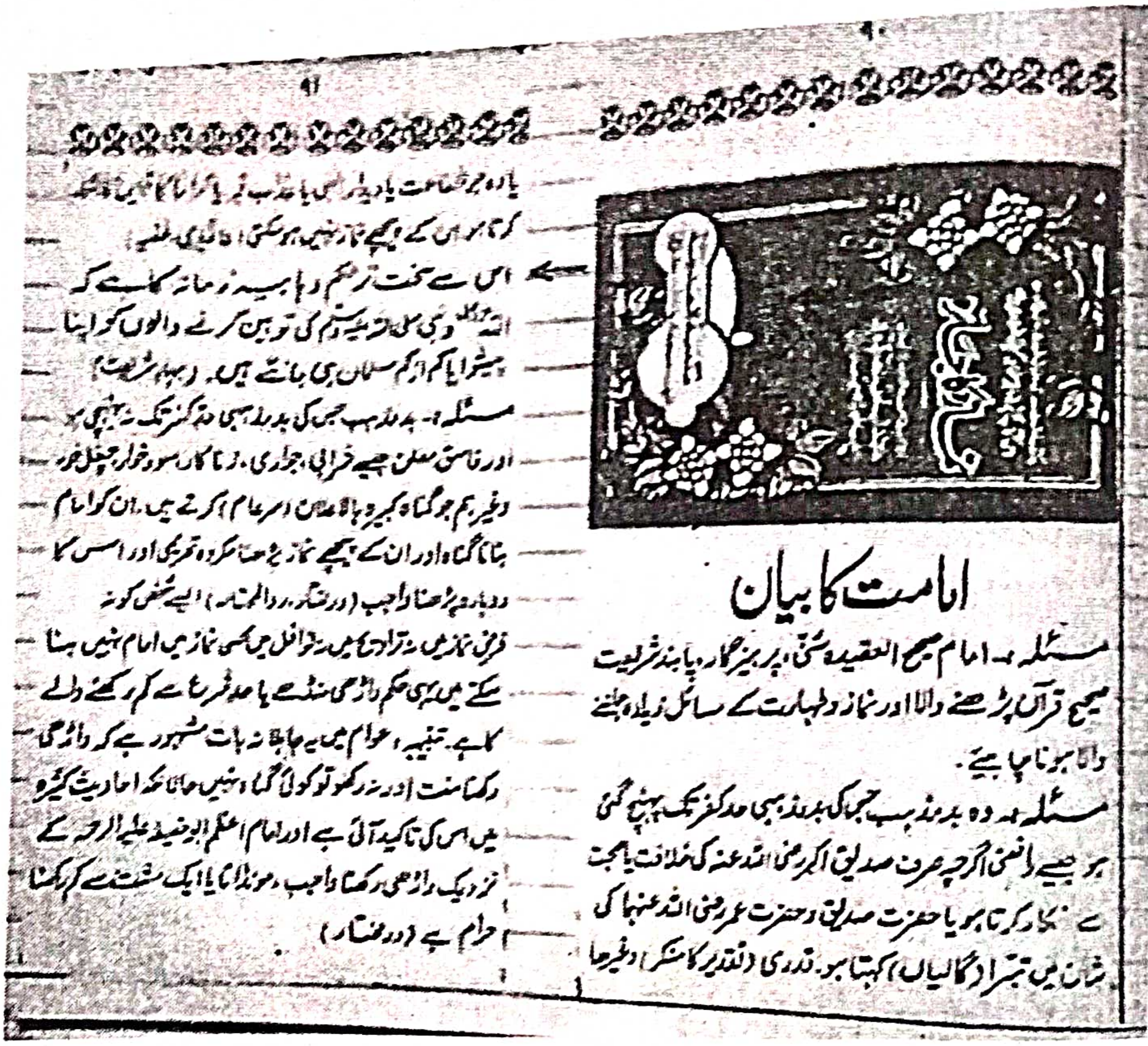
(Bogus) دعویٰ کرنے والی تحریک کے دستورِ عمل کو ملاحظہ فرمائیں، تو معلوم ہوگا کہ دعوتِ اسلامی والے بدمذہبوں کا رد نہ کرتے ہیں اور نہ کرنے دیتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی تحریک سے وابستہ کسی بھی مبلغ کو بدمذہبوں کا رد کرنے کی اجازت نہیں۔

جب دعوتِ اسلامی کے مبلغین سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ لوگ بدمذہبوں کا رد کیوں نہیں کرتے؟ تو یہ مضحکہ خیز جواب دیتے ہیں، ''یہ کام علماء کا ہے، ہم تو جاہل ہیں''۔ جب اِن سے کہا جاتا ہے کہ اگر آپ جاہل ہیں تو پھر مساجد میں تقاریر و بیانات کیوں کرتے ہو؟ شرعی مسائل واحکام اور قرآن وحدیث میں رشد و ہدایت اور اعمالِ صالحہ کے تعلق سے بیان کیوں کرتے ہو؟ تو خاموشی اختیار کر کے چپی سادھ لیتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے کہ جاہل کا بیان کرنا اور جاہل کا بیان سننا حرام ہے۔ علاوہ ازیں بدمذہب کا رد کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے بلکہ بدمذہب کا رد و ابطال کرنے کا حکم قرآن وحدیث میں دیا گیا ہے۔ جو تحریک ایسے عظیم اور لازمی کام سے خود کو اور دوسروں کو روکے، وہ تحریک ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں۔ دعوتِ اسلامی کے مبلغین اپنے بیانات واجتماعات میں دین وسنّیت کی تبلیغ کم اور اپنے جاہل امیر اور ٹی وی اسٹار الیاس عطار کی تبلیغ زیادہ کرتے ہیں۔ لہٰذا اہلِ سنّت و جماعت کے جلیل القدر علماء نے ان عطاریوں کو اپنی مساجد سے نکالنے کا اور ان سے دوری بنائے رکھنے کا حکم دیا۔

▣ کتاب ''نماز کا جائزہ'' سے ردِّ وہابیہ نکال ڈالا:۔

اس وقت ہم ناظرین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر مولوی الیاس عطار کی لکھی ہوئی کتاب ''نماز کا جائزہ'' (اردو)، ناشر: مکتبۃ المدینہ، کراچی (پاکستان) کے پہلے ایڈیشن کے سرورق (Title) اور صفحہ نمبر ۹۰ اور ۹۱ کا عکس پیش کر رہے ہیں:



۹۰

امامت کا بیان

مسئلہ:۔ امام صحیح العقیدہ سُنّی، پرہیزگار، پابند شریعت صحیح قرآن پڑھنے والا اور نماز و طہارت کے مسائل زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے۔

مسئلہ:۔ وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچ گئی ہو جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو یا حضرت صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا (گالیاں) کہتا ہو۔ قدری (تقدیر کا منکر) وغیرہا

۹۱

یا وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذاب قبر یا کراماً کاتبین کا منکر ہو ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس سے سخت تر حکم وہابیہ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔ (بہار شریعت)

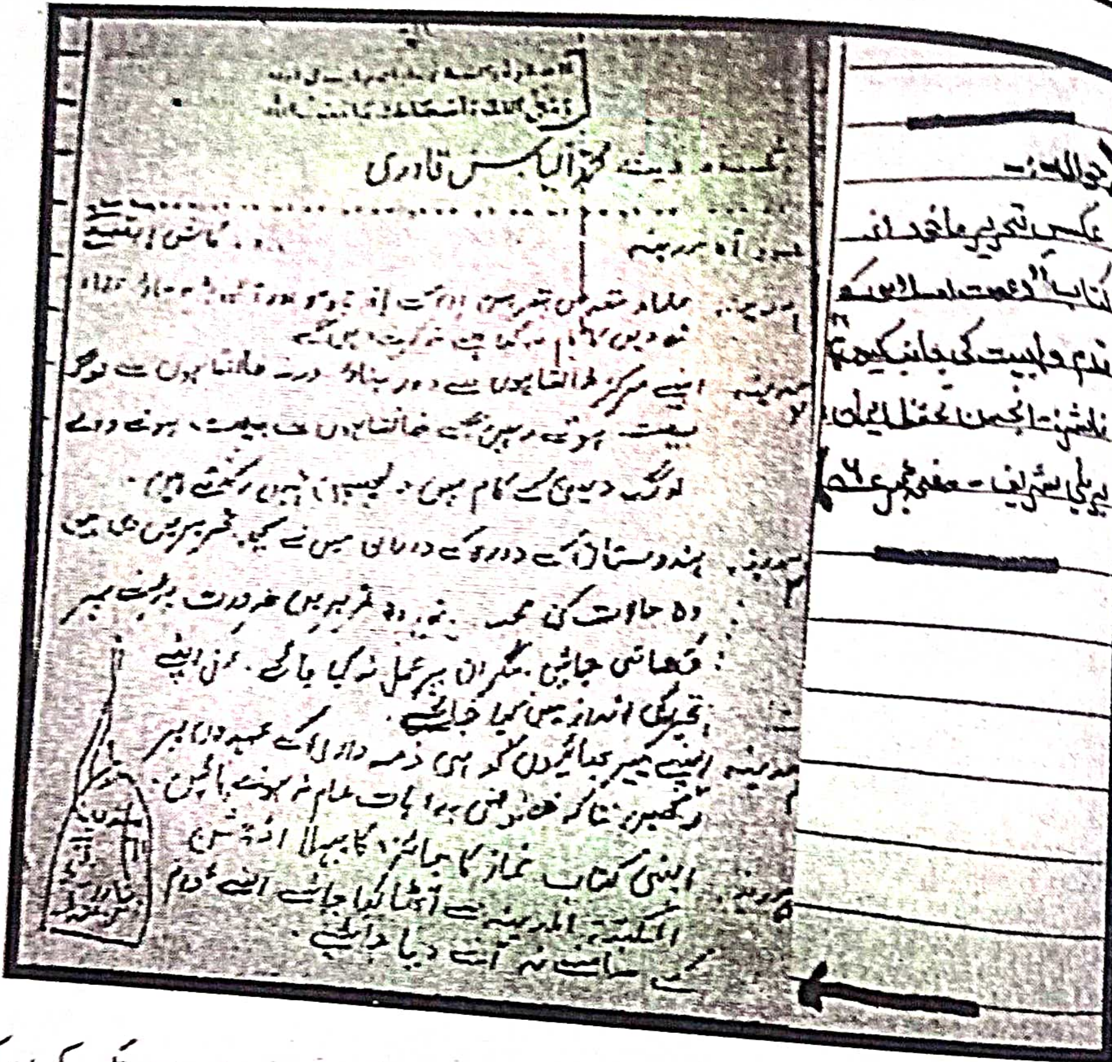
مسئلہ:۔ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار، سود خوار، چغل خور وغیرہم جو گناہ کبیرہ بالاعلان (سرعام) کرتے ہیں۔ ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور اس کا دوبارہ پڑھنا واجب (در مختار، رد المحتار) ایسے شخص کو نہ فرض نماز میں نہ تراویح میں نہ نوافل میں کسی نماز میں امام نہیں بنا سکتے ہیں یہی حکم داڑھی منڈے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کا ہے۔ تنبیہ: عوام میں یہ جاہلانہ بات مشہور ہے کہ داڑھی رکھنا سنت اور نہ رکھو تو کوئی گناہ نہیں حالانکہ احادیث کثیرہ میں اس کی تاکید آئی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک داڑھی رکھنا واجب، مونڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے (در مختار)

مندرجہ بالا صفحہ نمبر ۹۱ پر صاف لکھا ہے کہ بدمذہب کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی اور بدمذہب میں سخت تر حکم وہابیہ زمانہ کا ہے۔ یہ بات عین مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مطابق ہے۔ لیکن مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مطابق تصلّب فی الدین اور گستاخِ رسول کی تردیدو

مخالفت کی بات اور ردِ صلح کلیت کے سرغنہ مولوی الیاس عطار کے کان میں کھٹکتی ہے۔ نماز کا جائزہ کتاب کی مذکورہ بات بھی عطار صاحب کو کھٹکی اور وہ کیوں اور کیسے کھٹکی، وہ دیکھیں۔

مولوی الیاس عطار کی مذکورہ کتاب ''نماز کا جائزہ'' کا بڑی دھوم دھام اور تشہیر کے ساتھ ''رسمِ اجرا'' ہوا اور مولوی الیاس کے مجدّد ہونے کے عظیم شاہکار کی حیثیت سے اس کتاب کی وسیع پیمانے پر شہرت کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ عطار اور عطاری خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے، لیکن ان کی خوشی کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ کیوں کہ وہابیوں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا عدم جواز کا مسئلہ دیکھ کر عطار کے صلح کلی آقاؤں کو مرچیں سی لگ گئیں۔ انھوں نے عطّار کو لتاڑا کہ یہ کیا کر دیا؟ ہمارے دستور اور پالیسی کے خلاف یہ کیا چھاپ ڈالا؟ الیاس عطار پھڑ پھڑا اُٹھا۔ اسے بھی یہ معلوم نہ تھا کہ میری کتاب میں ردِ وہابیہ ہو گیا ہے۔ انھوں نے کتاب دیکھی تو واقعی ردِ وہابیہ کی حقیقت منکشف ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مولوی الیاس نرا جاہل ہے۔ اس میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ نماز جیسے اہم عنوان پر خامہ آرائی کی جرأت کر سکے، لہٰذا انھوں نے ایک مولوی صاحب کو نقدی معاوضہ دے کر یہ کتاب لکھوائی تھی۔ مولوی صاحب نے معاوضہ لے کر کتاب تیار کر دی، تو عطّار نے سرِ ورق پر بحیثیت مصنف اپنا نام چھاپ ڈالا، لیکن کتاب کے اندر کیا لکھا ہے، یہ دیکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ اگر توفیق ہوتی بھی تو اس کو سمجھنے کی صلاحیت اور استعداد کا کامل طور سے فقدان تھا۔

لہٰذا یہ کتاب نظر ثانی کیے بغیر مارکیٹ میں آ گئی۔ صلح کلیت کے محل میں زلزلہ آ گیا۔ لہٰذا الیاس عطار نے فوراً ایک حکم نامہ جاری کیا، جو ذیل میں درج ہے:



محمد الیاس قادری

۵ اپنی کتاب نماز کا جائزہ کا پہلا ایڈیشن المکتبۃ المدینہ سے اٹھا لیا جائے اسے عوام کے سامنے نہ آنے دیا جائے

حوالہ:- عکس تحریر ماخوذ از کتاب "دعوت اسلامی کے قدم وہابیت کی جانب" ناشر:- انجمن تحفظ ایمان بریلی شریف - صفحہ نمبر ۶

مندرجہ بالا تحریر میں نکتہ نمبر ۵ کو پڑھنے میں قارئین کرام کو سہولت و آسانی ہو، اس لیے ہم ذیل میں اس تحریر کو صاف حروف میں لکھتے ہیں:-

> **"اپنی کتاب "نماز کا جائزہ" کا پہلا ایڈیشن المکتبۃ المدینہ سے اُٹھا لیا جائے۔ اسے عوام تک نہ آنے دیا جائے۔"**

الیاس عطار کی مندرجہ بالا تحریر میں نکتہ نمبر ۵ کی عبارت کا آخری جملہ "اسے عوام تک نہ آنے دیا جائے" پر غور فرمائیں۔ عوام کے سامنے کیوں نہ آنے دیا جائے؟ اس لیے کہ اس کتاب میں "وہابیوں کی اقتدا میں نماز نہیں ہو سکتی" لکھا ہوا ہے۔ اور یہ وہابیوں کا کھلم کھلا رَد ہے اور ہماری دعوتِ اسلامی کے دستور اور طریقۂ کار میں بدمذہب کا رَد کرنے کی ممانعت ہے۔ علاوہ ازیں

دعوتِ اسلامی کے مبلغین بھی وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور ردِّ وہابیہ سے چڑھ اور نفرت رکھنے والے امن پسند حضرات (صلح کلی لوگ) کو بھی بُرا لگے گا۔ یہ امن پسند طبقہ ہم سے صرف اس لیے مانوس و متاثر ہے کہ ہم دعوتِ اسلامی والے بدمذہب کا رد نہیں کرتے بلکہ رَد کرنے سے روکتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہماری ردِّ وہابیہ والی کتاب ''نماز کا جائزہ'' ان امن پسند لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچے گی تو ہماری ساکھ (Image) خراب ہوگی۔ لہٰذا یہ کتاب ہمارے مکتبۃ المدینہ سے جلد اُٹھالی جائے، تاکہ صلح کلیت کی ذہنیت رکھنے والے اور ہمیں فراخ دلی سے مال و دولت دینے والے ہمارے معاونین و ہمدرد حضرات ہم سے ناراض نہ ہوجائیں۔ ان کی خوشنودی و رضامندی کے حصول کے لیے جلد از جلد یہ کتاب مارکیٹ سے غائب کردو۔ اردو، ہندی اور گجراتی تمام ایڈیشن اُٹھالو۔

الیاس عطار کا حکم جاری ہوتے ہی یہ کتاب مکتبۃ المدینہ سے فٹافٹ غائب کردی گئی۔ کتاب دوسری مرتبہ یعنی دوسرا ایڈیشن جب شائع کیا گیا، تو صفحہ نمبر ۹۱ سے سطر نمبر ۳، ۴ اور ۵ کو غائب کردیا گیا۔ لیکن ''نماز کا جائزہ'' کتاب کا پہلا ایڈیشن کچھ متصلّب سنّی حضرات کے ہاتھوں تک پہنچ گیا تھا۔ ان حضرات نے دوسرے ایڈیشن میں ردِ وہابیہ والی عبارت کو حذف شدہ دیکھا، تو انھوں نے صدائے اعتراض بلند کی، کہ ایڈیشن نمبر ا کی عبارت حذف کیوں کردی گئی؟ علمائے اہلِ سنّت نے اپنی تقاریر میں اس کتاب کے دونوں ایڈیشن دکھا دکھا کر عطاریوں کی صلح کلّیت کا پردہ فاش کیا مگر دعوتِ اسلامی کی جانب سے اس کا کوئی تسلّی بخش جواب نہ دیا گیا۔ بلکہ ڈھٹائی اور بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''نماز کا جائزہ'' کتاب کا ترمیم شدہ نسخہ متعدد مرتبہ شائع ہوتا رہا۔ بالآخر اس کتاب کو پردۂ اخفا میں مستور کر کے مفقود و غائب کردیا گیا۔ اور اس کی جگہ ''احکامِ نماز'' کے نام سے نئی کتاب عام کی گئی۔

بدمذہب کا رَدّ قرآنِ مجید کی روشن آیات اور درخشاں احادیث کریمہ سے ظاہر، عیاں اور آشکار ہے، قرآنِ مجید میں یہاں تک ارشاد ہے کہ "بدمذہب سے نفرت کرنے والا اور تردید کرنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی کا حق دار ہے" (دیکھو:- قرآنِ مجید، پارہ نمبر ۲۸، سورۂ المجادلہ، آیت نمبر ۲۲) مگر دعوتِ اسلامی کے عطّاریوں کو اللہ و رسول کی خوشنودی اور رضا مندی کی بجائے صلح کلّیت سے زیادہ لگاؤ ہے۔ صرف اپنی دُکان چمکانے کی فاسد غرض سے مکمل طور پر ریا کاری اور دھوکہ دہی پر مشتمل دکھاوے کا عمل کرنا بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے عقیدت اور محبت کا ڈھونگ رچا کر بھولے بھالے سنیوں کو اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر صلح کلّی بنانا اِن کا شیوہ اور وطیرہ ہے۔

خیر! بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی!!!! ابھی ہم مولوی الیاس عطّار کی نام نہاد تصنیف "نماز کا جائزہ" کے تعلق سے گفتگو کر رہے تھے۔ دوسرے کسی مولوی سے کتاب لکھوا کر اپنے نام سے شائع ہونے والی کتاب میں "زمانہ کے وہابیہ امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی" یہ مسئلہ چھپ گیا ہے۔ اس کا مولوی الیاس عطار کو علم ہی نہیں تھا، کیوں کہ یہ کتاب خود نے نہیں لکھی تھی اور دوسرے سے لکھوائی گئی کتاب کو ایک نظر دیکھا بھی نہ تھا۔ بس اپنی سستی شہرت کے حصول کی طمع میں بڑی دھوم دھام سے اس کتاب کی تشہیر و اشاعت کی گئی۔ یہ کتاب دعوتِ اسلامی کے مکتبۃ المدینہ سے کثیر تعداد میں فروخت کی گئی۔ رفتہ رفتہ یہ کتاب وہابیوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھنے والے صلح کلّی عناصر کے ہاتھوں تک پہنچی۔ تو صلح کلّی عناصر کی آنکھیں انگارا بن گئیں۔ ہائے ہائے! ہمارے زر خرید غلام نے غضب کر دیا۔ وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اپنی بریلویت کا مظاہرہ کیا ہے۔ لہٰذا انھوں نے فی الفور مولوی الیاس عطار سے رابطہ قائم کیا

اور آنکھیں لال کر کے مولوی الیاس کو کھری کھری سنا کر ہوا نکال دی اور عہد شکنی کے ارتکاب پر خوب خبر لیتے ہوئے ڈانٹا، دھمکایا، ملامت اور سرزنش کی۔

اپنے صلح کلّی آقاؤں کی ناراضگی اور رنجیدگی کی دھمک سے مولوی الیاس عطار لڑکھڑا گیا۔ سوچا، ناعملی اور کاہلی کی وجہ سے میرے صلح کلّی آقاؤں کی ناراضگی کیسے دور کروں؟ بالآخر بے وقوفی اور نادانی پر مشتمل مزید ایک مضحکہ خیز حرکت کر بیٹھا۔ اور وہ حرکت یہ کی کہ نماز کا جائزہ کتاب کے صفحہ نمبر ۹۱ پر وہابی امام کی اقتدا میں نماز کی ممانعت کا جو مسئلہ تھا، اس مسئلہ کی کتابت پر سفیدی پھیر دی۔ قارئین کرام کی خدمت میں سفیدی پھیرا ہوا صفحہ نمبر ۹۱ کا عکس ذیل میں پیش خدمت ہے:۔

> یا وہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذاب قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہو۔ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی (عالمگیری، غنیہ)
>
> مسئلہ:۔ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار، سود خوار، چغل خور وغیرہم جو گناہ کبیرہ بالاعلان (سرعام) کرتے ہیں۔ ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور اس کا دوبارہ پڑھنا واجب (درمختار، ردالمحتار) ایسے شخص کو نہ فرض نماز میں نہ تراویح میں نہ نوافل میں کسی نماز میں امام نہیں بنا سکتے ہیں یہی حکم داڑھی منڈے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کا ہے۔ تنبیہ، عوام میں یہ جاہلانہ بات مشہور ہے کہ داڑھی رکھنا سنت اور نہ رکھو تو کوئی گناہ نہیں حالانکہ احادیث کثیرہ میں اس کی تاکید آئی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک داڑھی رکھنا واجب، مونڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے (درمختار)

''نماز کا جائزہ'' کتاب سے وہابی امام کی اقتدا میں نماز کی ممانعت والا مسئلہ حذف کرنے کا مولوی الیاس عطار کا مقصد دنیا بھر کے صلح کلّی عناصر کو خوش کر کے ان کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنا تھا، لیکن ایسا کرنے میں اس پر ایک نئی مصیبت آپڑی۔ ہوا یہ کہ یہ مسئلہ حذف کرنے سے علمائے اہلِ سنّت اور عوامِ اہلِ سنّت میں کھلبلی مچ گئی، ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ لوگوں نے حیرت وتعجب کے ساتھ ساتھ اضطراب کا جھٹکا بھی محسوس کیا کہ جب دعوتِ اسلامی تنظیم مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کا دعویٰ کرتی ہے، تو یہ مسئلہ عین مسلکِ اعلیٰ کے تصلّب پر قائم رہنے کی دلیل ہے۔ اس مسئلہ کو کتاب سے کیوں حذف کردیا گیا؟ علمائے اہلِ سنّت نے اس کی مذمّت میں تحریراً و تقریراً رَد فرمایا۔ عوامِ اہلِ سنت نے بھی اپنی استطاعت بھر اس کی مخالفت کی اور مولوی الیاس اور دعوتِ اسلامی کے ذمے داروں سے رابطہ کیا اور مسئلہ حذف کرنے کے تعلق سے استفسار کیا، مگر کسی بھی عطاری اور خود عطار کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور انھوں نے بے پرواہی بلکہ بھرپور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سکوت اختیار کیا اور کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کی، تاکہ سوادِ اعظم اہلِ سنّت کے علماء وعوام مطمئن ہوسکیں۔ لہٰذا لوگوں میں ایک شک وشبہ پیدا ہوا کہ خود کو اعلیٰ حضرت کا شیدائی، فدائی، عاشق اور فریفتہ کہنے والا اور ہونے کا دعویٰ کرنے والا دعوتِ اسلامی تنظیم کا امیر مولوی الیاس عطار کے رویّہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مطمحِ نظر ''آنکھیں پھیرے طوطے کی سی اور باتیں کرے مینا کی سی'' ہے۔ جو اپنی بے مروّتی کو میٹھی میٹھی باتوں کے چھل اور فریب سے، اپنی دوغلی پالیسی کے ذریعے دھوکہ دہی کی وبا پھیلا رہا ہے۔ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ ظاہر میں تو وہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی بات کرتا ہے لیکن عملاً مسلکِ اعلیٰ حضرت کی جڑ کھودنے کا مذموم ارتکاب کرتا ہے۔

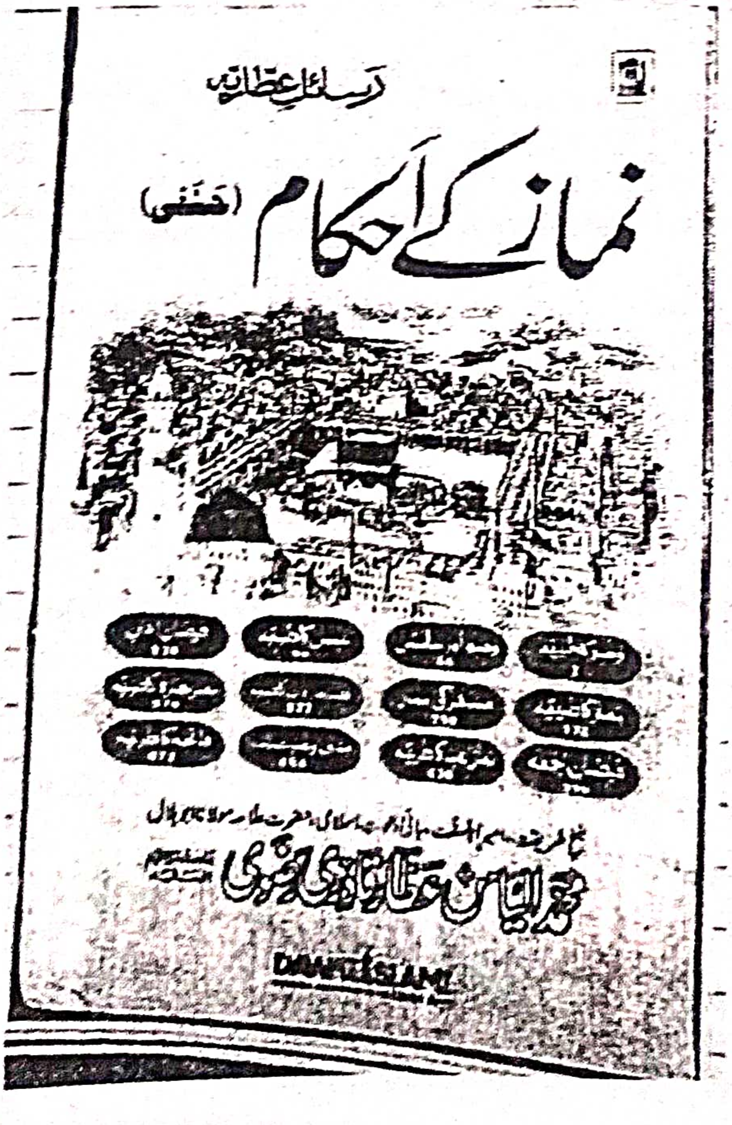
لہٰذا "نماز کا جائزہ" کتاب سے مسئلہ حذف کرنے کے معاملے نے طول پکڑا۔ مگر تکبّر اور گھمنڈ کے نشے میں مخمور الیاس عطار کو اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اور نماز کا جائزہ کتاب مسئلہ حذف کی ہوئی حالت میں مسلسل چھپتی اور فروخت ہوتی رہی۔ بالآخر مخالفت میں شدّت اور سختی کا اضافہ ہوتا گیا۔ اب مولوی الیاس عطار کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ مخالف ہوا طوفان کا رُخ اختیار نہ کر لے، اس مصلحت کے تحت الیاس عطار نے وہ کتاب شائع کرنا ہی بند کر دی، پھر یہ کتاب کلّی طور پر مارکیٹ سے غائب ہو کر نایاب ہوگئی۔

لیکن۔۔۔

کُتّے کی دُم ٹیڑھی کی ٹیڑھی کے مطابق الیاس عطار نے اپنی صلح کلّی فطرت کو ترک نہیں کیا اور ایک نئے رنگ و روپ سے میدان میں آیا۔ "نماز کا جائزہ" کتاب کو نابود و غائب کر دینے کے بعد نماز کے مسائل اور احکام پر مشتمل ایک نئی کتاب بنام "نماز کے احکام" شائع کی۔ اس کتاب میں اس نے اپنی دماغی فتور کی چالاکی، عیّاری اور مکّاری سے کام لیتے ہوئے "نہ رہے گانس، نہ بجے بانسری" مثل پر عمل کرتے ہوئے نماز با جماعت پڑھنے کے لیے امام کیسا ہو؟ اس عنوان پر کوئی وضاحت ہی نہیں کی بلکہ مبہم طور پر بہت ہی اختصار کے ساتھ صرف ایک مسئلہ لکھا ہے۔ دورِ حاضر کے بدمذہب اماموں کی اقتدا کے تعلق سے نفی (Negative) اور اثبات (Affirmative) کی وضاحت کرنا سخت ضروری ہے بلکہ کھلے الفاظ میں شریعت کا حکم مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں لکھنا اشد ضروری ہے۔ یہاں تک کہ سنّی مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لیے صاف صاف لکھنا ضروری ہے کہ "نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، اہلِ حدیث، شیعہ، قادیانی، نیچری اور دیگر بدمذہب فرقہ کے امام کی اقتدا میں نماز ہوتی ہی نہیں۔" اس حقیقت سے عامۃ المسلمین کو آگاہ و خبردار کرنا نہایت لازمی ہے۔ لیکن مولوی الیاس عطار کی کتاب "نماز کے احکام" سے امامت کا باب ہی غائب کر دیا گیا۔

ذیل میں کتاب ''نماز کے احکام'' کے سرورق (Title) کا عکس دیا گیا ہے۔
ٹائٹل نیں ہی کتاب کے ابواب طبع کیے گئے ہیں، جو اس طرح ہیں: (۱) وضو کا طریقہ (۲) وضو اور سائنس (۳) غسل کا طریقہ (۴) فیضانِ اذان (۵) نماز کا طریقہ (۶) مسافر کی نماز (۷) قضا نماز کا طریقہ (۸) نمازِ جنازہ کا طریقہ (۹) فیضانِ جمعہ (۱۰) نمازِ عید کا طریقہ (۱۱) مدنی وصیت نامہ (۱۲) فاتحہ کا طریقہ۔ کل بارہ ۱۲/ ابواب پر مشتمل کتاب سے ''امامت کا بیان'' یہ باب ہی غائب کردیا۔ حالانکہ پرانی کتاب ''نماز کا جائزہ'' کے صفحہ نمبر ۹۰ پر امامت کا بیان ہے، لیکن نئی کتاب ''نماز کے احکام'' میں یہ پورا باب غائب ہے۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ ذیل میں دیا گیا کتاب کا سرِ ورق بغور دیکھیں۔ بعدہٗ اس پر کیا گیا تبصرہ ضرور ملاحظہ فرمائیں:-

''نماز کا جائزہ'' کتاب کو مارکیٹ سے غائب کرنے کے بعد نماز کے تعلق سے شائع کی گئی کتاب ''نماز کے احکام'' کے سرِ ورق کا عکس:-



البتہ "امامت کا بیان" کے تعلق سے "ظہر کی آخری دو نفل رکعات" کے تحت صرف دو سطر میں پورا باب سمیٹ دیا ہے۔ پورا باب صفحہ نمبر ۲۶۵ پر صفحہ کے نیچے کے حصے سے شروع کیا اور اسی صفحہ پر باب ختم بھی کر دیا۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر صفحہ نمبر ۲۶۵ کا عکس بھی ذیل میں دیا گیا ہے:-

> **امامت کا بیان**
>
> مردِ غیر معذور کے امام کے لئے چھ شرطیں ہیں:-
>
> (۱) صحیح العقیدہ مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قراءت صحیح ہونا (۶) معذور نہ ہونا۔ (درمختار مع ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۴)

صرف ایک مسئلہ بیان کر کے باب ہی ختم کر دیا گیا۔ کیوں کہ صفحہ نمبر ۲۶۶ سے نیا باب شروع ہو رہا ہے۔ صفحہ ۲۶۵ پر صرف ربع صفحہ (Quarter Page) میں امامت کا پورا باب سمیٹ لینے کے پیچھے بھی مولوی الیاس کی صلح کلّیت کی پالیسی چھپی ہوئی ہے۔ کیوں کہ امامت کا باب اتنے کثیر مسائل پر مشتمل ہے کہ فقہِ حنفی کی معتمد، معتبر اور مستند کتب میں سینکڑوں صفحات پر لکھے ہوئے ہیں۔ ● فتاویٰ عالمگیری ● تنویر الابصار ● درِمختار ● رَدالمحتار ● تبیّن الحقائق ● ہدایہ وغیرہ اس کی شاہد عادل ہیں۔

صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" میں ہی امامت کے تعلق سے جو لکھا ہے، اس کی قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:-

جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۱۹۰ تا ۲۰۴ کُل :- ۱۴ر صفحات

جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۹۷ ۳ تا ۶۶۷ ۴ کُل :- ۲۶۸ر صفحات

جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر ۳۵۹ تا ۳۸۴ کُل :- ۲۵ر صفحات

جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۴۵۷ تا ۴۷۷ کُل :- ۲۰ر صفحات

جلد نمبر ۱۶، صفحہ نمبر ۵۶۷ تا ۵۸۱ کُل :- ۱۴ر صفحات

جلد نمبر ۱۹، صفحہ نمبر ۵۰۲ تا ۵۲۱ کُل :- ۱۹ر صفحات

علاوہ ازیں جلد نمبر ۳، ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۶، اور ۲۹ر ان جلدوں میں کُل ۹۵ صفحات پر امامت کے تعلق سے سیر حاصل گفتگو فرمائی گئی ہے۔

الحاصل! فتاویٰ رضویہ شریف کی متفرق جلدوں میں کل :- ۴۵۵ر صفحات (455 Pages) میں امامت کے تعلق سے مسائل درج ہیں۔ ان صفحات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے علم وعرفان کے وہ دریا بہائے ہیں کہ جن کو دیکھ کر اہلِ علم وفن اور جید فقیہ علماء عش عش پکار اُٹھے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد اقسام کے اماموں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہو، اس نیتِ صالح سے چند ایسے اماموں کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے، جن کی اقتدا میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ ایسے اماموں کی اقتدا میں نماز نا دُرست ہے بلکہ سرے سے نماز ہوگی ہی نہیں۔

● فاسق معلن ● شرعی عیب والا ● رافضی کی نمازِ جنازہ پڑھانے والا

● وہابی ● رافضی ● جاہل ● بدعتی ● سود خور ● حق کے مقابل باطل کی مدد کرنے والا ● بدمذہبوں کی تکفیر نہ کرنے والا ● جھوٹی گواہی دینے والا ● بدمذہب دیوبندیوں کو کافر نہ کہنے والا ● غیر مقلد (اہلِ حدیث) ● منکر میلاد ● مرتد اور بالخصوص ● بدعقیدہ اور گستاخِ رسول فرقوں کے وہابی، دیوبندی، نجدی، شیعہ، قادیانی، اہلِ حدیث، تبلیغی اور کفر کو کفر نہ سمجھنے والے کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

اتنے وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا امامت کا عنوان، ملّا الیاس عطّار نے صرف دو ۲ سطروں میں سمیٹ دیا۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ نماز کے عنوان پر اہلِ سنّت کی معتبر مطبوعات موجود ہیں، ان میں امامت کا بیان شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ بالخصوص امامت کے منصب پر متعین ہونے والے امام کے لیے سخت تاکید کی گئی ہے کہ وہ بدمذہب نہ ہو۔ یعنی وہابی، نجدی، دیوبندی، شیعہ، قادیانی، اہلِ حدیث، تبلیغی، نیچری وغیرہ عقائد کفریہ، شرکیہ، باطلہ فرقے کا نہ ہو۔ کیوں کہ امامت کے منصب پر جو شخص متعین ہوتا ہے، وہ دینی معاملات میں اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے مقتدیوں کے لیے ایسا معتبر و معتمد ہوتا ہے کہ امام کے نظریات اور اعتقاد کا مصلیوں پر گہرا اور فوری اثر پڑتا ہے۔ اگر امام وہابی عقائدِ باطلہ کا ہے، تو آہستہ آہستہ وہ مقتدیوں کو اپنے عقائد سے متاثر کرے گا۔ لہٰذا اہلِ سنّت کے دوررَس نگاہ رکھنے والے جلیل القدر علماء و ائمہ نے اپنی تصانیف و تقاریر میں بدمذہب امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ بارگاہِ رسالت کے گستاخ بدمذہبوں کی تردید و تبطیل میں صَرف فرمایا۔ مسلکِ اعلیٰ

حضرت کا لُبِ لُباب (Pith) یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوبِ اعظم و اکرم حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچّی محبت کرنا۔ آپ کی سچّی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کو چاہنے والوں سے دلی محبت کرنا اور آپ کی شان میں بے ادبی، گستاخی اور توہین کرنے والوں سے سخت دلی، عداوت ونفرت رکھنا۔ گستاخِ رسول کی توبیخ وتذلیل میں کوئی کسر باقی نہ رکھنا۔ گستاخِ رسول کو کسی بھی قسم کی دینی و دنیوی تعظیم، توقیر، عزت، وقعت اور تکریم نہ دینا۔ کسی کو امام بنانا، اس کی تعظیم وتوقیر اور عزت و حرمت دینے کے مترادف (Synonym) ہے۔ وہابی اور دیگر مذہب والے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے نماز اکارت، برباد، رائیگاں اور تلف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک گستاخِ رسول کی تعظیم وتکریم کے ارتکاب کا جرم بھی عائد ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں وہابی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے عقیدہ خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ لہٰذا علمائے ملّت اسلامیہ، بالخصوص امام عشق ومحبت، امام احمد رضا نے بدمذہب کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے سختی اور دُرشتی سے روکا ہے۔ لہٰذا ہر متصلّب سنّی بدمذہب امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے احتراز واجتناب کرتا ہے اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔

خود کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا عاشق، دیوانہ، فریفتہ، پروانہ اور نہ جانے کیا کیا کہنے کی مکّاری کرنے والا مولوی الیاس عطار بدمذہب امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کے معاملے میں "سانپ کے منہ میں چھچھوندر = نگلے تو اندھا، اُگلے تو کوڑھی" جیسی حالت میں آ گیا ہے۔ اگر لکھتا ہے کہ امام بدمذہب ہے تو اس کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی، تو دنیا بھر کے بدمذہب، وہابی اور صلح کلّی ناراض ہوتے ہیں۔ انھیں بُرا لگ جائے گا۔ اور اگر لکھتا ہے کہ بدمذہب، وہابی امام کی اقتدا میں نماز ہو جاتی ہے، تو اس کی شدید

مخالفت میں مسلمانانِ اہلِ سنّت ہنگامہ برپا کردیں گے۔ اوران کی سنّیت مشکوک اور عشقِ رضا کا دعویٰ کپٹ اور فریب ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا سنیوں کو بھی ناراض نہیں کرنا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کی قطعاً اہمیت مولوی الیاس کو نہیں۔ اسے تو اپنی دُکان چمکانی اور چلانی ہے اور اس مقصد کے حصول اور کامیابی کے لیے اس کے نزدیک ضروری ہے کہ کوئی ناراض نہ ہو بلکہ سب خوش رہیں۔ سنّی بھی خوش اور وہابی و صلح کلّی بھی خوش۔

حالانکہ دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں ''نماز کا جائزہ'' کتاب کے صفحہ نمبر ۹۱ پر صحیح مسئلہ لکھا تھا۔ مگر صلح کلّیت کے حامی عناصر اس کتاب کے پہلے ایڈیشن (Edition) سے ناراض ہوئے اور آنکھیں لال کرکے مولوی الیاس عطار پر لعن طعن کرتے ہوئے برس پڑے۔ لہٰذا الیاس عطار نے کتاب کا یہ ایڈیشن مارکیٹ سے غائب کروادیا۔ اور جب کتاب کا دوسرا ایڈیشن چھاپا تو بدمذہب وہابی امام کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی، یہ مسئلہ ہی حذف کردیا۔ جس کی وجہ سے علماء و عوام اہلِ سنّت نے دعوتِ اسلامی کی سخت مذمّت اور مخالفت کی، مگر مولوی الیاس عطار نے طوطا چشمی کا رویّہ اپناتے ہوئے کوئی توجہ نہ دی اور اس کتاب کے اسی طرح حذف شدہ مسئلہ کے ساتھ مزید ایڈیشن شائع ہوتے رہے۔ لہٰذا علماء و عوامِ اہلِ سنّت کی مخالفت میں شدت آنے لگی اور یہ شدّتِ مخالفت ''میری دُکان چمکانے میں نقصادہ ثابت ہوسکتی ہے''، اس خوف کی وجہ سے مولوی الیاس نے نئی چال چلی اور ''نماز کا جائزہ'' کتاب کو نابود اور غائب کردی۔ اور اس کے بدلے میں ایک نئی کتاب بنام ''احکامِ نماز'' شائع کردی، جس میں برائے نام ''امام کا بیان'' لکھا، اور وہ بھی صرف دو ۲ سطروں پر مشتمل ایک مسئلہ لکھا اور اس مسئلے کے

ذریعے تمام فرقوں کو خوش کرنے کی دھوکے بازی کی۔ پہلے وہ مسئلہ دیکھیں، جو مولوی الیاس نے لکھا ہے یا کسی سے لکھوایا ہے:-

''مردِ غیر معذور کے امام کے لیے چھ ۶ شرطیں ہیں: (۱) صحیح العقیدہ مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قرأت صحیح ہونا (۶) معذور نہ ہونا۔''

پہلی شرط مبہم لکھی یعنی صرف اتنا ہی لکھا ''**صحیح العقیدہ مسلمان ہونا**''۔ اس شرط میں کوئی وضاحت نہ کی، صرف ''صحیح العقیدہ'' ہی لکھا۔ مسلمان ہونا لکھا۔ مگر مسلمان کے ساتھ ''سُنّی'' نہ لکھا۔ یعنی ''بدمذہب''، یا ''گستاخِ رسول'' نہ ہو، ایسا نہیں لکھا۔ حالانکہ جتنے بھی باطل فرقے ہیں، وہ اپنے کو ''صحیح العقیدہ'' ہی سمجھتے ہیں اور اپنے ماسوٰی فرقوں کو بدعقیدہ ہی جانتے ہیں۔ مثلاً وہابی نجدی فرقے خود کو توحید کا سچّا پرستار اور غرقِ توحید سمجھنے کے زعم میں ہم اہلِ سنّت و جماعت، فرقۂ ناجیہ کو مشرک، کافر اور بدعتی کہتے ہیں۔ کیوں کہ ہم انبیاء و اولیاء سے توسّل، استغاثہ اور تصرّف کے قائل ہیں۔ جو وہابی نجدی کے نزدیک کفر اور شرک ہے۔ اسی طرح بہت سے مراسمِ اہلِ سنّت جو انبیاء و اولیاء کی عقیدت، عظمت اور محبت میں ادا کیے جاتے ہیں، ان تمام مراسمِ اہلِ سنّت کو وہابی ناجائز، حرام، بدعت بلکہ شرک و کفر کہتے ہیں۔ اسی باطل ذہنیت کی وجہ سے وہ اپنے کو ہی ''**صحیح العقیدہ مسلمان**'' کہتے اور مانتے ہیں۔ اسی طرح ہر باطل فرقے کا متبع عقائد میں اختلاف کی بنا پر صرف خود کو ہی صحیح العقیدہ مسلمان سمجھتا ہے۔ کوئی بھی باطل فرقے والا اپنی زبان سے اپنا باطل و بدمذہب ہونے کا اعتراف و اقرار نہیں کرتا۔ البتہ علمائے حق یعنی علمائے اہلِ سنّت و جماعت نے ثبوتِ شرعیہ سے ان کا بطلان و اِرتداد ثابت کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا۔ حق و باطل کے صاف فرق اور امتیاز کرنے کے فریضہ میں ابتدائے اسلام سے ہر دَور کے ملّتِ اسلامیہ کے علمائے حق نے اپنی بیش

بہا اور بیش از بیش اہم خدمات انجام دی ہیں اور اپنے دور کے باطل فرقوں کا حسبِ استطاعت ردِّ بلیغ فرمایا ہے۔ بالخصوص امام عشق و محبت، مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضاؔ مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک ہزار سے زائد تصانیف اور لاکھوں کی تعداد کے فتاویٰ و تحریرات سے تمام باطل فرقوں کے سامنے ایک مجاہد کی حیثیت سے سینہ سپر ہو کر جو قلمی جہاد فرمایا ہے، اس کی نظیر ماضی کی کئی صدیوں میں نہیں ملتی۔ آپ نے تمام گستاخِ رسول کا دندانِ شکن ردّ و ابطال کرنے میں وہ عظیم کردار ادا فرمایا کہ دورِ حاضر کے تمام باطل فرقوں کے ایوان زمین بوس کر دیئے۔ فرقۂ باطلہ کا ہر ملّا، مفتی، مناظر اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں ''پالا چھوڑ کر بھاگ نکلا'' اعلیٰ حضرت کے علمی شاہکار کے طور پر پیش فرمائے ہوئے دلائلِ قاہرہ، براہینِ ساطعہ اور حجت محکمہ سے ٹکر لینے یا اس کا جواب دینے کی کسی بھی بد مذہب میں ہمت، صلاحیت، طاقت، استعداد، استطاعت، لیاقت، قابلیت، حوصلہ، تاب، مجال، دسترس اور جرأت نہ تھی۔ لہٰذا باطل فرقوں نے اعلیٰ حضرت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ اور سب باطل فرقوں نے ''منہ کی کھائی'' اور راہِ فرار اختیار کیا۔ اسی وجہ سے دورِ حاضر میں امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت کا نام حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے اور اعلیٰ حضرت کا نام سکۂ رائج الوقت کے طور پر تمام اہلِ سنّت و جماعت کے سلاسل، علماء و عوام میں چلتا ہے۔

دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطّار نے اعلیٰ حضرت کا نامِ مبارک، جو سکۂ رائج الوقت کی حیثیت رکھتا ہے، کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی صلحِ کلّیت پر مشتمل تنظیم کو اعلیٰ حضرت کے نام سے منسوب کر کے دھوکے بازی، چھل، کپٹ، مکر و فریب اور دغا بازی کا ناٹک رچا کر ملّتِ اسلامیہ کے ساتھ جو جفا شعاری کی ہے، وہ یقیناً ناقابلِ تلافی و معافی ہے۔ نام تو اعلیٰ حضرت کا رٹا مگر کام مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف کیا۔

''احکامِ نماز'' کتاب میں امامت کا بیان صرف دو ۲ سطر میں لکھا اور صرف ایک مسئلہ امام کے شرائط کے طور پر لکھا اور بدمذہب امام کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ صرف اتنا لکھ دیا کہ امام ''صحیح العقیدہ مسلمان'' ہونا چاہیے۔ امام بدمذہب نہیں ہونا چاہیے، یہ لکھتے ہوئے عطار کے ہاتھ میں ببول کے کانٹے پیوست ہو گئے تھے۔ اپنی صلح کلّیت کی رذیلہ ذہنیت کے عمل درآمد اور تعمیل کی فاسد غرض سے مبہم طور پر ''صحیح العقیدہ مسلمان'' لکھ کر سب کو خوش کرنے کی پالیسی اپنائی، کیوں کہ ہر فرقے کا متّبع اپنے کو صحیح العقیدہ مسلمان ہی سمجھتا ہے۔ لہٰذا ہر فرقے والا یہی گمان کرے گا کہ ہماری تائید میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ سنّی بھی خوش اور وہابی بھی خوش بلکہ ہر فرقے والا اور بالخصوص صلح کلّیت کی فاسد ذہنیت رکھنے والے تو سب سے زیادہ خوش۔

''دعوتِ اسلامی کی کسی بھی کتاب میں بدمذہب اور وہابیوں کا رَد ہی نہیں''

مولوی الیاس عطار کتیانوی نے آج تک جتنی بھی کتابیں لکھی ہیں یا یوں کہیے کہ دوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کی ہیں، ان تمام کتابوں کا بہ نظرِ عمیق جائزہ لینے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آئے گی کہ کسی بھی کتاب میں کسی گستاخِ رسول بدمذہب کا رَد نہیں کیا گیا ہے۔ جبکہ ایمان کے تحفظ کے لیے عقیدے کی دُرستی اور مضبوطی اشد ضروری ہے۔ اس امر کی طرف مطلق التفات نہیں کیا گیا اور صرف اصلاحِ اعمال کی طرف ہی توجہ دی جاتی ہے۔ اصلاحِ عقیدہ کہ جس پر ایمان کا دارومدار اور اعمالِ صالحہ کی مقبولیت کا انحصار ہے، اس اہم عنوان کو بالکل فراموش کیا گیا ہے۔ اگر عقیدہ خراب

ہے تو ایمان ضائع اور برباد ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں چاہے جتنی بھی نمازیں پڑھیں یا دیگر فرائض ادا کریں، سنّت کی پابندی یا کوئی بھی نیک عمل کریں، سب بے فائدہ بلکہ اکارت اور برباد ہے۔ لیکن عقیدہ کی دُرستی کے تعلق سے دعوتِ اسلامی میں نہ کوئی بات کہی جاتی ہے اور نہ لکھی جاتی ہے۔ مدنی چینل میں بھی یہی رویہ اپنایا گیا ہے۔ گویا کہ عطاریوں کا وطیرہ اور دستور یہی ہے کہ عقیدہ کی بات چھوڑ و، صرف عمل کی بات کرو۔ اور نیک عمل میں دکھاوا اور ریاکاری میں اتنا غلو کرو کہ تمہاری نیک خصلت اور تقویٰ و پرہیزگاری کا سکّہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے۔

دعوتِ اسلامی کا مطمحِ نظر صرف یہی ہے کہ اپنی اہمیت جتانے کے لیے عشقِ رسول اور عشقِ رضا کی بات کرو بلکہ ہر وقت رٹ لگاؤ تا کہ لوگ ہمیں سچّا عاشقِ رسول اور مسلکِ اعلیٰ حضرت والا ہی سمجھیں۔ پھر چاہے حقیقت اس کے برعکس ہو۔ علاوہ ازیں دعوتِ اسلامی کا مقصدِ اصلی اپنی تنظیم کے امیر الیاس عطّار کی عظمت، اہمیت، علمیت، ولایت اور روئے زمین کے تمام اولیاء سے زیادہ بارگاہِ رسالت میں مقبول اور چہیتا ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے۔ الیاس عطار سے بڑھ چڑھ کر روئے زمین پر کوئی عالم اور ولی ہے؟ تمام علوم وفنون اور تصرّفات وکرامات سمٹ کر مولوی الیاس عطار ہی میں سما گئے ہیں۔

عشقِ رسول کا دعویٰ کرنے والے عطاری طوطے شاید اس حقیقت کو بھول گئے کہ عاشقِ رسول اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ کے ساتھ کبھی بھی نرم رویہّ نہیں اپناتا بلکہ اس کی توبیخ وتردید میں ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ اس کی تعظیم وتکریم کرنا تو دور کی بات، ان سے خوش اطوار سلوک بھی نہیں کرتا، ترش روئی سے پیش آتا ہے۔ گستاخِ رسول کے ساتھ وہ کسی قسم کا دینی یا دُنیوی تعلق قائم کرنے سے بچتا اور دور

رہتا ہے۔ گستاخِ رسول کے ساتھ کسی قسم کے معاملات اور موالات کو وہ روا نہیں رکھتا بلکہ تنفّر اور بیزاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ گستاخِ رسول کی دل آزاری کرنا اس کے لیے باعثِ سرور و مسرّت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطار کے دل میں گستاخِ رسول بدمذہبوں کے لیے ایسا نرم اور ریشمی گوشہ ہے کہ اس نے دعوتِ اسلامی کے دستور اور طریقۂ کار میں بدمذہبوں کا رَد کرنے کی ممانعت کر دی ہے اور اسی رَد کی ممانعت پر آج تک تمام عطاری عمل پیرا ہیں۔ ناظرین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر دعوتِ اسلامی کے طریقۂ کار کا خلاصہ کا عکس ذیل میں پیش خدمت ہے:-



دعوتِ اسلامی کی بدمذہبوں کا رد نہ کرنے کی پالیسی کے سلسلے میں اوراقِ سابقہ میں تفصیلی وضاحت ہوچکی ہے۔ لہٰذا اعادہ سے کنارے ہوکر صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ دعوتِ اسلامی مادرِ صلح کلّیت ہے۔ یہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیم بالکل نہیں بلکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے اُصول و ضوابط (Fundatamentals) کی بیخ ناس کرنے والی (Destroy) پلپلی اور لچلچی تحریک ہے۔ جو سنّی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے صرف اور صرف مکر وفریب اور دکھاوے کے لیے ہی اعلیٰ حضرت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے نام کی رٹ لگاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے گستاخوں کے ساتھ کیے جانے والے شرعی سلوک کی مخالفت ان کا شیوہ ہے۔ یہ لوگ سنّی اور وہابی دونوں فریق کے متبعین افراد کو خوش رکھنے کے لیے دو۲ قولی اور دو۲ رنگی بات ہی کرتے ہیں۔ بلکہ وہابی ونجدی اور دیگر گمراہ و بدمذہب فرقوں سے گہرے روابط و مراسم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بدمذہب کی شرکت (Partnership) میں ادارے قائم کرنے سے بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

”عالمی پیمانے پر دعوتِ اسلامی کی شہرت اور مقبولیت کی وجہ کیا ہے؟ کثرت سے شمولیت کیوں ہے؟

مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے کُل ۳۳ علمائے حق نے جب وہابی دیوبندی جماعت کے پیشواؤں کی کتابوں کی توہین رسول پر مشتمل عبارات پر کفر اور اِرتداد کا فتویٰ صادر فرمایا، ملّتِ اسلامیہ میں عالمی پیمانے پر ہلچل مچ گئی اور وہابی، دیوبندی اور قادیانی فرقے کے کفریہ باطلہ رذیلہ عقائدِ شنعیہ پر مطلع ہونے پر دنیا بھر کے مسلمانوں

نے ان پر لعن طعن، لعنت و ملامت اور پھٹکار برسائی۔ ان پر ایسی دھتکار پڑی کہ گلے میں لعنت کا طوق لیے ذلت اور رُسوائی سے مارے مارے پھرتے تھے۔ لیکن ان کے انگریز آقاؤں نے انھیں تبلیغی جماعت کی اسکیم بنا کر پھر میدان میں اُتارا۔ تبلیغی جماعت نے اپنی پہچان نماز، روزہ اور دیگر اعمالِ صالحہ کی تبلیغ ونشر واشاعت بنائی۔ نماز اور دیگر فرائض جو اسلام کے اہم ارکان ہیں، اس کا کسی بھی فرقے کے افراد کو انکار نہیں۔ لہٰذا تبلیغی جماعت کی نماز کی پالیسی عوام میں مقبول ہوئی، عوام نے اسے سراہا اور داد دی۔ نتیجتاً تبلیغی جماعت چل پڑی۔

تبلیغی جماعت نے اپنی کامیابی کے لیے یہ طریقہ اپنایا کہ کبھی بھی عقائد کے تعلق سے بات نہیں کرنا اور مروّج مراسمِ اہلِ سنّت کی مخالفت نہیں کرنا۔ صرف کلمہ، نماز اور روزہ کی بات کرنا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہمارے عقائد وہابیوں کے عقائد کی طرح توہین آمیز اور گستاخانہ نہیں۔ دروغ، کذب، چھل، مکر وفریب اور دھوکہ دہی کے تار سے مرکّب اور بُنے گئے جال میں عوام ایسی بُری طرح پھنسی کہ ان کو حق و باطل کے امتیاز کا بھی ہوش نہ رہا۔ اور اندھ بھکت بن کر تبلیغی جماعت کے ساتھ چل نکلی۔

بالکل یہی پالیسی دعوتِ اسلامی کے امیر الیاس عطار نے اپنائی۔ عام طور سے ملّتِ اسلامیہ کے افراد جو اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں، وہ تین ۳ گروہ (Group) میں بٹے ہوئے تھے۔

[ا] سُنّی صحیح العقیدہ مسلمان۔ جو چودہ سو ۱۴۰۰ سال پرانے اپنے آباء واجداد کے عقائد پر پختگی کے ساتھ قائم تھے۔ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے تیار رہتے۔ گستاخِ رسول سے سخت نفرت رکھتے تھے اور توہین

رسول کرنے والوں کو اسلام سے خارج اور کافر و مرتد جانتے تھے، ان سے شدید اختلاف رکھتے تھے اوران کے ابطال وتردید میں ہمہ وقت کمر بستہ رہتے تھے۔اسی بنا پر مار پیٹ اور جھگڑے وفساد بھی ہوتے تھے۔ایسے سنّی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی اکثریت تھی۔

۲ دوسرا گروہ بدمذہب نجدی، وہابی، اہلِ حدیث، قادیانی ودیگر بدمذہبوں کا تھا۔ اور یہ گروہ اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے قومِ مسلم کی نظروں میں ناقابلِ اعتماد اور گمراہ گروہ تھا۔لہٰذا عامۃ المسلمین ان سے نُفور اور دور تھی۔اس گروہ کی بھی تعداد اچھی خاصی تھی۔

۳ تیسرا گروہ ایسے لوگوں کا تھا، جو بنیادی طور پر تو سُنّی تھے۔سُنّی خاندان میں پیدا ہوئے اور سنّی خاندان میں ہی پرورش پائی۔لہٰذا عقائد اہلِ سنّت میں وہ یقین رکھتے تھے اور مراسمِ اہلِ سنّت بھی ادا کرتے تھے،لیکن ان میں تصلّب فی الدین کا مادّہ کم تھا۔لہٰذا وہ گروہ نمبر ۲ کے ساتھ روابط، میل جول اور تعلقات رکھتے تھے۔ بلکہ ان سے شادی بیاہ کی رشتے داری قائم کرنے سے کوئی گریز نہ تھا۔ یہ گروہ نمبر ۳ اپنے آپ کو صلح جو اور امن پسند سمجھتا تھا لہٰذا جب گروہ نمبر ا کی جانب سے گروہ نمبر ۲ کے عقائد باطلہ کی تردید و توبیخ و بطلان ہوتا تھا، وہ گروہ نمبر ۳ کو بالکل پسند نہ تھا۔ان کا کہنا یہ تھا کہ مذہب کے نام پر لڑائی جھگڑا اور فتنہ فساد کرنا اچھا نہیں۔مسلمانوں کو الگ الگ جماعت میں بانٹنا اور گروہ بندی کرنا مناسب نہیں ہے۔وقت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک اور نیک بنیں اور قومِ مسلم کا اتحاد و اتفاق برقرار رکھنے کے لیے ''مسلم ایکتا'' (ایکا) کا جذبہ پیدا کریں اور سب کلمہ گو کو اپنا مسلمان بھائی جانیں۔اس کے عقائد اس کے ساتھ، ہمارے عقائد ہمارے ساتھ۔ہم ہمارے عقائد کی حد میں رہ کر ان کے ساتھ اسلامی بھائی چارہ بنائے رکھیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ایسے صلح کلّی اور پلپلے بلکہ دہی دودھیا

ذہنیت والے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دونوں ہاتھ میں لڈو رکھنے والے بکثرت پائے جاتے تھے بلکہ یوں کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ قومِ مسلم کی اکثریت صلح کلّیت کے مرض دوبا میں مبتلا تھی۔

''نشانے پر عطاری تیر مارنا''

مولوی الیاس عطار نے مذکورہ بالا تینوں گروہ یعنی ⊙ متصلّب سنّی ⊙ بد مذہب، وہابی وغیرہ اور ⊙ صلح کلّی کا نفسیاتی (Psychologic) جائزہ لینے کے لیے بڑی چھان بین اور تجزیہ (Analysis) کے بعد ہی دعوتِ اسلامی کا آئین (Constitution) اور دستور العمل (Rules of Practice) بنایا ہے۔ تاکہ تینوں گروہ کے لوگ ہم سے خوش رہیں، بلکہ فریفتہ ہو جائیں اور ہم بلا کسی مخالفت ومزاحمت اپنی تنظیم کی دُکان چمکا سکیں۔ دعوتِ اسلامی کے امیر مولوی الیاس عطّار نے قومِ مسلم کے تین ۳ مختلف ذہنیت کے حاملین پر نشانہ باندھ کر جو تین ۳ تیر مارے ہیں، وہ تینوں تیر ٹھیک نشانے پر لگے۔ تفصیل پڑھیں:

تیر نمبر ۱:- ہر وقت زبان پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجتہد بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام جاری رکھنا بلکہ رٹ لگانا۔ اعلیٰ حضرت کا ہی نعتیہ کلام پڑھنا، اور ہر وقت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کی بات کرنا اور عشقِ رضا کی ریاکاری اور بناوٹ میں حد درجہ غلو کرنا۔ علاوہ ازیں تواضع وانکساری، رونا دھونا اور دیگر مؤثر ڈراموں کے ذریعے لوگوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسانا۔

مولوی الیاس عطار کا یہ تیر نشانے پر لگا اور گروہ نمبر ۱ کے متصلّب اور کٹّر سنّی خوش

ہو گئے کہ واہ! کیا بہترین تنظیم ہے۔ ارے یہ تو ہر وقت اعلیٰ حضرت کا ہی نام لیتے ہیں۔ یہ تو پکّے "رضا والے" معلوم ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! کتنا اچھا کام کرتے ہیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے ساتھ نماز، روزہ کی تعلیم اور پابندی کے ساتھ ساتھ "احیائے سنّت" اور اصلاحِ اعمال کی تحریک سے سنیوں میں انقلاب آ گیا ہے۔ کئی نوجوانوں نے داڑھی منڈانے سے توبہ کر کے اپنے چہرے پر سنّت رسول کی نورانیت چمکالی ہے۔ نماز، روزہ کی سخت پابندی کے ساتھ ادائیگی کے ساتھ اسلامی وضع قطع اختیار کر لی ہے۔ ارے تبلیغی جماعت کا منہ توڑ جواب مل گیا ہے۔ اب وہابیوں کی تحریک تبلیغی جماعت کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنے کے لیے سنیوں کی تنظیم دعوتِ اسلامی میدانِ عمل میں آ گئی ہے۔ جو عن قریب تبلیغی جماعت کی ریڑھ کی ہڈی (Backbone) توڑ کر رکھ دے گی اور تبلیغی جماعت کا صفایا ہو جائے گا۔ لہٰذا اس تنظیم کی بھرپور اعانت، تعاون اور حمایت کرنی چاہیے۔

دیوبندی جماعت کے مقابلے میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرنے والی تنظیم کی حیثیت سے دعوتِ اسلامی کو گروہ نمبر ۱ کے متصلّب سنیوں نے دیکھا اور وہابیت کی بیخ کنی کا سنہرا خواب دیکھا اور تمام اُمیدیں دعوتِ اسلامی سے وابستہ رکھیں اور ایک پختہ یقین کا حسنِ ظن بناتے ہوئے جذبہ و شوق سے دعوتِ اسلامی کی اعانت، حمایت فروغ، عروج، ترقی کے لیے کمربستہ ہو کر ہر قسم کا تعاون کیا۔

تیر نمبر ۲:- دوسرا تیر گروہ نمبر ۲ کے بدمذہبوں کو مارا۔ تمام بدمذہب فرقہ والے ہر محاذ پر علمائے اہلِ سنّت سے لرزاں اور نالاں تھے۔ کیوں کہ علمائے اہلِ سنّت اپنی تقاریر اور تحریرات میں بدمذہبوں کی کتابوں کی کفریہ عبارات کا حوالہ اور ثبوت پیش کر کے ان کے چھکّے چھڑا دیتے تھے اور ردِّ بلیغ میں دلائل قاہرہ سے ان کے ایسے چیتھڑے اُڑاتے

تھے کہ ان کی رات کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ لیکن دعوتِ اسلامی سے خوش اور مطمئن تھے اور بالکل بے خوف تھے۔ حالانکہ وہ حیرت و تعجب میں تھے کہ یہ سُنّی بریلویوں کی کیسی تنظیم ہے کہ اس کے آئین میں ہمارا رد اور تذکرہ کرنے کی ممانعت ہے۔ چلو! اچھا ہوا! اب ہمارے خلاف زہر اُگلنے پر کنٹرول آئے گا۔ ہمیں اس تنظیم کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے بلکہ حمایت کرنی چاہیے۔ کیوں کہ یہ تنظیم ہمارے لیے مفید اور کار آمد ہے۔ عطاری جماعت ہمارے عقائد کے تعلق سے اپنے بیانات میں کچھ بھی نہیں بولے گی۔ عطاری تنظیم ہمارا پردہ ڈھانکنے کا کام کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں ایک اہم بات یہ ہے کہ عطاری تنظیم در پردہ ہمارا کام بھی کرتی ہے۔ ہمارے وہابی مذہب میں بزرگانِ دین کے اعراس منانا، معراج اور عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلوس سخت منع، ناجائز اور بدعت ہیں۔ جو بات ہم صدیوں سے کہتے آئے ہیں، وہی بات اب بریلوی جماعت کی عطاری تنظیم کہہ رہی ہے۔ جو کام ہم نہ کر سکے، وہ کام اب یہ کر کے دکھائیں گے۔ لہٰذا ان کے کام میں روڑا نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ خفیہ طور پر ان کی حمایت، طرف داری اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ وہ اس طرح کے کچھ ڈھیلے اور صلح کلی قسم کے اور اپنے کو بریلوی سنی کہنے والے لوگوں کو دعوتِ اسلامی میں شامل ہونے کی ترغیب دینی چاہیے۔ اور ایسے لوگوں کو ترغیب دینا بہت سہل اور آسان ہے۔ کیوں کہ ان کے ساتھ ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، ساتھ کھانا پینا، تجارتی تعلقات بلکہ کچھ کے ساتھ تو شادی بیاہ کی رشتے داریاں تک ہیں۔

الیاس عطار کا گروہ نمبر ۲ پر پھینکا گیا تیر بھی ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ لہٰذا بد مذہبوں نے دعوتِ اسلامی کی کوئی مخالفت نہیں کی بلکہ در پردہ خوش تھے اور خفیہ تعاون کیا۔

تیر نمبر ۳: - الیاس عطار کا یہ تیر قاتل زہر میں بجھایا ہوا تھا، جو قومِ مسلم کے گروہ نمبر ۳ کو مارا تھا۔ یہ وہ گروہ تھا جس کی قومِ مسلم میں بہت بھاری اکثریت ہے۔ اس گروہ

میں سیم و زر کے تجار (Businessman)، سیاسی افکار کے دلدادہ، زمین جائداد کے مالک، دُنیوی تعلیم کی ڈگری یافتہ مثلاً ڈاکٹر، انجینئر، سرکاری عہدے دار و ملازمین، ہر دل عزیز ذہنیت کے حامل، ایڈوکیٹ (Advocate)، بلڈر (Builder)، سی۔اے (C.A.)، بی۔اے وغیرہ اعلیٰ تعلیم کے ایجوکیشنل (Educational)، سماجی خدمات گار وملنسار (Socialist) افراد، امن پسندی کے نام نہاد دعوے دار، مفاد پرست ذہنیت رکھنے والے اور سب کو ایک نظر سے دیکھنے والے اور سب بات کھوٹی۔ پہلے دال روٹی پر عمل کرنے والے صلح کلی لوگ تھے۔ مذہبی معلومات برائے نام تھی مگر خود کو ماہرِ علم و فن گردانتے والے، دین کا سچّا درد رکھنے کے بجائے صرف اپنی واہ واہ مچانے کے خواہاں تھے۔ اس گروہ نے دعوتِ اسلامی کو بہت ہی پسند کیا، کہ دیکھو یہ عطاری لوگ کتنے سیدھے سادے اور بھولے بھالے ہیں۔ انھیں صرف قوم وملت اور دین کی خدمت کرنے کا جذبہ ہے۔ بریلوی علماء و واعظین کی طرح اپنے بیان میں فلاں کافر۔۔۔ فلاں مردود۔۔ فلاں ابلیس۔۔۔ وغیرہ تشدّد آمیز الفاظ بولنا تو دور کی بات، یہ لوگ دوسرے فرقوں کا تذکرہ تک نہیں کرتے۔ ان کے عقائد کا رَد اور مخالفت کرنا، ان سے بغض وعداوت رکھنے کے بجائے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ عطّاری مبلغوں کے سلوک میں جو تواضع وانکساری ہے، وہ اخوتِ اسلامی اور دینی بھائی چارہ کی عکّاسی کرتی ہے۔ انھیں فرقہ پرستی سے کوئی لینا دینا نہیں۔ فرقہ وارانہ فساد وفتنہ سے پرے ہٹ کر صرف اصلاحِ اعمال، احیائے سنّت، عملِ صالح کی ترغیب، تقویٰ اور پرہیزگاری پر اصرار اور لوگوں کے کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے علاوہ اور کوئی بات ان کے بیان میں نہیں ہوتی۔ مذہب کے نام پر یا کسی فرقے کے عقائد کی بنا پر مسلمانوں میں آپس میں فتنہ فساد برپا کرنے سے اور قومِ مسلم میں تفرقہ ڈالنے سے یہ لوگ کوسوں دور

ہیں۔ اتحاد و اتفاق کے حامی بن کر صحیح معنوں میں دین کی خدمت کرنے والے سچے، نیک اور امن پسند مبلغین ہیں۔ اخلاقِ حسنہ اور بھلے مانس کے پیکر جمیل ہیں۔ کسی قسم کی طمع اور مال کے حصول کی لالچ سے دور رہ کر خلوص و اخلاص سے دینی خدمت کرنے والے پاکیزہ خصلت کے اچھے لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کا بھرپور تعاون کرنا چاہیے۔ لہٰذا اپنی تجوریوں اور الماریوں میں کرنسی نوٹ کے بنڈل (Bundle) جو برف کی صورت میں جمے ہوئے پڑے ہیں، ان کو پگھلا کر پانی کی صورت میں تبدیل کرو اور پانی کی طرح پیسہ بہا کر دعوتِ اسلامی کو عروج اور کامیابی کی منزل تک پہنچاؤ۔

الیاس عطار کا کام ہوگیا۔ مالدار صلح کلّی تجّار اور دیگر صلح کلّی صاحبِ ثروت نے دیوانگی کے جنون کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے لیے اپنا مال لُٹایا اور مالی اعتبار سے دعوتِ اسلامی اتنی قوی، زور آور، مستحکم ہوگئی کہ مولوی الیاس کی عطاری بیل گاڑی اب اپنی توانائی اور قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عطاری سُپر ایکسپریس کی صورت اختیار کر کے سُرعت رفتار سے چلنے کے بجائے دوڑنے لگی اور دعوتِ اسلامی کی تحریک پاکستان کی سرحدوں کو عبور کر کے عالمی پیمانے پر ممالکِ کثیرہ میں پھیل گئی، بالخصوص ہندوستان بھر میں چھا گئی۔

دعوتِ اسلامی نے کیا کام کیا؟
کیا مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کی؟

عام طور سے یہ کہا جاتا ہے بلکہ یہ بھی عطاریوں کا غلو آمیز پروپیگنڈہ (Propaganda) ہے کہ دعوتِ اسلامی نے کروڑوں کی تعداد میں بے نمازیوں کو نمازی، داڑھی منڈانے والوں کے چہروں کو سنّتِ نبی کے نور سے چمکایا، شرابی، جوا کھیلنے والے اور دیگر جرائم پیشہ اور غیر سماجی ارتکابات کرنے والوں کو توبہ کروا کر انھیں راہِ

راست پر گامزن کر کے پکّا نمازی اور کامل شریعت کا پابند بنا دیا۔ مغربی تہذیب کے دل دادوں اور فیشن پرستوں کو اسلامی وضع قطع میں تبدیل کر کے انھیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے سانچے میں ڈھال کر سماج میں انقلاب برپا کر دیا۔ آپسی جھگڑے اور اختلافات کا قلعہ قمع کر کے آپسی صلح و موّدت، اسلامی اخوّت اور پیار و محبت کا ماحول قائم کر کے ''ایک بنو اور نیک بنو'' کا پیغام لوگوں کے دلوں پر منقش کر دیا۔

البتہ ہم بھی اس بات کے معترف و قائل ہیں کہ دعوتِ اسلامی نے عالمی پیانے پر اصلاحِ اعمال کے تعلق سے بے مثل و مثال کام کیا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے مبلغین میں ٹیم ورک (Team work) کا نظام، طریقہ، تدبّر، ترتیب اور کام کرنے کی جو لگن ہے، وہ اتنا با قاعدہ اور مہذب فرماں برداری (Discipline) پر مشتمل ہے کہ کوئی بھی عطاری مبلغ دعوتِ اسلامی کے طریقۂ کار کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے امیر کی نافرمانی کرتا ہے۔ امیر کے حکم کی تعمیل اور بجا آوری میں وہ کسی بھی قسم کی کوتاہی، کسل، کاہلی، سُستی، تھکاوٹ اور علالتِ طبع سے کام نہیں لیتا بلکہ جوش و شوق، ولولہ، اشتیاق، ہیجان اور سبک گامی کا ہی مظاہرہ کرتا ہے۔

اس حقیقت میں شک کی گنجائش نہیں کہ دعوتِ اسلامی نے ہزاروں کو نمازی بنایا، ہزاروں کو داڑھی رکھوائی، لیکن قرآن و حدیث کے محکم ارشادات کے مطابق تمام فرائض سے اہم فرض ایمان ہے۔ اصلاحِ اعمال سے مقدم اصلاحِ عقیدہ ہے۔ کیوں کہ تمام فرائض، واجبات اور اعمالِ صالحہ کے قبول ہونے کا مدار صحیح العقیدہ ہونا اور صحیح العقیدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام عقائدِ حقّہ یعنی عقائدِ اہلِ سنّت کے اقرار و اعتراف کے ساتھ ساتھ اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز کی فرضیت و اہمیت کا اقرار و

اعتراف تو کرے مگر نماز کی قبولیت کا تقاضا پورا نہ کرے، یعنی اُن شرائط کی ادائیگی ہی پوری نہ کرے، جن کے بغیر نماز نامقبول ہو کر منہ پر مار دی جائے گی۔ مثلاً ⊙ حالتِ نجاست و جنابت میں نماز پڑھے ⊙ استقبالِ قبلہ نہ کرے یعنی قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھے ⊙ بے وقت پڑھے ⊙ بے وضو پڑھے ⊙ ستر عورت نہ کرے یعنی نماز میں جن اعضائے جسم (Body Parts) کا چھپانا فرض ہے، وہ نہ چھپائے۔ مثلاً چڈّی (Half Pant) پہن کر نماز پڑھے ⊙ نماز کی نیت ہی نہ کرے بلکہ نماز کی طرز و شکل میں ورزش یعنی کسرت (Athletic Exercise) کرے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو ادا نہ کیا، تو اس کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ جب تک عمل نہ کرے، نماز بے فائدہ و بے سود بلکہ نماز ہو گی ہی نہیں۔

اسی طرح۔۔۔۔۔

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عشقِ اعلیٰ حضرت کا صرف دعویٰ کرنا اور عشق کے تقاضے کے لوازمات پورا نہ کرنا بلکہ اعلانیہ طور پر ان لوازمات کی خلاف ورزی کرنا، یہ عشق کا ڈھونگ، ناٹک، ریاکاری اور چھل ہی ہے۔ عشقِ رسول کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ حضور اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور دشمنی کرنے والوں سے دشمنی اور عداوت رکھنا۔ ⊙ انبیاء کرام بالخصوص حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں بے ادبی کرنے والے بدمذہبوں کو اپنا سخت ترین دشمن سمجھ کر ان کے ساتھ قلبی نفرت، عداوت اور حقارت رکھ کر ان کے عقائدِ باطلہ پر مشتمل توہین آمیز اور گستاخانہ کتابوں کی تردید اور توبیخ میں کوئی کسر باقی نہ رکھنا۔ ⊙ بارگاہِ رسالت کے جن گستاخوں پر ان کی کتابوں کی کفریہ عبارات کی بنا

پر حرمین شریفین کے علمائے حق نے کافر اور مرتد کا فتویٰ دیا ہے، اور یہاں تک لکھا ہے کہ ''مَنْ شَكَّ فِیْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ'' ترجمہ: ''جو اِن کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔'' لہٰذا ایک عاشقِ رسول کے لیے عشق کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور گستاخی کرنے والے کو کافر سمجھے۔ کیوں کہ حضورِ اقدس کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ اُصولِ شریعت کے مطابق ضروریاتِ دین سے ہے کہ کفر کو کفر نہ سمجھنا بھی کفر ہے۔ لہٰذا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اپنے گھنونے ارتکابِ کفر کی وجہ سے کافر ہوا۔ ایسے گستاخِ نبی کافر کو کافر سمجھنا اور کہنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اور ایسے کافر کو کافر نہ سمجھنے والا، انھیں مسلمان اور لائق امامت سمجھ کر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والا بھی کافر ہے۔ ضروریاتِ دین کے اس اہم مسئلے کو امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا مجتہد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ سے اپنی نادرِ زمین کتب اور فتاویٰ میں اتنا تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ پڑھنے والا دین کے معاملے میں نہایت متصلّب و پختہ عقیدہ سنّی بن جاتا ہے کہ وہ بدمذہب اور گستاخ فرقے سے سخت متنفّر ہوجاتا ہے۔ حدیث شریف کے فرمان ''اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ'' یعنی ''اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنی''۔ اس پر تمام صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ائمۂ ذوی الاحترام زندگی بھر عامل رہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے معتقدین، معتمدین، متوسّلین اور منسلکین ان کے نقش قدم کو چراغِ راہِ منزل سمجھ کر عمل پیرا ہیں۔

مگر افسوس۔۔۔۔۔صد افسوس۔۔۔

دعوتِ اسلامی کے عطاری اور سنّی دعوتِ اسلامی کے شاکری اپنی تنظیم کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیم ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے بنیادی اُصولوں سے انحراف و انصراف کر کے صرف نمازیوں کی تعداد میں اضافہ اور بڑھوتری کا کام کرتے ہیں اور اسے اپنی عظیم کامیابی اور دینی خدمت سمجھتے تھے۔ بلکہ متصلّب سنّی کو اپنے ساتھ شامل کر کے کسی کی بھی اقتدا میں نماز پڑھنے کا عادی بناتے یعنی صلح کلّی نمازی بناتے ہیں، جو صرف نماز کو ہی اصل ایمان سمجھتا ہے اور ''ایمان کی اصل تو حضورِ اقدس کی ذاتِ گرامی ہے'' اس حقیقت سے ناواقف ہے۔ یہ عطاری اپنی تنظیم کی کامیابی یہ ہی سمجھتے ہیں کہ ہم نے اتنے لوگوں کو نمازی بنا دیا۔ بے شک بے نمازی کو نماز کا پابند بنانا عظیم اجر و ثواب کا کام ہے لیکن جس پر نماز اور دیگر اعمالِ صالحہ کی مقبولیت کا انحصار اور دارومدار ہے، وہ ایمان وعقیدہ کی پختگی ہے۔ اپنی دُکان چمکانے کے لیے دکھاوے کے صلح کلّی نمازی کا کوئی اعتبار و اہمیت نہیں۔ کیوں کہ ایک زمانہ نمازیوں کی کثرت کا آئے گا، جس کی خبر مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دی ہے:۔

> حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَجْتَمِعُونَ وَ يُصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ، وَلَيْسَ فِيهِمْ مُؤْمِنٌ۔

حوالے:-

١) مصنف أبن أبي شيبة: كتاب الإيمان والرؤيا، ج: ٦، ص: ١٦٣۔

المؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: ٢٣٥ھ)، الناشر: مكتبة الرشد، الرياض

٢) المستدرك على الصحيحين: كتاب الفتن والملاحم، ج: ٤، ص: ٤٨٩

المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: ٤٠٥ھ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٣) شرح مشكل الآثار: باب بيان مشكل ما روى عنه عليه السلام من قوله: إن الإسلام بدأ غريبا وسيعود كما بدأ فطوبى للغرباء۔

المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجزي المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: ٣٢١ھ)، الناشر: مؤسسة الرسالة۔

ترجمہ: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ جمع ہوں گے اور مسجدوں میں نمازیں پڑھیں گے، مگر اُن میں کوئی مؤمن نہیں ہوگا۔"

نوٹ: اس حدیث شریف کے ضمن میں بعض محدثین کے اقوال کی روشنی میں اکابر علمائے اہلِ سنّت فرماتے ہیں کہ نمازیوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ مساجد نمازیوں سے بھر جائیں گی۔ نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہیں ملے گی۔ اتنے سارے نمازی ہوں گے مگر ان میں کوئی مؤمن نہیں ہوگا۔

دعوتِ اسلامی (D.I.) اور سنّی دعوتِ اسلامی (S.D.I) کے عطاری اور شاکری مبلغین نے ایسے مصنوعی (Artificial) نمازیوں کی بھیڑ اور انبوہ جمع کر کے خالص ریاکاری اور شیخی کی انانیت وغرور میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ دیکھو! ہم نے اتنے لوگوں کو نمازی بنا دیا۔ لیکن مسلکِ اعلیٰ حضرت کے اُصول وضوابط میں اس ڈھنڈورے کا یہ جواب ہے کہ ''اتنے متصلّب سنّی مسلمانوں کو صلح کلّی بنا دیا۔''

''مساجدِ اہلِ سنّت پر قبضہ کر کے سنّی مساجد کو عطّاری مسجد بنانے کا خطرناک منصوبہ وسازش''

ایک خفیہ ڈر (Hidden Fear) دل کو مضطرب و بے قرار کر دیتا ہے کہ خدا نخواستہ دعوتِ اسلامی ایک نئے گمراہ فرقے ''عطاریہ'' کے نام سے کہیں مشتہر نہ ہوجائے، کیوں کہ دعوتِ اسلامی کے امیر اور عطاریوں کے حالاتِ حاضرہ سے ایسا اندیشہ محسوس کیا جارہا ہے کہ یہ تنظیم مستقبل قریب میں اہلِ سنّت و جماعت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے علی الاعلان روگردانی اور انحراف کر لے اور یہ اعلان کردے کہ ہم کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے کچھ لینا دینا نہیں۔ ہم اعلیٰ حضرت کی عقیدت ومحبت کا دَم ضرور بھریں گے لیکن اعلیٰ حضرت کی تعلیمات جو بدمذہبوں کے تعلق سے ہیں، اس پر عمل نہیں کریں گے۔ اگر عمل کریں گے تو ہمارے تعلقات بہت لوگوں سے منقطع ہوجائیں گے اور ہم ایک محدود دائرے میں سمٹ کر رہ جائیں گے۔ مگر ہمارا مشن تو عالمی پیمانے پر ''ایک بنو۔ نیک بنو'' کا ہے۔ ہمیں تو ہر فرقے کے ساتھ تعلقات نبھانے ہیں۔ سب کے ساتھ میل جول رکھنا ہے، پھر چاہے وہ صحیح المذہب ہو یا بدمذہب ہو۔ ہم کسی کو بھی بُرا بھلا

کہہ کر مسلمانوں میں تفریق اور بٹوارہ کرنے کا کام نہیں کریں گے، صرف اتحاد و اتفاق کی ہی بات کریں گے۔ اپنا ہو یا پرایا، یعنی سنّی ہو یا وہابی ہو، ہمیں سب کے ساتھ حسنِ اخلاق کا سلوک کرنا ہے۔ اسی طرح تمام طبقے اور فرقے کے لوگوں کے دلوں میں ہماری نیک خصلت وطینت کا سکّہ بٹھا کر چھا جانا چاہتے ہیں، لیکن اس کے لیے اشد ضروری ہے کہ ہمارے قبضہ واختیار میں زیادہ سے زیادہ سنّی مساجد ہوں۔

موجودہ دَور میں اکثر مساجدِ اہلِ سنّت میں ایسے اماموں کی اکثریت ہے جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سخت پابند ہیں اور ہمارا مشن دعوتِ اسلامی کی دُکان چمکانے کے ساتھ ساتھ ہمارے ''بابا'' وامیر مولانا الیاس عطار کی ولایت، علمی وجاہت، کرامات، ولیٔ کامل، صاحبِ زہد وتقویٰ، ان کی دینی خدمات، جذبۂ عشقِ نبی کا ولولہ، ان کا وجد، ان کا سرتاجِ اولیاء وصوفیاء ہونا، ان کا مجدّد، محدّث ومفتی ہونا اور دیگر اوصافِ جلیلہ سے عوام کو روشناس کرانا ہے اور یہ سب کچھ ''مدنی چینل'' کے توسّط سے ہی ممکن وسہل ہے۔ لیکن موجودہ ائمۂ مساجد ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتے۔ لہٰذا مساجدِ اہلِ سنّت پر قبضہ جمانا ہمارے لیے اشد ضروری ہے۔

مذکورہ پالیسی کے تحت دعوتِ اسلامی کے عطّاری پلّے شہر کی چند سنّی مساجد میں سے سب سے پہلے ایک مسجد کا انتخاب کرتے ہیں اور عزمِ مصمّم کے ساتھ اس مسجد پر قبضہ کرنے کی ترکیب عمل میں لاتے ہیں۔ پھر اپنی ریاکاری اور مصنوعی عشقِ نبی کے جذبے کے ڈرامے سے پانچ سات مقتدیوں کو مسلسل اصرار، تحائف و ہدایا اور دیگر فائدہ بخش اُمور سے متاثر (Impress) کر کے دعوتِ اسلامی میں شامل کر لیتے ہیں اور اُن کے عہدے ومنصب متعیّن کرتے ہیں۔ کسی کو مسجد نگراں، کسی کو محلہ نگراں، کسی کو شہر

نگراں وغیرہ۔ پھران کو بھاری رقم کی ماہانہ تنخواہ و دیگر سہولتیں مثلاً موٹر سائیکل، اسکوٹر، موبائل فون اور دیگر ضروریاتِ زندگی (Facilites) فراہم کی جاتی ہیں۔ جب یہ مقتدی پکّے عطاری رنگ میں رنگ جاتے ہیں، تو ان کے توسّط سے امام صاحب سے روابط قائم کرتے ہیں۔ نقدی نذرانہ کے لفافے اور دیگر قیمتی چیزوں کے تحفے، اعلیٰ قسم کے ملبوسات وغیرہ سے امام صاحب کو گرویدہ (Impress) کر لیتے ہیں اور مسجد کے مقتدیوں کی تعلیم و تربیت، نیز احیائے سنّت کے نام سے درس دینے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ امام صاحب ان کے تحائف، ہدایہ اور نقدی لفافے کے احسان تلے اتنا ممنون (Oblige) ہو جاتا ہے کہ وہ خوشی خوشی درس کی اجازت دے دیتا ہے۔

اس طرح مسجد میں دعوتِ اسلامی کی درسی کتاب ''فیضانِ سنّت'' کا درس شروع ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ مقتدی حضرات بھی اپنے سروں پر ہری پگڑی سجا لیتے ہیں۔ اب باری امام کی آتی ہے۔ چند ماہ سے امام صاحب سے رابطہ، آپسی گفتگو، اظہارِ خیالات، رویّہ، سلوک وغیرہ سے ماہرین فن مردُم شناس عطاری اندازہ لگا لیتے ہیں کہ امام کس نوعیت (Category) کا ہے۔ پھر موقع پا کر امام صاحب کو بڑے مؤدبانہ و عاجزانہ لہجے میں دعوتِ اسلامی میں شمولیت اختیار کرنے کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ امام صاحب نے فی الفور اثبات میں جواب دے کر دعوت (Offer) کو شرفِ قبولیت سے نواز دیا، تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر امام صاحب نے یہ جواب دیا کہ ''سوچ کر بعد میں بتاؤں گا'' تو عطاری امام صاحب کے اس جواب کو بیک لہجہ سبحان اللہ کی صدا بلند کر کے سراہتے ہیں اور امام صاحب کا ''بعد میں بتاؤں گا'' کا جواب ''ہاں'' ہی میں ہو، اس کے لیے عطّاری مبلغین ''ایڑی چوٹی کا زور'' لگا دیتے ہیں۔ امام صاحب سے جب ملتے ہیں

تو حضور۔۔۔ حضرت۔۔۔ کعبہ و قبلہ۔۔۔ علامہ صاحب۔۔۔ وغیرہ القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ دست بوسی، پابوسی وغیرہ سے، چاپلوسی کی تمام سرحدیں عبور کردیتے ہیں۔ علاوہ ازیں بڑی بھاری رقم کی رشوت کی پیش کش صرف ''ہاں'' کہنے پر اور بعد میں ہر مہینے بھاری رقم کی تنخواہ مستقل طور پر ملنے کا لالچ دینا وغیرہ، ہر طرح سے امام صاحب کو دعوتِ اسلامی میں شامل ہونے کے لیے ''آبِ طمع'' میں بھگو دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں محلّے کے جرائم پیشہ اور سیاسی غنڈوں سے امام پر دباؤ ڈالا جاتا ہے، بلکہ دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں۔ امام صاحب اگر پھر بھی قابو میں نہیں آتا تو مسجد کمیٹی کے ذریعے دباؤ ڈالا جاتا ہے اور انکار کرنے پر منصبِ امامت سے معزول کرنے کی تنبیہ کی جاتی ہے۔

اب امام صاحب کے سامنے دو ۲ ہی راستے ہیں۔ دعوتِ اسلامی میں شمولیت قبول کرلیں یا منصبِ امامت کے عہدے سے استعفیٰ دے دیں۔ دونوں صورت میں عطاریوں کا فائدہ ہے۔ امام عطّاری بن جائے تو ''سونے پہ سہاگہ'' اور امام عطاری نہیں بنتا اور استعفیٰ دے کر مصلّٰی چھوڑ دیتا ہے، تو ''راہ کا کانٹا دور ہوگیا'' اور بغیر کسی مزاحمت و جھگڑے کے مصلّٰی ہاتھ آتا ہے۔ ''آم کے آم۔ گٹھلیوں کے دام'' جیسا معاملہ ہوگیا۔ المختصر! شام۔ دام اور زور و جبر سے عطاری مسجد پر قابض ہوجاتے ہیں۔ پھر امام صاحب کی خالی جگہ پر بحیثیت امام و خطیب پکّا عطّاری چڑھ بیٹھتا ہے۔

سُنّی مسجد جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مسجد تھی، اب وہ ''**عطاری مسجد**'' بن گئی۔ اب روز عطاری درس ہونے لگا اور منبر رسول پر ٹی وی (T.V.) یا پھر لیپ ٹاپ (Laptop) کو سجا دیا جاتا ہے۔ مدنی چینل نمازیوں کو دکھایا جاتا ہے، اور ''دیدارِ عطّار'' کے نام پر مولوی الیاس کا مکروہ چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ الیاس عطار کو ٹی۔ وی پر ناچتا اور ٹھمکے لگاتا

دیکھ کر عطّاری بھی مسجد میں ناچنا شروع کر دیتے ہیں۔ ناچ، اُچھل کود، حال اور وَجد کا ناٹک کرتے ہوئے لوٹنا، لڑیاں کھانا، چیخنا چلّانا وغیرہ ڈھونگ دھتورا کے شور وغل سے مسجد کو تماشا گاہ بنادیا جاتا ہے۔

اب یہ مسجد اہلِ سنّت کی مسجد سے ''عطاری مسجد'' میں تبدیل ہوگئی۔ اب سے پہلے بلکہ ہمیشہ اس مسجد میں بدمذہبوں کا رَد ہوا کرتا تھا۔ سابق امام صاحب پکّے مسلکِ اعلیٰ حضرت والے تھے، لہٰذا ہر جمعہ کے بیان میں اور دیگر مواقع پر امام صاحب ڈٹ کر بدمذہبوں کا رَد کیا کرتے تھے۔ اب بدمذہبوں کی تردید اور توبیخ ممنوع ہوگئی۔ سابق امام کے دور میں کوئی وہابی اس مسجد میں نماز کے لیے نہیں آتا تھا، کیوں کہ اگر کوئی وہابی نماز کے بہانے مسجد میں گھس جاتا، تو اُسے ذلیل وخوار کر کے بھگا دیا جاتا تھا۔ لیکن اب امام بدل گیا، متصلّب سنّی امام کی جگہ صلح کلّیت کا پلندہ عطاری امام آگیا، اب وہابی اور دیگر بدمذہب بلا روک ٹوک، بے تکلّف مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے آتے ہیں اور جب نماز با جماعت کی اقامت ہوتی ہے، تب حیّ علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونے کی بجائے شروع میں ہی کھڑے ہوجاتے ہیں اور اپنی وہابیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مگر کوئی انھیں ٹوکتا تک نہیں بلکہ ایسے مرتدوں اور منافقوں کی آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ دعا، سلام اور مصافحہ کر کے اپنی نرم روی دکھائی جاتی ہے اور یہ ڈینگ ماری جاتی ہے کہ اتنے وہابیوں کو ہم نے سنّی بنادیا۔ اسی لیے تو وہ ہماری مسجد میں آتے ہیں۔

واہ! کیا بقراطی چھانٹی ہے۔ عطاری امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنا، یہ عطاریوں کے نزدیک سنّی ہونے کی سَند ہے۔ ان بے وقوفوں کو اتنی عقل وفہم نہیں کہ تمہاری اقتدا میں نماز پڑھنے کے لیے آنے والا ہرگز سنّی بن کر نہیں آیا بلکہ نماز کی آڑ میں تمہاری مسجد

میں گھس کر روزانہ آتا ہے اور بے علم وان پڑھ، سیدھے سادے و بھولے بھالے سنّی مصلیوں سے مراسم استوار کر کے، دوستانہ مراسم کو فروغ دے کر اسے اپنے جال میں پھنسا کر وہابی بنانے کے مشن پر کام کرتا ہے۔ تمہاری مسجد میں وہابی کا آنا زہر قاتل کے مترادف ہے۔ مگر تم خوش ہو، اپنی کامیابی کا ڈھول بجاتے ہو کہ ہم نے اتنے وہابیوں کو سنّی بنا دیا۔ ارے! تم کسی وہابی کو سنّی کیا بناؤ گے، بلکہ وہ وہابی تمہاری مسجد کے سنیوں کو وہابی بنا دے گا۔

قارئین کرام! ایک اہم بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ ''کسی وہابی کو سنّی بنانا، اس سے لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ کسی سنّی کو وہابی نہ ہونے دیا جائے''۔ دعوتِ اسلامی والے وہابی کو سنّی کیا بنائیں گے؟ البتہ متصلّب سنّی مؤمن کو صلح کلّیت کے دلدل میں غرق کر دیں گے۔ دوسری ضروری بات جو لازمی طور پر یاد رکھنی چاہیے، وہ یہ کہ بدمذہبیت کا پہلا زینہ صلح کلّیت ہے۔ کوئی بھی متصلّب سنّی فی الفور اور یک لخت بدمذہب نہیں بن جاتا۔ پہلے وہ صلح کلّی بنتا ہے، صلح کلّی بنتے ہی اس کا تصلّب فی الدین کا جذبہ ماند اور سرد پڑ جاتا ہے۔ اس کے دل میں گستاخِ رسول کے لیے جو نفرت اور بغض و عداوت تھی، وہ آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے۔ جب متصلّب سنّی تھا تب اُس کا عالم یہ تھا کہ کسی بھی گستاخِ رسول کا منحوس چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا، مگر اب صلح کلّیت کے پھندے میں پھنسنے کے بعد وہ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتا ہے۔ یہاں تک کہ جس بدمذہب کا منحوس چہرہ دیکھنا تک پسند نہیں کرتا تھا، اب اُس کے ساتھ بھی ''علیک سلیک'' کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ ایک دوسرے کی خیر و عافیت پوچھنے اور سماجی اعتبار سے اخوّت و ہمدردی جتانے کی منزل تک رسائی ہوتی ہے۔ بعدہٗ یہ تعلقات

بڑھتے بڑھتے ایک دوسرے کی خوشی اور غم کے موقع پر مبارک بادی، شرکت اور تعزیت پیش کر کے شریکِ خوشی وغم کے رشتے عمل پذیر ہوتے ہیں، اور بالآخر صلح کلّیت کی چکنی اور لپٹن والی زمین سے پھسل کر بدمذہبیت کی گہری ومہلک کھائی میں جا گرتا ہے۔

یہ حقیقت تجربہ اور حقائق کی روشنی میں ثابت شدہ ہے کہ اگر کوئی متصلّب سنّی 'دعوتِ اسلامی' میں شامل ہوتا ہے، تو عطّاری بننے کے قلیل عرصے کے بعد وہ پکّا صلح کلّی بن جاتا ہے۔ لہٰذا دعوتِ اسلامی سے بچو اور دور رہو بلکہ جس طرح بھیڑیئے کو دیکھ کر بکریاں بھاگتی ہیں، اسی طرح دعوتِ اسلامی سے دور بھاگو اور اپنے تصلّب فی الدین اور ایمان کی پختگی کے لیے عطاریوں سے کنارہ کش رہو۔ اسی لیے عالمِ اسلام کے سنیوں کے پیشوا، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، خلیفہ و جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، مقتدائے اہلِ سنّت، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے صاف لفظوں میں حکم نافذ فرمایا ہے کہ:-

> ''دعوتِ اسلامی'' اور ''سنّی دعوتِ اسلامی'' دونوں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ہیں۔ اس لیے ان سے دور اور نفور رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے۔ میں اپنے تمام مریدوں کو حکم دیتا ہوں کہ جو لوگ ''دعوتِ اسلامی'' یا ''سنّی دعوتِ اسلامی'' میں کسی بھی طرح شریک ہیں، وہ ان تنظیموں سے دور ہو جائیں۔''

لہٰذا تمام احبابِ اہلِ سنّت و جماعت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایمان و عقیدہ کی سلامتی کے لیے ''دعوتِ اسلامی'' اور اس کی ناخواستہ اولاد ''سنّی دعوتِ اسلامی'' دونوں تنظیموں سے بچیں۔ یہ دونوں ''چور اور چور کا بھائی گِرہ کترا ہے'' تمہیں دھوکہ اور چھل

دے کر اپنے طلسمی جال میں پھنسانے کے لیے، صرف اپنی دُکان چلانے کے لیے امامِ عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہیں۔ لہٰذا ان کے جال (Cage) میں مت آنا۔ یہ دونوں تنظیموں کے مبلغین عقیدت و محبت سے اعلیٰ حضرت کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنی دُکان چلانے، چمکانے اور روٹی پکانے کے مطلب و منشا کے لیے لیتے ہیں۔ شریف انسان کی شکل و صورت میں ٹھگ (Cheater) ہیں یہ۔ ان پر قطعاً بھروسہ مت کرنا۔ یہ لوگ مسلکِ اعلیٰ حضرت والے نہیں بلکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ہیں۔ ان بگلا بھگت ٹھگوں سے بچیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی کتابوں سے روزِ روشن کی طرح درخشاں و عیاں ہے۔

جلیل القدر علمائے اہلِ سنّت دعوتِ اسلامی سے کیوں ناراض اور مخالف ہیں؟

ہر وقت اعلیٰ حضرت کا اسمِ گرامی وردِ زبان رکھ کر ہر لحہ رضا۔۔۔رضا۔۔۔کی رٹ لگانے والے عطّاری اور شاکری اگر واقعی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کی خدمت کرنے والے ہوتے تو سیکڑوں کی تعداد میں علمائے اہلِ سنّت نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ یہ مخالفت کرنے والے اصاغر علماء ہی نہیں بلکہ اکابر علماء ہیں۔ جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مضبوط ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن دور رَس نگاہ رکھنے والے باشعور اور فہم و دانش و تمیز میں ماہرین نے تاڑ لیا کہ دعوتِ اسلامی کا معاملہ دور کے ڈھول سہانے (Distant Drums are Gratify) جیسا ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور۔

بات مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کی کرتے ہیں اور کام مسلکِ اعلیٰ حضرت کی بیخ کنی کا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دے کر صلح کلّیت پھیلانے کی رذیل اور مذموم حرکتیں کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا پردہ فاش کرنا اور ان کی اصلیت عیاں کرنا وقت کا اہم تقاضا اور فریضہ ہے۔ لہٰذا ان علمائے حق نے حق گوئی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقاریر، تصانیف اور تحریرات سے ان کی صلح کلّیت کی اصلیت اور طمع و ریاکاری کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا۔

ذیل میں ان اکابر اہلِ سنّت کے نام پیش ہیں جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مضبوط ستون اور علم و عرفان کے بہتے سمندر تھے اور عطاریوں کے مخالف ہیں۔

- وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، آبروئے سنّیت، تاج الشریعہ، خلیفہ و جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قبلہ ازہری۔ بریلی شریف
- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم، بریلی شریف و خلیفۂ سرکار تاج العلماء حضرت سیّد محمد میاں صاحب برکاتی۔ مارہرہ شریف مجاہدِ اہلِ سنّت، صوفیٔ باصفا، صاحبِ کراماتِ کثیرہ، ولیٔ کامل، حضرت علامہ محمد ابراہیم ترکی صاحب۔ راج کوٹ
- رئیس الفقہاء والمحدثین، امیر المؤمنین فی الحدیث، اُستاد العلماء، شہزادۂ صدر الشریعہ، فقیہِ بے مثال، محدّثِ کبیر، حضرت علامہ الشاہ ضیاء المصطفیٰ صاحب اعظمی۔ گھوسی (یوپی)
- خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، سراج ملت، پیر طریقت حضرت علامہ مفتی سید سراج

اظہر صاحب۔ بانی:۔ دار العلام مفتی اعظم۔ بمبئی

فخر سادات، نجیب الطرفین، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، پرتو کلک رضا حضرت علامہ مفتی سید محمد حسینی اشرفی۔ دار العلوم امجدیہ۔ ناگور

- خلیفۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صمصام المناظرین حضرت مولانا الشاہ علامہ حسن علی رضوی بریلوی، میلسی شریف، پاکستان
- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، آفت بر جانِ وہابیت، وقارِ اہلِ سنّت، عزت وآبروئے رضویت حضرت علامہ مفتی الشاہ تراب الحق۔ کراچی (پاکستان)
- نبّاضِ قوم وملّت، نائب محدثِ اعظم پاکستان، حضرت علامہ الشاہ ابو داؤد محمد صادق رضوی صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز، گوجرانوالہ (پاکستان)
- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ھند، اشرف الفقہاء، مناظر اہلسنت، حضرت علامہ مفتی مجیب اشرف نوری۔ جامعہ امجدیہ۔ ناگپور
- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ھند ہم شکل مفتی اعظم ھند، نبیرۂ برادر حضور اعلیٰ حضرتحضرت حسن رضاؔ، امین شریعت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی سبطین رضا۔ کانکیر (چھتیس گڑھ)
- خلیفہ ء ونائب حضور مفتی اعظم ھند، فاضل جلیل، مفتیٔ ذی وقار حضرت علامہ مفتی محمد اعظم صاحب نوری۔ بریلی شریف
- خلیفہ ء حضور مفتی اعظم ھند، فخر سادات، پیر طریقت، ممتاز العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی نوری۔ رامپور

- ناصر وناشر مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع صلحہ کلیت، حضرت علامہ مفتی ناظر اشرف رضوی۔ دار العلوم اعلیٰ حضرت۔ ناگپور
- خلیفہء خلیفہء حضور مفتی اعظم ھند، استاد العلماء، رئیس المحدثین، صوفیٔ باصفا حضرت علامہ مفتی تحسین رضا محدّث بریلوی۔ بریلی شریف
- علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع نجدیت وصلحہ کلیت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری۔ دار العلوم احسن البرکات، حیدراباد (پاکستان)
- خلفیہء مفتی اعظم ھند، قاضیٔ شہر بنارس، مفتیٔ جلیل، عالم نبیل حضرت علامہ مفتی غلام یسٰین رضوی۔ بنارس (یو۔پی)
- خلیفہء تاج الشریعہ، شمشیرِ حق، بے خوف حق گوواعظ، ذی استعداد عالم جلیل حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی۔ بدایوں شریف
- مجاہد اعظم سنیت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، قاطع صلحہ کلیت حضرت علامہ غلام رسول قادری رضوی۔ مکتبہ سنّی آواز، کراچی (پاکستان)
- خلیفہء تاج الشریعہ، ہادیٔ مفتیانِ کرام، قاضیٔ ادارۂ شرعیہ۔ مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی اشرف رضا نوری۔ بمبئی
- سیف وکلک ولسانِ رضا، بیباک مجاہد مسلک اعلیٰ حضرت، بے خوف حق گومقرر، حضرت علامہ صوفی کلیم حنفی رضوی۔ بمبئی
- خلیفہء حضور مفتی اعلظم ھند، شاہ باز دکن، سپہ سالار اعظم جیش رضا حضرت علامہ مفتی مجیب علی رضوی نوری۔ حیدرآباد (اے۔پی)

- ▣ نبیرۂ صدر الشریعہ، عالم جلیل، فاضل نبیل، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضوی، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ھند وخطیب حاجی علی درگاہ مسجد۔ بمبئی
- ▣ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، ممتاز الفقہاء، معتمد و معتبیر و مستند مفتی حضرت علامہ مفتی محمد افضال نوری۔ مرکزی دارالافتاء۔ بریلی شیرف
- ▣ خلیفۂ خاص و جانشین حضور مجاہدِ ملت، وقار و آبروئے اہلِ سنّت، ناصرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی۔ الہٰ آباد (یوپی)
- ▣ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، جلالۃ العلم، ماہر معقولات و منقولات، شیخ الحدیث حضرت علامہ سیّد محمد عارف رضوی محدّث نان پاروی
- ▣ فقیہہ بے مثال، عالم جلیل، ہادیِ علماء، مشیر مفتیانِ عظام، ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم نعیمی۔ جامعہ نعیمیہ، مرادآباد (یوپی)
- ▣ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، ہم جلیس وہم دوش وہم دَم مفتیٔ اعظم ہند، علم وعرفان کا بحر ذخار، حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب۔ بریلی شریف
- ▣ مناظر اہلِ سنّت، مقرر شعلہ بیان، واعظِ رطب اللسان، ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی فخر الدین صاحب نوری، ناگپور
- ▣ خلیفۂ تاج الشریعہ، دامادِ فقیہِ ملّت، معتمد و معتبر و مستند مفتی ذی وقار، مناظر اہلِ سنّت حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب علیمی۔ جمد اشاہی، یوپی
- ▣ اُستاذ العلماء، رہبر مفتیاں، وسیع العلم مفسّر، ماہر فقہ حنفی، قاطع نجدیت، حضرت علامہ مفتی محمد ایوب صاحب، صدر مفتی جامعہ نعیمیہ۔ مرادآباد، یوپی

- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، فنافی الشیخ، پیر طریقت، رہبرِ شریعت، بانی دارالعلوم امام احمد رضا، رتنا گیری، حضرت حاجی اسمٰعیل جانی صاحب
- جلوۂ سیف اللہ خالد و پرتوِ کلکِ رضا، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت وضلالت حضرت علامہ مفتی خوشنود عالم احسانی۔ قاضیٔ شہر کوشامبی۔ اِلٰہ آباد، یو پی
- خلیفۂ حضور بدرِ ملت، محقق ومصنف ومقرّر، بے باک حق گوخطیب، حضرت علامہ مفتی انواراحمد قادری، اندور (ایم۔ پی)
- خلیفۂ تاج الشریعہ، فخرِ پاکستان، عاشقِ رضا، فدائے رضویت، قہرالٰہی بر گستاخِ نبی حضرت علامہ خادم حسین رضوی، بانیٔ تحریک لبیک یارسول اللہ
- مجاہد اہلِ سنّت، حضرت علامہ مفتی شفیق احمد شریفی، قاضیٔ شہر الٰہ آباد (یو پی)
- عالمِ حق گفتار ورفتار، برق الٰہی بر وہابیہ نجدیہ، ناصر وناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی ابوداؤد صاحب رضوی، ڈونڈائچہ (مہاراشٹر)
- پیر طریقت، رہبر شریعت، ماہرِ علم وفن، پیکر روحانیت، صاحبِ تصرّف وکرامات حضرت علامہ پیر ابوالبرکات ارشد سبحانی، پاکستان
- عالمِ جلیل، فاضل نبیل، روح روانِ گروہِ حق گویاں، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، نائب پاسبانِ ملّت حضرت علامہ مفتی ولی محمد صاحب رضوی۔ باسنی (ناگور)
- نائب ومعتمد حضرت سراجِ ملت، رونق مسندِ افتاء، فقیہہ ذی استعداد حضرت علامہ مفتی محمد قمرالزماں نوری۔ صدر مفتی دارالعلوم فیضانِ مفتیٔ اعظم۔ بمبئی
- فخر سادات، خلیفۂ تاج الشریعہ، قاضیٔ گجرات، مجاہد سنیت، بے باک وبے خوف

حق گو، خطیب ملّت حضرت علامہ مفتی سلیم احمد قادری، باپو، جام نگر

- مصنف ذی استعداد، باکمال مقرر شعلہ بیان، پیکر خلوص و اخلاص، ماہر علم و فن حضرت علامہ مفتی انوار احمد رضا۔ میلسی۔ کراچی (پاکستان)
- محسنِ ملّت، فقیہِ لاثانی، ماہر رضویات، مترجم فتاویٰ رضویہ، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی۔ جامعہ رضویہ، لاہور (پاکستان)
- خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، مفتیٔ اعظم مہاراشٹر، عالم جلیل، مفتیٔ عالی شان حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان۔ جامعہ امجدیہ، ناگ پور
- حضرت علامہ حافظ غلام محمد صاحب رضوی۔ فیصل آباد (پاکستان)
- علمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، مجاہد اہلِ سنّت، مفتیٔ ذی استعداد و اعتماد و وقار حضرت علامہ مفتی محمد یوسف مرزا نقش بندی۔ چتوڑ گڑھ، راجستھان
- خلیفۂ تاج الشریعہ، شہزادہ و جانشین حضور سراجِ ملت، صاحبِ قلم حق نوشت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی۔ دارالعلوم فیضانِ مفتیٔ اعظم۔ بمبئی
- گل گلزارِ خاندانِ گوہر پیا، شہزادہ و جانشین حضرت ظہیر ملت، مداحِ رسول، شاعرِ اسلام، فاضل نوجوان حضرت علامہ سیّد آلِ مصطفیٰ دادا باپو، جعفر آباد (گجرات)
- گل گلزارِ چمنِ فاطمہ، رونقِ بزمِ عرفانِ رضا، اساسِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ناصر و ناشر رضویت، پیر طریقت، رہبر شریعت، سپہ سالارِ اعظم جیش رضا، فخر سادات حضرت علامہ سید گلزار اسماعیلی واسطی گلزارِ ملت، مسولی شریف
- پیکر نور و جمال، حسان الوجوہ، حضرت سید عبدالقادر جیلانی میاں۔ بمبئی

- اقلیم افتاء، ماہر اُصولِ فقہ، سیماب فضل وکمال، صاحبِ تحقیق، حضرت علامہ مفتی عبدالصمد رضوی۔ رضوی نوری دارالافتاء، بمبئی
- ممتاز الفقہاء، نیر علماء، فاضل نوجوان، واعظ بلند حوصلہ، بے مثل و مثال حق گو، حضرت علامہ مفتی ممتاز احمد صدیقی۔ جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور
- بانیٔ جامعہ کثیرہ، محسن قوم وملّت، مجاہد عرق ریز، ناصر مسلکِ اعلیٰ حضرت، عالمِ ذیشان حضرت علامہ عثمان غنی۔ جامعہ انوار مفتی اعظم۔ دھرول
- محافظ و ناصر و ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، کفیل علم وفن، ماہر صنعت افتاء حضرت علامہ مفتی کفیل احمد قادری۔ دارالعلوم منظر اسلام، بریلی
- اعلیٰحضرت کے پیرخانہ مارہرہ شیریف کے پیرخانہ کالپی شیریف کے شہزادے، آبروئے اہلسنت، صمصام حیدری، سپہ سالار جیش رضا، واعظِ بے خوف، ماہر علم وفن، فخر سادات حضرت علامہ الشاہ السید غیاث ملّت محمد غیاث الدین صاحب۔ کالپی شریف۔
- کالپی شریف کے پیرخانہ بلگرام شریف کے شجادہ نشین، ناصرو باشر مسلک اعلیٰحضرت، فنافی الرضا، پیکر تقویٰ، رہبر سالکانِ راہِ رشد وھدیٰ، پیر طریقت، رہبر شریعت، صوفیٔ باصفا، حضرت علامہ الشاہ السید محمد سہیل میاں صاحب قبلہ خانقاہ عالیہ واحدیہ۔ بلگرام شریف۔

مندرجہ بالا فہرست اسماء اکابر علمائے اہلِ سنّت بہت ہی مختصر پیش کی گئی ہے۔ اگر تمام اکابر و اصاغر علمائے اہلِ سنّت جنھوں نے دعوت اسلامی اور سنّی دعوتِ اسلامی کی

تردید و تبطیل و توبیخ میں نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے، ان تمام کے اسمائے گرامی کی فہرست مرتب کی جائے تو ہزاروں سے متجاوز ہوگی۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ آپ ٹھنڈے دماغ سے غور وفکر کریں کہ اتنی بڑی تعداد میں علمائے اہلِ سنّت نے ان دونوں صلح کلّیت کی ناشر تنظیموں کی مخالفت کیوں کی؟ اگر یہ دونوں یعنی عطاری اور شاکری مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیمیں ہوتیں، تو ہرگز ان کی مخالفت نہ کرتے بلکہ تائید و توثیق فرماتے۔ لیکن ان علمائے اہلِ سنّت نے تحقیق و تدقیق اور غور وفکر کے بعد یقین کے درجے میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ دونوں تنظیمیں دعوتِ اسلامی اور سنّی دعوتِ اسلامی ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تنظیمیں نہیں۔ یہ لوگ عوامِ اہلِ سنّت کو دھوکہ دے کر اپنے مکر و فریب کے جال میں پھنسانے کے لیے ہی اعلیٰ حضرت کا نام صرف زبانی جمع خرچ کے طور پر لیتے ہیں، مگر دل میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خلاف ورزی اور صلح کلّیت کا کیچڑ ٹھونس کر بھرا ہوا ہے۔ جو گاہے گاہے، محل و موقع کی مناسبت سے بلکہ اکثر بے موقع بھی اُبل کر باہر آتا ہے اور بدبو پھیلاتا ہے۔ لہٰذا دونوں تنظیموں پر مطلق اعتماد و بھروسہ نہ کریں۔ ان سے دور و نفور رہنے میں عقیدہ، ایمان اور عمل کی عافیت و سلامتی ہے۔

''اب کیا باقی ہے لکھنا؟''

یہاں تک جو کچھ بھی لکھا گیا، اسے پڑھ کر شاید قارئین کرام یہ گمان کرتے ہوں گے کہ ''بہت ہوگیا۔ کافی لکھ ڈالا'' لیکن ایک حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے عرض ہے کہ ابھی تو بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔

اس کتاب "دعوتِ اسلامی ایک المیہ" کو یہیں پر اختتام کو پہنچا کر بقیہ مضامین کے لیے ایک الگ کتاب اِرقام کرنی ہے۔ وہ کتاب بھی کافی ضخامت (Thickness) پر مشتمل ہوگی۔ قارئین کرام کو مقدم اطلاع (Advance Information) فراہم کرتے ہوئے ان عناوین کی اجمالی فہرست ذیل میں پیش خدمت ہے:۔

- بقرعید کی حصّے والی قربانی کے نام پر لاکھوں جانوروں کی قربانی کی رقم قوم سے جمع کرنا اور برائے نام تھوڑے بہت جانور قربان کرنا اور قوم کے کروڑوں روپے غبن کرنا۔
- قربانی کی کھالوں میں بھی یہی طریقہ اپنا کر کروڑوں کا غبن کرنا۔
- مسلکِ اعلیٰ حضرت کی علی الاعلان خلاف ورزی۔ مثلاً ▣ تداعی کے ساتھ باجماعت نفل نماز پڑھنا ▣ تصاویر، ٹی وی مووی کو پہلے حرام کیا، پھر جائز قرار دینا ▣ مکبّر الصوت (Loudspeaker) کا نماز میں استعمال ▣ سرکار خواجہ غریب نواز کی تصویر شائع کرنا۔
- مدنی چینل کے خرافات
- مولوی الیاس عطار امیر دعوتِ اسلامی تو کیا امیرِ محلّہ بننے کے بھی لائق نہیں۔
- مولوی الیاس کے جہالت پر مبنی فتوے مثلاً تصویر کشی کا جواز، ٹی وی (T.V.) دیکھنا وغیرہ
- بدمذہبوں کی محفلوں میں جانا اور ان کو اپنی محفلوں میں بلانا۔ اعلیٰ حضرت کے دشمنوں سے محبت بھرے روابط
- بد مذہبوں کی اقتدا میں نماز پڑھنا۔ ▣ بدمذہبوں سے چندہ لینا۔ ▣ بدمذہبوں کی دُکانوں پر چندہ اکٹھا کرنے کے لیے دائمی طور پر غولک رکھنا۔
- مولوی الیاس کے تکبّر، گھمنڈ، انانیت، غرور وغیرہ پر مشتمل اقوال و افعال جو

مدنی چینل سے نشر ہوتے رہتے ہیں۔

✪ بدمذہبوں کے پیشواؤں کی علمی لیاقت کی تعریف، ان کے مرنے پر اظہارِ غم و افسوس و تعزیت۔ لیکن علمائے اہلِ سنّت کے ساتھ برعکس رویہ۔

✪ تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین و خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا اور فخرِ سادات، روحِ رواں مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ سیّد محمد حسینی اشرفی پر عطاریوں نے کفر کا حکم لگایا، جس کی تفصیلی گفتگو ہم آئندہ کتاب میں کریں گے۔

✪ مدنی چینل پر اب کھلّم کھلا مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ بلکہ اب ماحول کی پراگندگی کا یہ عالم ہے کہ عطاری جہلا ▣ اعلیٰ حضرت کے اشعار پر ▣ تاج الشریعہ کے اشعار پر ▣ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ کی عالم بنانے والی کتاب ''بہارِ شریعت'' پر بھی اعتراض کرنے کی جرأت اور بے باکی کر رہے ہیں۔

عطاری مفتی پلّے اکمل عطاری (ناقص العقل) کے بے وقوفانہ، بے ہودہ اور بدلحاظ اعتراض

اردو زبان کی مشہور و رائج مثل ہے کہ ''بے وقوف کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں؟'' اگر واقعی بے وقوف کے سر پر سینگ ہوتے، تو عطاری پلّے جاہل بلکہ اجہل کٹ ملّے اکمل عطاری کے سر پر دو ۲ کے بجائے چار ۴ سینگ ہوتے۔ کیوٹی وی (Q. TV) پر اس نے بکواس کرتے ہوئے کہا کہ:-

▣ حضور تاج الشریعہ کا ایمان افروز شعر:-

"آپ کی خاطر بنائے دو جہاں = اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں"

▣ سرکار اعلیٰ حضرت کا باطل شکن شعر:-

"تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے، جنت رسول اللہ کی"

دونوں اشعار پر جاہل دعوتی نام نہاد نے کیا اعتراض کیا ہے؟ اس کی تفصیل اور دندان شکن جواب ان شا اللہ تعالیٰ وان شاء حبیبہ ہم دعوتِ اسلامی کی شیطانی حرکات (Roguery) کے رَد میں عن قریب جو کتاب لکھنے والے ہیں، اس میں دیں گے۔ فی الحال تو مفتی ناقص العقل (اکمل) کو ماہر علم وفن، فاضل جلیل، آبروئے سنّیت حضرت علامہ مفتی سیّد مظفر شاہ صاحب کراچی، پاکستان۔ مجاہد اسلام، سپہ سالارِ جیش رضا، عالمِ جلیل، فاضل نبیل، مناظر اہلِ سنّت حضرت علامہ صوفی کلیم حنفی رضوی اور ناشر مسلکِ اعلیٰ حضرت، ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی شہزاد عالم ودیگر علماء نے ایسا دندان شکن جواب یوٹیوب (Youtube) پر دیا ہے کہ ظالم اکمل کو دن میں تارے نظر آ گئے ہوں گے۔

▣ علم فقہ کا اردو زبان میں عظیم سرمایہ جو ۱۷ جلدوں میں "بہار شریعت" کے نام سے مشہور ہے، جس کی ابتدائی جلدوں پر اعلیٰ حضرت کی تقریظ بھی ہے اور علمی طبقے میں مشہور ہے کہ یہ عالم بنانے والی کتاب ہے۔ مگر اکمل عطاری یہ بکواس کرتا ہے کہ یہ عالم بنانے والی کتاب نہیں، اسے ہٹادو۔

▣ بدمذہب وہابی کی اقتدا میں نماز پڑھ لو۔ یہ اس کی نئی اور تازہ بکواس ہے۔

المختصر! اب دعوتِ اسلامی اپنا اصلی چہرہ دکھا رہی ہے بلکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو

نقصان پہنچانے کا جو کام آج تک وہابی نہ کر سکے، وہ کام اب عطاری کر رہے ہیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے نام کی مالا بھی جپ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں عطاری نام نہاد مفتی نے کھلے لفظوں میں یہاں تک کہہ دیا کہ وہابی و بدمذحب کی اقتدا میں نماز پڑھ لو۔ (معاذ اللہ)

آخری بات

یہاں تک کتاب کے مطالعہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ دعوتِ اسلامی ہرگز مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تحریک نہیں بلکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالف تحریک ہے۔ دعوتِ اسلامی اور سنّی دعوتِ اسلامی یہ دونوں تحریکیں جب سے وجود میں آئی ہیں، تب سے سنّیوں کا ''تصلّب فی الدین'' اور بارگاہِ رسالت کے گستاخوں سے نفرت و عداوت کا جذبہ ماند پڑ گیا اور عالمی پیمانے پر صلح کلّیت کی وبا پھیل گئی ہے۔

دعوتِ اسلامی والے سنّی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی فاسد غرض سے صرف زبان سے رضا۔۔۔ رضا۔۔۔ رضا کی رٹ لگاتے ہیں، مگر مسلکِ اعلیٰ حضرت کے اُصول و ضوابط جو عین شریعت کے مطابق ہیں، ان پر کوئی یقین نہیں رکھتے، بلکہ علی الاعلان خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یہ لوگ وہابیوں اور دیگر بدمذاہب کے معاون کی حیثیت سے صلح کلّیت پھیلاتے ہیں، تاکہ سنّی حضرات ان بدمذہب وہابیوں کی مخالفت اور ان کی روک تھام سے کنارہ کش رہیں اور وہابیوں کے لیے وہابیت پھیلانے کی راہ ہموار ہو جائے۔ لٰہذا.... دعوتِ اسلامی (D.I.) اور اس کی ناخواستہ اولاد سُنّی دعوتِ اسلامی (S.D.I.) سے ⊙ دور رہو ⊙ ان میں شامل مت ہونا ⊙ اگر شامل ہو تو آج بلکہ ابھی

سے ان دونوں تحریکوں سے الگ ہو جاؤ ⊙ ان کو اپنے محلے کی مسجد میں درس دینے کی ممانعت کردو ⊙ مسجد میں ہفتہ واری اجتماع پر روک لگا دو ⊙ مسجد کے منبر پر ٹی وی یا لیپ ٹاپ سجا کر مدنی چینل اور الیاس عطار کے مکروہ چہرے کو دیدار عطار کے نام سے جو ڈھونگ دھتورا رچا کر مسجد کو تماشا گاہ بنایا جاتا ہے، اسے سختی کے ساتھ روک دو ⊙ منبر پر رکھے ہوئے ٹی وی اور لیپ ٹاپ کو توڑ پھوڑ کر مسجد کے باہر پھینک دو ⊙ مسلکِ اعلیٰ حضرت جو اعلیٰ حضرت کی کتب سے عیاں و درخشاں ہے، اسے مضبوطی سے تھام رکھو۔

جتنی بھی صلح کلیت پر مشتمل تنظیمیں ہیں، چاہے وہ عطاری ہو، شاکری ہو، منہاجی ہو، مداری ہو، نظامی ہو یا پھر سنّیت، کا دعویٰ اور اعلیٰ حضرت سے عقیدت کا دعویٰ کرنے کے باوجود بدمذہبوں سے تعلقات رکھتے ہوں، پھر چاہے مولوی ہو، مفتی ہو، یا کسی ادارے سے منسلک ہوں، بلکہ کسی بھی سلسلۂ طریقت سے وابستہ پیر صاحب ہوں۔ سب کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کے میزان (ترازو) میں تولنے کے بعد ہی اس سے رشتۂ ارادت وعقیدت قائم کرو۔ اگر میزانِ رضا میں تولنے پر اس کی عقائد کی پختگی میں کھوٹ یا کمی محسوس ہو اور صلح کلیت کی ذہنیت آشکار وظاہر ہو، تو فوراً اس سے قطع تعلق کر کے اپنے ایمان وعقیدہ وتصلب فی الدین کی خاطر اس سے دور ہو جاؤ۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو اتنی مضبوطی سے تھامے رہو کہ گردن کٹ جائے، تب بھی ہاتھ سے مسلکِ اعلیٰ کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

اس پُرفتن دور میں جانشین وخلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، وارث علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا صاحب ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان مسلکِ اعلیٰ حضرت کی چلتی پھرتی تصویر وچھایا تھے۔ ان کے دامن سے منسلک ہو کر ان کے ارشادات کو لائحہ عمل بنائیں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبِ اعظم واکرم حضورِ اقدس، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل تمام سنّی مسلمانوں کو عطاری اور شاکری صلح کلّی تنظیموں کے شر اور فتنے سے محفوظ رکھے اور زندگی کی آخری سانس تک تصلّب کے ساتھ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور اسی مسلکِ برحق پر پختگی کے ساتھ قائم رہتے ہوئے مدینہ طیبہ میں ایمان پر موت عطا فرمائے، اور مدینہ طیبہ کی مقدس سرزمین میں دفن ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔

آمین
بجاہِ سید المرسلین
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم
فقط۔ والسلام۔ خیر اندیش ودُعا گو

مؤرخہ:
۲۲/ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ
مطابق: ۱۰/جولائی ۲۰۲۳ء
یوم عید دوشنبہ ویومِ ولادت
حضور مفتی اعظم ہند

